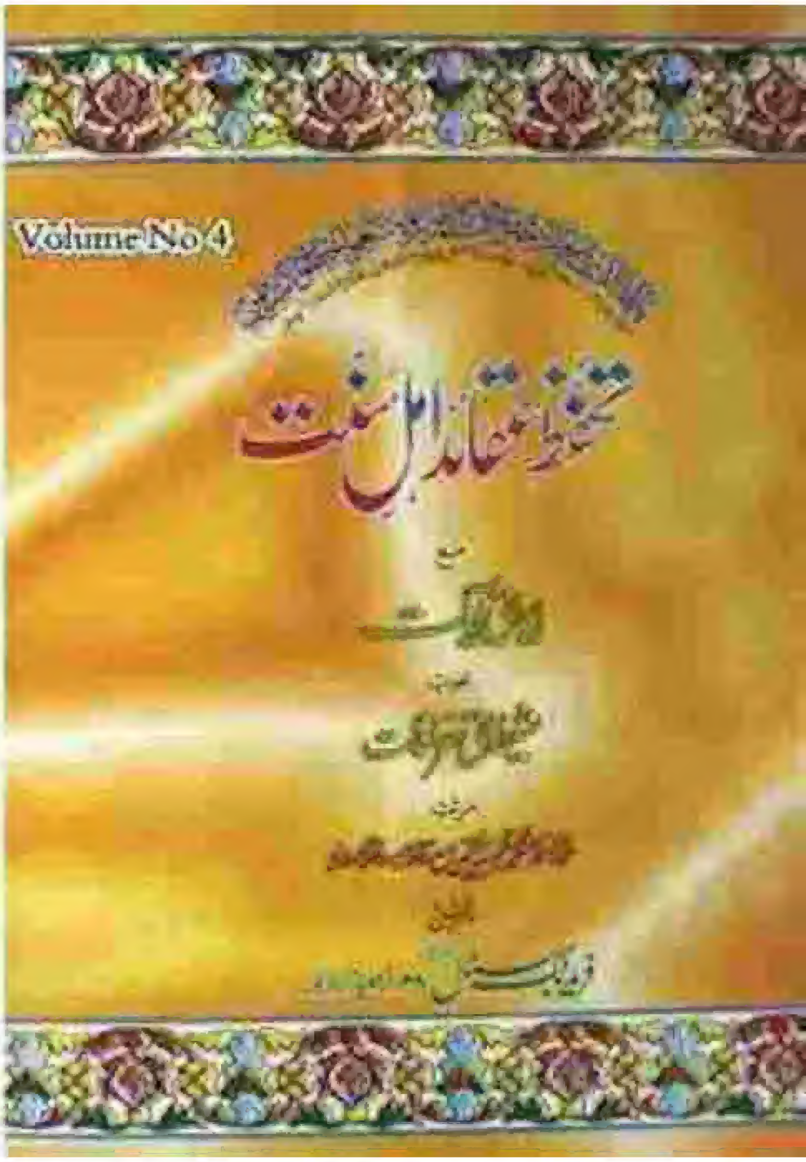
Volume No 4

۱۔ یعنی پہلے صور تک تجھے مہلت ہے۔ جب پہلی بار صور پھونکا جاوے گا تو سب کے ساتھ تو بھی ہلاک ہو گا۔ رب نے اس کی دعا کو ترمیم سے قبول فرمالی۔ اس سے
دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ کفار کی بعض دعائیں قبول ہو جاتی ہیں۔ دیکھو شیطان کی یہ دعا کو ترمیم سے قبول ہو گئی دوسرے یہ کہ دعا سے عمر دراز ہو جاتی ہے۔
جب شیطان مردود کی دعا سے عمر میں زیادتی ہو گئی تو اگر انبیاء کرام اولیاء عظام کی دعاؤں سے یا بعض نیک اعمال کی برکت سے عمر لمبی ہو جاوے تو کیا مضائقہ ہے اس
کی پوری بحث اور تقدیر بدلنے پر مفصل گفتگو ہماری کتاب اسرار الاحکام یا تفسیر نعیمی میں ملاحظہ کرو۔ ۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ کبھی بے ادبی کفر ہو جاتا ہے۔ گمراہ کرنے
والا رب ہے۔ مگر یہ کہنا کفر ہے کہ بے ادبی ہے۔ شیطان یہ کہہ کر زیادہ مردود ہوا۔ آدم علیہ السلام نے عرض کیا۔ ربنا ظلمنا انفسنا ہم نے اپنے پر ظلم کیا تو ان کی معافی ہو گئی ۳۔ یعنی باپ کا بدلہ اولاد سے لوں گا ان کے دلوں میں وسوسے ڈالوں گا گناہوں کی رغبت دوں گا۔ نیکی سے روکوں گا۔ بعض کو کافر و مشرک بنا دوں گا تاکہ دوزخ میں اکیلا نہ جاؤں جماعت کے ساتھ جاؤں۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ تقیہ ایسی بری چیز ہے کہ رب کے سامنے شیطان نے بھی نہ کیا جو دل میں تھا صاف صاف کہہ دیا۔ دوسرے یہ کہ شیطان دراصل انسانوں کا دشمن ہے۔ جو جنات ایمان لے آویں ان کا دشمن اس لئے ہے کہ انہوں نے انسانوں کے سے یہ کام کیوں کئے۔ فرشتوں حوروں کا وہ دشمن نہیں اس لئے نہ کہا۔ ۴۔ یہاں اوپر نیچے کا ذکر نہ کیا کیونکہ آنے والا چار طرف سے ہی آتا ہے۔ ۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ شیطان کو بھی آئندہ غیب کی باتوں کا علم دیا گیا ہے۔ چنانچہ اکثر لوگ ناشکر ہیں۔ رب نے فرمایا وقلیل من عبادی الشکور۔ شیطان بیماری ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم علاج۔ جب بیماری کی قوت یہ ہے تو نبی کا علم اس سے زیادہ ہونا چاہیے ۶۔ آج فرشتوں میں ذلیل اور آئندہ ہر جگہ ذلیل وخوار کہ لعنت کی مار تجھ پر پڑتی رہے۔ معلوم ہوا کہ پیغمبر کی دشمنی تمام کفروں سے بڑھ کر ہے۔ شیطان باوجود عالم زاہد ہونے کے ایسا ذلیل کیوں ہوا۔ صرف حضرت آدم نبی کی دشمنی میں۔ اس سے بارگاہ نبوت کے گستاخوں کو سبق لینا چاہیے۔ ۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ دوزخ میں شیطان اور بعض جنات اور بعض انسان سب ہی جائیں گے۔ اور ان جنات کو آگ سے ایسے ہی تکلیف پہنچے گی جیسے انسان کو مٹی کے ڈھیلے یا اینٹ لگ جانے سے تکلیف پہنچ جاتی ہے۔ جنت صرف انسانوں کے لئے ہے کہ ہم مولیٰ النبی جنہ ۸۔ عارضی طور پر کیونکہ انہیں زمین کی خلافت کے لئے پیدا فرمایا گیا تھا۔ جنت میں ٹریننگ دینے کے لئے رکھا گیا تھا۔ تاکہ دنیا کو اس طرح بسائیں اور

الْمُنْظَرِينَ ﴿١٥﴾ قَالَ فَبِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأَقْعُدَنَّ لَهُمْ
مہلت والوں میں ہے بولا تو قسم اس کی کہ تو نے مجھے گمراہ کیا میں ضرور تیرے سیدھے
صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيمَ ﴿١٦﴾ ثُمَّ لَآتِيَنَّهُمْ مِنْ بَيْنِ
راستہ پر ان کی تاک میں بیٹھوں گا پھر ضرور میں ان کے پاس آؤں
أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَائِلِهِمْ
گا ان کے آگے اور پیچھے اور داہنے اور بائیں سے
وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ ﴿١٧﴾ قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا
اور تو ان میں اکثر کو شکر گزار نہ پائے گا فرمایا یہاں سے نکل جا
مَذْءُومًا مَدْحُورًا لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَأَمْلَأَنَّ
رد کیا گیا راندہ ہوا ضرور جو ان میں سے تیرے کہے پر چلا میں
جَهَنَّمَ مِنْكُمْ أَجْمَعِينَ ﴿١٨﴾ وَيَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَ
تم سب سے جہنم بھر دوں گا اور اے آدم تو اور تیرا جوڑا
زَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا
جنت میں رہو تو اس سے جہاں چاہو کھاؤ اور اس پیڑ کے
هَٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ ﴿١٩﴾ فَوَسْوَسَ
پاس نہ جانا کہ حد سے بڑھنے والوں میں ہو گے پھر شیطان نے ان
لَهُمَا الشَّيْطَانُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وُورِيَ عَنْهُمَا مِنْ
کے جی میں خطرہ ڈالا کہ ان پر کھول دے ان کی شرم کی چیزیں جو ان سے
سَوْآتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهَاكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هَٰذِهِ
چھپی تھیں اور بولا تمہیں تمہارے رب نے اس پیڑ سے اسی لیے
الشَّجَرَةِ إِلَّا أَنْ تَكُونَا مَلَكَيْنِ أَوْ تَكُونَا مِنَ
منع فرمایا ہے کہ کہیں تم دو فرشتے ہو جاؤ یا ہمیشہ جینے

بسانے کی اپنی اولاد کو تعلیم دیں ۹۔ معلوم ہوا کہ جنت کے میوے پیدا ہو چکے ہیں اور اللہ کے بعض بندوں نے وہ کھائے بھی ہیں۔ بی بی مریم نے دنیا میں رہ کر کھائے
۱۰۔ درخت گندم یا کوئی اور جو رب تعالیٰ کے علم میں ہے ۱۱۔ یہاں ظالم بمعنی کافر نہیں کیونکہ کفر عقیدہ بگڑنے سے ہی ہو سکتا ہے ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی
شخص کسی جگہ شیطان کے وسوسہ سے محفوظ نہیں آدم علیہ السلام مقبول بارگاہ تھے اور جنت محفوظ مقام تھا مگر وہاں وسوسہ ڈال دیا لہٰذا کسی جگہ نہ جاؤ۔ اللہ سے پناہ مانگتے
رہو۔ اپنے کو شیطان سے محفوظ نہ جانو۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ وسوسہ انبیاء کرام کو بھی ہو سکتا ہے ہاں ان سے گناہ یا بد عقیدگی سرزد نہیں ہو سکتی لہٰذا آیات میں تعارض
نہیں ۱۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ اب تک ان دونوں نے ایک دوسرے کا ستر نہ دیکھا تھا۔ بہتر بھی یہ ہے کہ خاوند بیوی ایک دوسرے کو ننگا نہ دیکھیں۔

کچھ تحریر فرمایا ہے بالکل حق وبجا ہے، واجب القبول ولائق عمل ہے۔ حسام الحرمین میں جو شائع ہو چکا ہے۔ یہ فتاویٰ اہلِ حق اور نائبانِ مختارِ کل حضرت حق جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سراسر حق وصواب ہیں۔ اہل اسلام کو ان فتاویٰ پر اعتقاد رکھنا عمل کرنا فرض ہے۔ اور جو جان بوجھ کر ان کو نہ مانے وہ مؤمن نہیں۔ انکی تصریح وتشریح وتفصیل وتوضیح کتبِ مصنفہ امام العلما ،سید الاولیاء ،وارث سید الرسل، نائب خاتم الانبیاء علیہم الصلاۃ والسلام، اعلیٰ حضرت، عظیم البرکۃ والملۃ والشریعۃ والسنۃ والطریقۃ محی الاسلام والدین، مجدد مأۃ حاضرہ، عالم دین وسنت، امامِ اہلسنت مولانا مولوی حاجی حافظ قاری مفتی شاہ محمد احمد رضا خاں صاحب قبلہ فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ونفعنا اللہ تعالی والمسلمین ببرکاتہ فی الدین والدنیا والآخرۃ میں خوب روشن وواضح طور پر موجود ہے۔ اس فقیر ناکارہ وطالب علم ناسزا کا بھی بحمد اللہ تعالیٰ وہی مذہب ومسلک ودین وایمان ہے۔ مولیٰ تعالیٰ اسی پر رکھے ،اسی پر مارے، اسی پر اٹھالے۔ جو اس کے خلاف چلے اور مخالف بتائے، وہ بدمذہب وبے دین، گمراہ وگمراہ گر ہے۔ جو اسکو صحیح نہ مانے وہ بھی جہنمی ہے۔ اہل اسلام کو اگر اپنا دین وایمان درست رکھنا منظور ہو تو انکی کتابوں کا مطالعہ کر کے ان پر عمل کریں۔ افسوس کہ اب اہل اسلام کی یہ حالت ہوگئی اور نوبت بانیجا رسید کہ ان کی تحریروں اور فتووں کے متعلق سوال کرنے لگے یہ کمزوری ایمان ہے۔ تمام دنیا کو آنکھیں بند کر کے ان پر عمل کرنا چاہئے میرے نزدیک ہندوستان بھر میں کوئی ایسا نہیں ہے جو ان سے افضل واعلیٰ ہو جس سے اُن کی بابت سوال کیا جائے۔ یہ تو ایسی بات ہے کہ کوئی شخص یہ کہے کہ اعلیٰ حضرت فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افضل الرسل وسید الکل ہیں تو کیوں صاحب یہ بات صحیح وقابل عمل ہے۔ استغفر اللہ۔ اللھم احفظنا۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ ونور عرشہ سیدنا ومولانا محمد وعلی آلہ واصحابہ وعلماء امتہ واولیاء ملتہ وعلینا معھم اجمعین برحمتک یاارحم الراحمین الی یوم الدین آمین

فقیر قادری ابوالفضل محمد عبدالاحد حنفی رضوی غفرلہٗ ابن حضرت ولی باخدا مولانا شاہ وصی احمد صاحب قبلہ محدث سورتی قدس سرہ العالی۔ ناظم مدرسۃ الحدیث پیلی بھیت مشہور

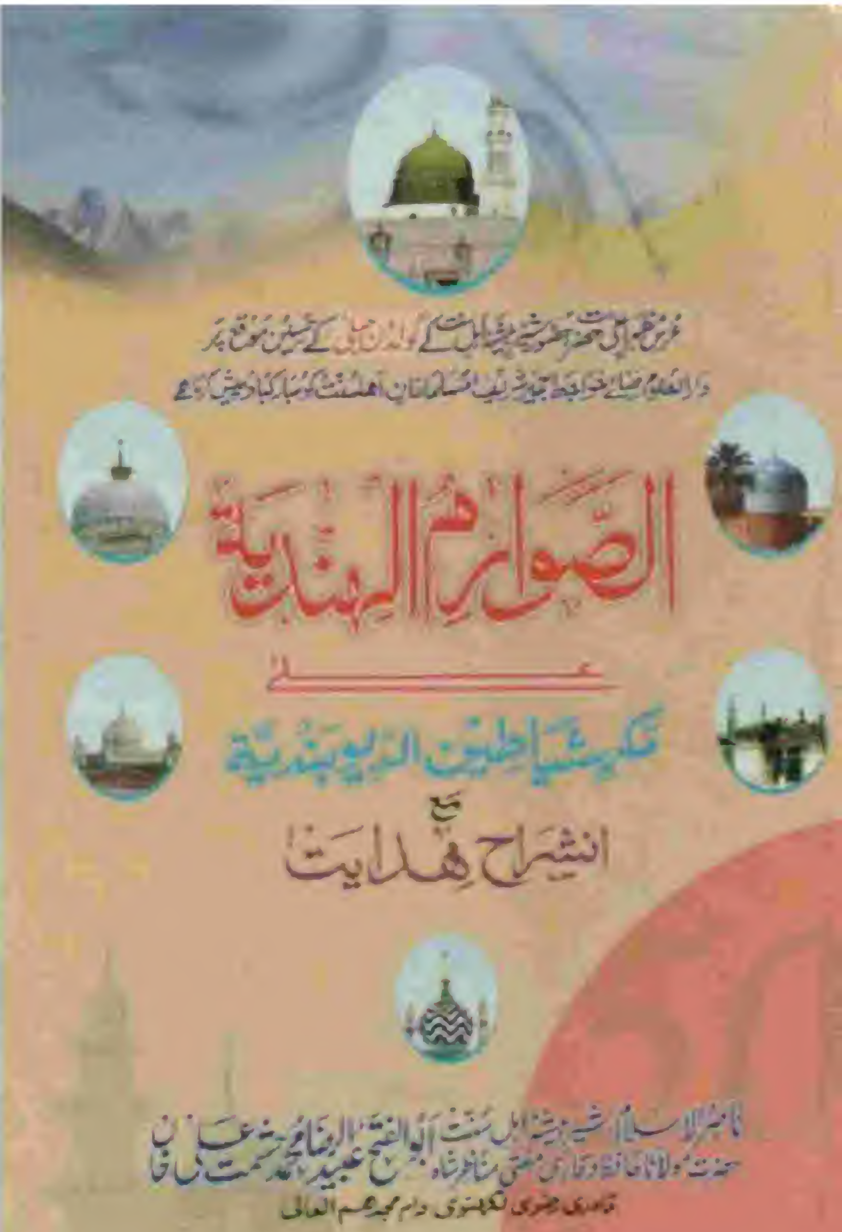

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ شَفَعَ لِأَحَدٍ شَفَاعَةً فَأَهْدَى لَهُ هَدِيَّةً عَلَيْهَا فَقَبِلَهَا فَقَدْ أَتَى بَابًا عَظِيمًا مِنْ أَبْوَابِ الرِّبٰوا۔ (رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ)

جو شخص کسی حاکم یا امیر سے کسی کی سفارش کرے اور پھر اس حاکم کو ہدیہ بھیجے اور وہ اس ہدیہ کو قبول کرلے تو اس کا یہ فعل ایسا ہے گویا کہ وہ سود کے ایک بڑے دروازہ میں داخل ہوا (ابوداؤد) اور روایت کی احمد نے اسی طرح کہ نیک آدمی کے لئے اچھا ہی مال اچھی چیز ہے۔

بَابُ الْأَقْضِيَةِ وَالشَّهَادَاتِ

نزاعی معاملات اور شہادتوں کا بیان

فصل اول

مدعی کا دعویٰ گواہوں کے بغیر معتبر نہیں

٣٥٨٣ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ يُعْطَى النَّاسُ بِدَعْوَاهُمْ لَادَّعَى نَاسٌ دِمَاءَ رِجَالٍ وَأَمْوَالَهُمْ وَلٰكِنَّ الْيَمِينَ عَلَى الْمُدَّعٰى عَلَيْهِ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) وَفِي شَرْحِهِ لِلنَّوَوِيِّ أَنَّهُ قَالَ وَجَاءَ فِي رِوَايَةِ الْبَيْهَقِيِّ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ أَوْ صَحِيحٍ زِيَادَةٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوعًا لٰكِنَّ الْبَيِّنَةَ عَلَى الْمُدَّعِي وَالْيَمِينَ عَلَى مَنْ أَنْكَرَ۔

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اگر لوگوں کو محض دعوے ہی پر ان کا مُدعا دے دیا جائے تو بہت سے لوگ اپنے آدمیوں کے خون اور مال کا دعویٰ کرنے لگیں لیکن مدعا علیہ پر قسم ہے (یعنی صرف مدعی کا بیان ہی کافی نہیں ہے بلکہ مُدعا علیہ سے قسم بھی لینا ضروری ہے (مسلم) اور بیہقی کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ مدعی کے ذمہ گواہ ہیں اور قسم اس شخص پر ہے جو انکار کرے۔

عدالت میں جھوٹی قسم کھانے والے کے بارے میں وعید

٣٥٨٤ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينِ صَبْرٍ وَهُوَ فِيهَا فَاجِرٌ يَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ لَقِيَ اللّٰهَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى تَصْدِيقَ ذٰلِكَ إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا إِلٰى آخِرِ الْآيَةِ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابن مسعودؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص قسم کھائے کسی چیز پر مقید ہو کر (یعنی حاکم کی عدالت میں محبوس ہو کر) اور وہ اپنی قسم میں جھوٹا ہو کر اس حلف سے کسی مسلمان کا مال حاصل کرلے تو وہ قیامت کے دن خدا تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ خدا تعالیٰ اس پر غضبناک ہوگا چنانچہ خداوند تعالیٰ نے اس کی تصدیق میں یہ آیت نازل فرمائی ہے: إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا الآخرۃ۔ (بخاری ومسلم)

٣٥٨٥ وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اقْتَطَعَ حَقَّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ بِيَمِينِهِ فَقَدْ أَوْجَبَ اللّٰهُ لَهُ النَّارَ وَحَرَّمَ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ وَإِنْ كَانَ شَيْئًا يَسِيرًا يَا رَسُولَ اللّٰهِ

حضرت ابی امامہؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص قسم کھا کر کسی مسلمان کا حق مارے اس کے لئے خدا تعالیٰ نے دوزخ کو واجب کر دیا اور جنت اس پر حرام کر دی۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگرچہ وہ کوئی معمولی چیز ہی ہو؟ فرمایا اگرچہ پیلو کے

جھوٹا دعویٰ کرنے والے کا ٹھکانہ دوزخ ہے

٣٥٩٠ وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنِ ادَّعٰى مَا لَيْسَ لَهُ فَلَيْسَ مِنَّا وَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت ابوذرؓ کہتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے جو شخص کسی ایسی چیز کا دعویٰ کرے جو اس کی نہیں ہے پس وہ ہم میں سے نہیں ہے اور اس کو چاہئے کہ وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں ڈھونڈ لے۔ (مسلم)

بہترین گواہ کون ہے!

٣٥٩١ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ الشُّهَدَاءِ الَّذِي يَأْتِي بِشَهَادَتِهِ قَبْلَ أَنْ يُسْأَلَهَا۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت زید بن خالدؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میں تم کو بہترین گواہوں کا پتہ بتلا دوں۔ بہترین گواہ وہ ہیں جو دریافت کرنے سے پہلے گواہی دیں اور حق بات کہیں (مسلم)

جھوٹی گواہی دینے والوں کے بارے میں پیشین گوئی

٣٥٩٢ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ يَجِيءُ قَوْمٌ تَسْبِقُ شَهَادَةُ أَحَدِهِمْ يَمِينَهُ وَيَمِينُهُ شَهَادَتَهُ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابن مسعودؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بہترین لوگوں کا میرا قرن ہے پھر وہ لوگ جو ان کے متصل ہیں اور اس کے بعد وہ لوگ جو ان کے متصل ہیں۔ پھر ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو قسم سے پہلے گواہی دیں گے اور گواہی سے پہلے قسم کھائیں گے (یعنی بہترین لوگ میرے زمانہ کے لوگ ہیں (صحابہؓ) پھر ان کے بعد کے لوگ (تابعینؒ) اور پھر ان کے بعد کے (تبع تابعین) اور اس کے بعد کا زمانہ اعتبار کے قابل نہیں۔ (بخاری ومسلم)

قسم کے لئے قرعہ ڈالنے کا ذکر

٣٥٩٣ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرَضَ عَلَى قَوْمٍ الْيَمِينَ فَأَسْرَعُوا فَأَمَرَ أَنْ يُسْهَمَ بَيْنَهُمْ فِي الْيَمِينِ أَيُّهُمْ يَحْلِفُ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قوم پر قسم کو پیش کیا اس قوم نے قسم کھانے میں جلدی کی۔ آپ نے فرمایا ان میں قرعہ ڈالا جائے کہ کون ان میں قسم کھائے۔ (بخاری)

فصل دوم

گواہ پیش کرنا مدعی کے ذمہ اور قسم کھانا مدعا علیہ کے ذمہ ہے۔

٣٥٩٤ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْبَيِّنَةُ عَلَى الْمُدَّعِي وَالْيَمِينُ عَلَى الْمُدَّعٰى عَلَيْهِ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

عمرو بن شعیبؓ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے گواہ مدعی کے ذمہ ہیں اور قسم مدعا علیہ پر۔ (ترمذی)

اگر ایک ہی چیز کے دو مدعی ہوں تو وہ چیز ان میں تقسیم کردی جائے

٣٥٩٥ وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا إِلَيْهِ فِي مَوَارِيثَ لَمْ تَكُنْ لَهُمَا بَيِّنَةٌ إِلَّا دَعْوَاهُمَا فَقَالَ مَنْ قَضَيْتُ لَهُ

حضرت ام سلمہؓ ان دو شخصوں کا واقعہ بیان کرتی ہیں جو اپنا معاملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے میراث کا معاملہ تھا اور دونوں میں سے کسی کا کوئی گواہ نہ تھا مگر

مُتَشٰبِهٰتٌ ؕ فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ

معنی میں اشتباہ ہے ف۱ وہ جن کے دلوں میں کجی ہے ف۲ وہ اشتباہ والی کے پیچھے پڑتے

مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَ ابْتِغَآءَ تَاْوِیْلِهٖ ۚ وَ مَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗۤ اِلَّا

ہیں ف۳ گمراہی چاہنے ف۴ اور اس کا پہلو ڈھونڈنے کو ف۵ اور اس کا ٹھیک پہلو اللہ ہی کو معلوم

اللّٰهُ ؔۘ وَ الرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ

ہے ف۶ اور پختہ علم والے ف۷ کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے ف۸ سب ہمارے رب کے پاس سے ہے ف۹

وَ مَا یَذَّكَّرُ اِلَّاۤ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝۷ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ

اور نصیحت نہیں مانتے مگر عقل والے ف۱۰ اے رب ہمارے دل ٹیڑھے نہ کر بعد اس کے کہ تونے

هَدَیْتَنَا وَ هَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝۸ رَبَّنَاۤ اِنَّكَ

ہمیں ہدایت دی اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا کر بے شک تو ہے بڑا دینے والا اے رب ہمارے بے شک تو

ع جَامِعُ النَّاسِ لِیَوْمٍ لَّا رَیْبَ فِیْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ۝۹

سب لوگوں کو جمع کرنے والا ہے ف۱۱ اس دن کے لیے جس میں کوئی شبہ نہیں ف۱۲ بے شک اللہ کا وعدہ نہیں بدلتا ف۱۳

اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِیَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَ لَاۤ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ

بے شک وہ جو کافر ہوئے ف۱۴ ان کے مال اور ان کی اولاد اللہ سے انہیں کچھ

اللّٰهِ شَیْـًٔا ؕ وَ اُولٰٓىِٕكَ هُمْ وَقُوْدُ النَّارِ ۝۱۰ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ

نہ بچا سکیں گے اور وہی دوزخ کے ایندھن ہیں جیسے فرعون والوں

[illegible]

وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۱۰۹﴾

وَاصْفَحُوْا	حَتّٰى	يَاْتِيَ	اللّٰهُ	بِاَمْرِهٖ	اِنَّ	اللّٰهَ	عَلٰى	كُلِّ	شَیْءٍ	قَدِیْرٌ
اور درگزر کرو	یہاں تک کہ	لائے	اللہ	اپنا کوئی حکم	بے شک	اللہ	اوپر	ہر	چیز کے	قادر ہے

اور درگزر کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے بے شک اللہ ہر اپنی چاہت پر قادر ہے۔

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ؕ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ

وَ	اَقِیْمُوا	الصَّلٰوةَ	وَ	اٰتُوا	الزَّكٰوةَ	وَمَا	تُقَدِّمُوْا	لِاَنْفُسِكُمْ	مِّنْ
اور	قائم رکھو	نماز	اور	دو	زکوۃ	اور جو (کچھ)	آگے بھیجو گے	اپنی جانوں کیلئے	کوئی

اور نماز قائم کرو اور زکوۃ دو اور اپنی جانوں کیلئے جو بھلائی آگے بھیجو گے اسے

خَیْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ﴿۱۱۰﴾ وَقَالُوْا

خَیْرٍ	تَجِدُوْهُ	عِنْدَ اللّٰهِ	اِنَّ	اللّٰهَ	بِمَا	تَعْمَلُوْنَ	بَصِیْرٌ	وَ	قَالُوْا
بھلائی	پاؤ گے اسے	اللہ کے یہاں	بیشک	اللہ	اسے جو	تم کرتے ہو	دیکھ رہا ہے	اور	بولے (اہل کتاب)

اللہ کے ہاں پاؤ گے بیشک اللہ جو کچھ تم کرتے ہو اسے دیکھ رہا ہے۔ اور (اہل کتاب)

لَنْ یَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰی ؕ تِلْكَ اَمَانِیُّهُمْ ؕ

لَنْ یَّدْخُلَ	الْجَنَّةَ	اِلَّا	مَنْ	كَانَ	هُوْدًا	اَوْ	نَصٰرٰی	تِلْكَ	اَمَانِیُّهُمْ
ہرگز داخل نہ ہوں گے	جنت (میں)	مگر	جو	ہو	یہودی	یا	نصرانی	یہ	انکی خیال بندیاں ہیں

کہتے ہیں کہ جنت میں ہرگز کوئی بھی داخل نہیں ہوگا سوائے اس کے کہ وہ یہودی ہو یا نصرانی یہ ان کی (باطل) امیدیں ہیں

قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۱۱۱﴾ بَلٰی ۚ مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ

قُلْ	هَاتُوْا	بُرْهَانَكُمْ	اِنْ	كُنْتُمْ	صٰدِقِیْنَ	بَلٰی	مَنْ	اَسْلَمَ	وَجْهَهٗ
فرمادو	لاؤ	اپنی دلیل	اگر	ہو تم	سچے	ہاں	جس نے	جھکایا	اپنا منہ

آپ فرمادیں کہ اگر تم (اپنے دعوے میں) سچے ہو تو اپنی (اس خواہش پر) دلیل لاؤ۔ ہاں جس نے اپنا چہرہ اللہ کیلئے جھکا

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

هٰذَا كِتَابُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ

مقیاسُ الحنفیّت

جُنیدِ زمان پیرِ طریقت مناظرِ اعظم
ابوعبدالوہاب مولانا محمد عمر صدیقی علیہ الرحمہ

المقیاس پبلشرز
۴- دربار مارکیٹ لاہور

بشر تھے۔ تمہارا یہ دعویٰ فاسد ہو گیا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی نے بشر نہیں کہا۔

"محمد عمر" (۱) یہ حدیث خبر احاد سے ہے۔ قرآن شریف کے مقابلہ میں حجت نہیں ہو سکتی۔ (۲) اس کی سند میں بہت ضعف ہے چنانچہ اس سند کے رواۃ سے عبداللہ بن صالح راوی ہیں۔ ان کے متعلق لکھا گیا ہے تقریب التھذیب ص ۲۰۲ عبداللہ بن صالح کثیر الغلط یعنی عبداللہ بن صالح بہت غلط روائتیں بیان کرتا ہے۔ جو اس کی کتاب میں ثابت ہیں۔

تہذیب التہذیب جلد ۵ ص ۲۵۶۔۲۵۷ عبداللہ بن صالح لَیْسَ هُوَ بشیءٍ عبداللہ بن صالح کچھ نہیں۔ انّہٗ کان یکذب فی الحدیث علامہ ذہبی نے فرمایا۔ کہ عبداللہ بن صالح حدیث میں جھوٹ بولتا ہے قال احمد بن صالح لیس بشیءٍ احمد بن صالح نے کہی ہے۔ کہ عبداللہ بن صالح کچھ نہیں وقال النسائی لیس بثقۃ امام نسائی نے فرمایا کہ عبداللہ بن صالح مضبوط راوی نہیں ہے۔ ابن مریم سے روایت ہے۔ کہ یہ جھوٹا ہے۔ اس حدیث بننے کا دعویٰ کرنے والو۔ ایسی کچی بات احناف کے سامنے بھی زبان پر نہ لانا۔

(۹) مائدہ ۲۶/۳ } قدجاءکم من اللہ نورٌ و کتابٌ مبینٌ

(تحقیق اے لوگو تمہاری طرف اللہ کی طرف سے نور آیا ہے اور کتاب بیان کرنے والے)

اس آیہ کریمہ میں واؤ مغائرۃ کی لا کر نور اور کتاب مبین کو علیحدہ علیحدہ دو چیزوں کا ذکر فرمایا۔ نور سے مراد نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور کتاب مبین سے مراد قرآن مجید ہے اللہ کی طرف سے ہمارے پاس یہی دونوں چیزیں آئی ہیں۔ اس واسطے اللہ نے دونوں کا ذکر فرمایا۔ نور کو کتاب مبین پر مقدم فرمایا تا کہ جس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے میں شک ہو تو اس کے واسطے کتاب بیان کرنے والی موجود ہے۔ (۲) اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا

''عقائد کے مسائل قیاسی نہیں ہوتے جو قیاس سے ثابت ہو جائیں بلکہ قطعی ہوتے ہیں اور قطعیات نصوص سے ثابت ہوتے ہیں۔ یہاں نصوص ہیں۔ لہٰذا اسکا اثبات اس وقت قابل التفات ہوگا۔ جب مؤلف قطعیات سے اس کو ثابت کرے گا اور اعتقادیات میں قطعیات کا اعتبار ہوتا ہے۔ نہ ظنیاتِ صحاح کا۔ احادِ صحاح بھی معتبر نہیں چنانچہ فن اصول میں مبرہن ہے۔''

اس عبارت پر وہابیہ کا حال کھل کر سامنے آگیا ہے اور حق واضح ہو گیا ہے ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ گنگوہ کے وہابی دیوبندی دہلی اور دیوبند کے وہابیہ اور دوسرے بے ادب نا مہذب گنوار سب کے سب مل کر ایک نص ایسی لے آئیں جس کی دلالت قطعی ہو اور افادہ یقینی ہو۔ اور ثبوت جزمی جیسے قرآن پاک کی آیت یا متواتر حدیث جو یقینی قطعی حکم کرتی ہے کہ تمامی نزول کے بعد بھی کوئی واقعہ حضور ﷺ کی ذات بابرکات پر مخفی رہا ہو۔ یا حضور ﷺ کو معلوم ہی نہ ہوا ہو یہ علیحدہ بات ہے حضور ﷺ کو معلوم تو تھا مگر آپ نے بیان نہ فرمایا ہو۔ کیونکہ حضور ﷺ کے پاس ایسے ہزاروں لاکھوں علم ہیں جو حضور ﷺ کو معلوم تھے مگر ان کے اظہار کا حکم نہ تھا۔ ہو سکتا ہے کہ بعض علوم ذہن سے اُتر گئے ہوں۔ مگر آپ کی توجہ مبارکہ کسی اہم اور اعظم امر پر مبذول ہو۔ ذہن سے اُترنا علم کی نفی نہیں ہے بلکہ اہم علوم کی طرف متوجہ ہونے کی دلیل ہے۔

ہم وہابیہ ہند سے کہتے ہیں کہ ایسی کوئی برہان کوئی دلیل لاؤ جو حضور ﷺ کے علم کی نفی کرتی ہو۔ اگر تم سچے ہو تو آگے آؤ۔ اگر اب تک ایسی برہان نہیں لا سکے تو ہم کہہ دیتے ہیں کہ تم کبھی نہیں لا سکو گے۔ تو جان لو اللہ دغابازوں کو کبھی اجازت نہیں دیتا کہ وہ مکر کرتے جائیں اور لوگوں کو گمراہ کرتے پھریں۔

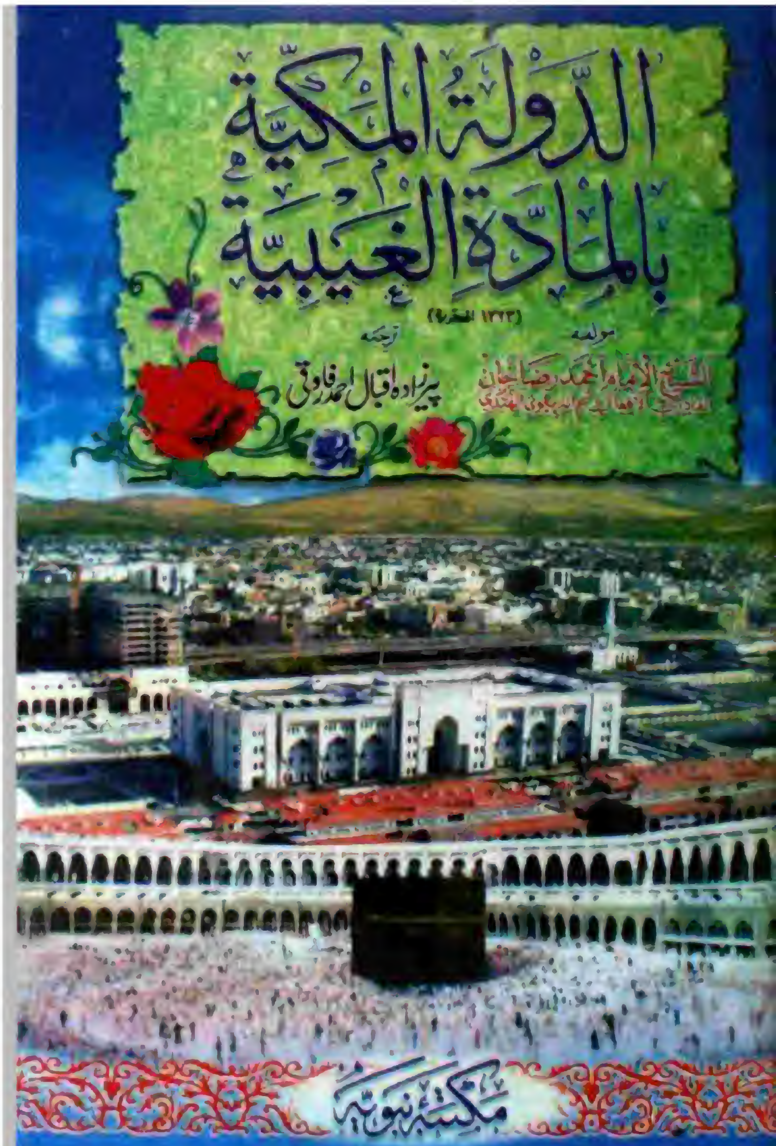

صُحُفٌ مُّطَهَّرَةٌ فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ

بلٰلہ الحمد ہر آں چیز کہ خاطر میخواست
آخر آمد ز پسِ پردۂ تقدیر پدید

یعنی

اُردُو ترجمہ

مکتوباتِ امامِ ربّانی

حضرت مجدد الف ثانی الشیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ

دفتر اوّل ـــــ حصہ اوّل

تصحیح و حواشی و ترجمہ

مولانا محمد سعید احمد صاحب نقشبندی
خطیب و امام مسجد حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

مدینہ پبلشنگ کمپنی بندر روڈ کراچی

صحیح ہونے کی صورت میں تجلی ذاتی برقی کی طرف اشارہ ہو سکتا ہے۔ اور وہ تجلی بھی جناب قدس خداوندی جل سلطانہ کی طرف عروج کرنے کو مستلزم نہیں۔ بلکہ یہ تجلی اس جانب سے ہے۔ بتجلی لہٰذا اس میں کچھ دخل نہیں۔ یہ تجلی معشوق کے عاشق میں سیر کرنے کی مانند ہے۔ عاشق تو سیر کرنے سے بیہرہ چکا ہے۔ ع

آئینہ صورت از سفر دور است ۔۔۔ کاں پذیرائے صورت از نور است

صورت کا آئینہ سفر کے اعتبار سے دور ہے لیکن اپنی نورانیت کی وجہ سے صورت کو قبول کرتا اور اپنی طرف کھینچتا ہے۔

جاننا چاہیے کہ خلق کی طرف رجوع کرنے کی صورت میں زائل شدہ حجابات پھر واپس عود نہیں کرتے۔ بے پردگی کے باوجود اسے مخلوق کے ساتھ مشغول کیا گیا ہے اور مخلوقات کی ملاح و نجات اس کے ساتھ مربوط کر دی گئی ہے۔ ان بزرگوں کی مثال اس شخص کی سی ہے جو بادشاہ سے کمال قرب رکھتا ہو اور بادشاہ اور اس کے درمیان کوئی معنوی اور صوری حجاب حائل نہ ہو اس کے باوجود اسے صاحب حاجت لوگوں کی خدمات پر مامور کیا گیا ہو۔ یہ مبتدی اور منتہی مرجوع الخلق کی طرف لوٹائے گئے، کے درمیان ایک فرق ہے کیونکہ مبتدی صاحب حجابات ہے لیکن منتہی کے تمام سب حجابات اُٹھ چکے ہیں۔

آپ پر اور تمام متبعین ہدایت پر سلامتی کا نزول ہو۔

مکتوب نمبر (۱۰۰)

محمد حسن کشمیری کی طرف صادر فرمایا۔

اس کے اس سوال کے جواب میں جو انہوں نے کہا تھا کہ شیخ عبد الکبیر یمنی نے فرمایا ہے کہ حق سبحانہٗ و تعالیٰ عالم الغیب نہیں ہے۔

آپ کے التفات نامہ گرامی نے مشرف فرمایا جو آپ نے کرم نوازی کے طور پر تحریر فرمایا تھا۔ آپ نے لکھا تھا کہ [illegible]

مخدوم گرامی! فقیر اس طرح کی باتیں سننے کی تاب نہیں رکھتا۔ میری رگ فاروقی بے اختیار حرکت میں آتی ہے اور اس طرح کی باتوں کی تاویل و توجیہ کی فرصت نہیں دیتی۔ چاہے ایسی باتوں کا قائل

شیخ عبد الکبیر یمنی ہو یا شیخ اکبر شامی۔ محمد عربی علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کا کلام درکار ہے نہ کہ محی الدین عربی اور صدر الدین قونوی یا عبد الرزاق کاشی کا کلام۔ ہمیں نص کے ساتھ کام ہے نص کے ساتھ نہیں۔ فتوحات مکیہ نے ہمیں فتوحات مدنیہ سے بے نیاز کر دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے کلام مجید میں علم غیب کے ساتھ اپنی صفت کرتا ہے اور اپنے آپ کو عالم الغیب فرماتا ہے اس ذات سبحانہٗ سے علم غیب کی نفی کرنا بہت قبیح اور برا ہے۔ اور فی الحقیقت حق سبحانہٗ و تعالیٰ کی تکذیب ہے عیب کا کرنا اور حسن کرنا بھی اس برائی سے نہیں نکال سکتا۔

كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ ۔۔۔ ان کے منہ سے بہت ہی بڑا کلمہ نکل رہا ہے۔

کاش شیخ یہ سمجھتا کہ انہیں اس طرح کے صریح خلاف شریعت کلمات زبان پر لانے پر کون سی چیز ابھار رہی ہے۔

منصور اگر انا الحق کہے اور بسطامی سبحانی کا نعرہ لگائے تو یہ حضرات معذور ہیں اور غلبہ احوال کے تحت مغلوب ہیں۔ لیکن اس طرح کا کلام احوال میں سے نہیں۔ علم سے تعلق رکھتا ہے اور تاویل کا متقاضی ہے اس طرح کی باتوں کو معذوری پر محمول نہیں کیا جا سکتا۔ اور یہاں کوئی تاویل بھی قابل قبول نہیں ہو سکتی کیونکہ صرف اہل سکر کا کلام کسی تاویل پر محمول کیا جاتا اور ظاہر معنی سے پھیرا جاتا ہے۔ اور اگر اس کلام کے متکلم کا اس طرح کے کلام کے اظہار سے مقصود خلق کی ملامت اور ان کی نفرت ہے تو یہ بھی برا اور قبیح ہے خلق کی ملامت حاصل کرنے کے اور بہت سے راستے ہیں۔ کیا ضرورت ہے کہ انسان اپنی ملامت کے بجائے اپنے آپ کو کفر کی حد تک پہنچائے۔ اور جب کہ آپ نے اس کلام کی تاویل کے متعلق کہا اور استفسار فرمایا ہے تو سوال کا جواب ملنا چاہیے کے مطابق بجز اس باب میں کچھ عرض کرتا ہے۔ اور غیب کا علم اللہ سبحانہٗ ہی کو ہے۔

اس کی ایک تاویل یہ کی گئی ہے کہ غیب معدوم ہے اور علم معدوم کے ساتھ متعلق نہیں ہو سکتا۔ یعنی جب کہ غیب حق سبحانہٗ کی نسبت سے معدوم مطلق اور لاشے محض ہے تو علم کے اس کے ساتھ متعلق ہونے کے کوئی معنی نہیں کیونکہ صرف معلومیت اسے مطلق معلومیت و لاشیئیۃ محض سے باہر نہیں نکال سکتی۔ جس طرح یہ کہنا درست نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے شریک کا عالم ہے کیونکہ اس ذات تعالیٰ و تقدس کا شریک اصلاً موجود نہیں اور لاشے محض ہے۔ ہاں مفہوم غیب اور مفہوم شریک کا تصور ہو سکتا ہے لیکن ہمارا یہ کلام شریک اور غیب کے مصداق میں ہے نہ ان کے مفہوم میں۔

اور یہی حال ہے ان تمام محالات کا جن کا مفہوم تو ممکن التصور ہے اور ان کے مصداق ممتنع التصور

جملہ حقوق بحق مفتی اقتدار احمد خان محفوظ ہیں۔

۷۸۶
۹۲

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کا ہے سایہ تجھ پر
بول بالا ہے ترا ذکر ہے اونچا تیرا

الحمد للہ کہ کتاب لاجواب نافع شیخ وشاب مفید عاقل موقظ غافل

مسمّٰی بہ

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ

المعروف

فیصلہ مسائل

(جلد اول)

اضافات جدیدہ وضمیمہ عجیبہ کے ساتھ

جس میں موجودہ زمانہ کے عام مختلف فیہ مسائل کا نہائیت محققانہ مدلل فیصلہ کر دیا گیا ہے

مصنفہ

حضرت حکیم الامت مولٰنا المفتی الحاج احمد یار خاں صاحب اوجھانوی بدایونی مدظلہ
سرپرست مدرسہ غوثیہ گجرات پاکستان

باھتمام
محمد اقتدار خاں عرف مصطفٰے میاں

ناشر:۔ مفتی اقتدار احمد خان مالک نعیمی کتب خانہ گجرات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مقدمہ

چونکہ اس کتاب میں ہر مسئلہ کے متعلق قرآنی آیات پیش کی جاویں گی۔ اور ان آیات کی تفسیر بھی بیان ہوگی۔ اس لیے تفسیر قرآن کے متعلق حسب ذیل باتیں لحاظ میں رکھنا ضروری ہیں۔

ایک تو ہے قرآن کی تفسیر، دوسری قرآن کی تاویل۔ تیسری قرآن کی تحریف، ان کی علیحدہ علیحدہ تعریفیں ہیں اور علیحدہ علیحدہ احکام۔

(۱) قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے کرنا حرام ہے۔ بلکہ اس کے لیئے نقل کی ضرورت ہے قرآن کی جائز تاویل اپنے علم ومعرفت سے کرنا جائز اور باعث ثواب ہے۔ قرآن پاک کی تحریف کرنا کفر ہے۔

تفسیر۔ قرآن کریم کے وہ احوال بیان کرنا ہیں جو عقل سے معلوم نہ ہوسکیں۔ ان میں نقل کی ضرورت ہو جیسے آیات کا شان نزول یا آیات کا ناسخ ومنسوخ ہونا۔ اگر کوئی شخص بغیر حوالہ نقل اپنی رائے سے کہدے کہ فلاں آیت منسوخ ہے یا فلاں آیت کا یہ شان نزول ہے تو معتبر نہیں۔ بلکہ کہنے والا گنہگار ہے۔

(۱) مشکوٰۃ کتاب العلم فصل دوم میں ہے۔

مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِرَأْيِهِ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔	جو شخص قرآن میں اپنی رائے سے کچھ کہے وہ اپنی جگہ جہنم میں بنالے۔
(مشکوٰۃ میں اسی جگہ ہے) مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِرَأْيِهِ فَأَصَابَ فَقَدْ أَخْطَأَ	جس شخص نے قرآن میں اپنی رائے سے کچھ کہا پس صحیح کہہ گیا تو بھی اس نے غلطی کی

اب تفسیر قرآن کے چند مرتبے ہیں۔ تفسیر القرآن بالقرآن۔ یہ سب سے مقدم ہے۔ اس کے بعد تفسیر قرآن بالاحادیث۔ کیونکہ حضور علیہ السلام صاحب قرآن ہیں۔ ان کی تفسیر قرآن نہایت ہی اعلیٰ۔ پھر قرآن کی تفسیر صحابہ کرام کے قول سے خصوصاً فقہاء صحابہ اور خلفائے راشدین کی تفسیر۔

رہی تفسیر قرآن تابعین یا تبع تابعین کے قول سے۔ یہ اگر روایت سے ہے تو معتبر ورنہ غیر معتبر ماخوذ از اعلاء کلمۃ اللہ للعلامہ گولڑوی قدس سرہٗ۔

(۲) تاویل قرآن یہ ہے کہ آیات قرآنیہ کے مضامین اور اس کی باریکیاں بیان کرے۔ اور صرفی وخوی

جملہ حقوق بحق مفتی اقتدار احمد خان محفوظ ہیں۔

۷۸۶
۹۲

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کا ہے سایہ تجھ پر
بول بالا ہے ترا ذکر ہے اُونچا تیرا

الحمد للہ کہ کتاب لاجواب نافع شیخ و شاب مفید عاقل موقظ غافل

مسمّٰی بہ

جَاۤءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ

المعروف

فیصلہ مسائل

(جلد اول)

اضافات جدیدہ و ضمیمہ عجیبہ کے ساتھ

جس میں موجودہ زمانہ کے عام مختلف فیہ مسائل کا نہائیت محققانہ مدلل فیصلہ کر دیا گیا ہے

مصنفہ

حضرت حکیم الامت مولٰنا المفتی الحاج احمد یار خاں صاحب اوجھانوی بدایونی مدظلہ

سرپرست مدرسہ غوثیہ گجرات پاکستان

باہتمام

محمد اقتدار خاں عرف مصطفٰے میاں

ناشر: مفتی اقتدار احمد خان مالک نعیمی کتب خانہ گجرات

چوتھی فصل: جب علم غیب کا منکر اپنے دعوے پر دلائل قائم کرے تو چار باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے (ازاحۃ الغیب صفحہ ۴)

(۱) وہ آیت قطعی الدلالت ہو جس کے معنی میں چند احتمال نہ نکل سکتے ہوں اور حدیث ہو تو متواتر ہو۔

(۲) اس آیت یا حدیث سے نفی قطعی ہی ہو کہ ... نہیں دیا۔ یا حضور علیہ السلام کو بعد میں بھی یہ علم نہیں دیا گیا۔

(۳) صرف کسی بات کا ظاہر نہ فرمانا کافی نہیں ممکن ہے کہ حضور علیہ السلام کو علم تو ہو مگر کسی مصلحت سے ظاہر نہ کیا ہو اسی طرح حضور علیہ السلام کا یہ فرمانا کہ خدا ہی جانے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا یا مجھے کیا معلوم وغیرہ کافی نہیں کہ یہ کلمات کبھی علم ذاتی کی نفی اور مخاطب کو خاموش کرنے کے لئے ہوتے ہیں۔

(۴) جس کے لئے علم کی نفی کی گئی ہو وہ واقعہ ہو اور قیامت تک کا ہو ورنہ کل صفات الٰہیہ اور بعد قیامت کے تمام واقعات کے علم کا ہم بھی دعوے نہیں کرتے یہ چار فصلیں خوب خیال میں رکھی جائیں۔

پہلا باب

علم غیب کے ثبوت کے بیان میں

اس میں چھ فصلیں ہیں۔ پہلی فصل میں آیات قرآنیہ سے ثبوت۔ دوسری میں احادیث سے ثبوت۔ تیسری میں احادیث کے شارحین کے۔ چوتھی میں علمائے امت اور فقہا کے اقوال۔ پانچویں میں خود منکرین کی کتابوں سے ثبوت۔ چھٹی میں عقلی دلائل اولیاء اللہ کے علم غیب کا بیان۔

پہلی فصل آیات قرآنیہ میں۔

(۱) وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ۔	اور اللہ تعالٰے نے آدم کو تمام اشیاء کے نام سکھائے پھر سب اشیاء ملائکہ پر پیش کیں۔

تفسیر مدارک میں اسی آیت کے ماتحت ہے۔

وَمَعْنٰى تَعْلِيْمِهٖ اَسْمَآءَ الْمُسَمَّيَاتِ اَنَّهٗ تَعَالٰى اَرَاهُ الْاَجْنَاسَ الَّتِيْ خَلَقَهَا وَعَلَّمَهٗ اَنَّ هٰذَا اسْمُهٗ فَرَسٌ وَهٰذَا اسْمُهٗ	حضرت آدم علیہ السلام کو تمام چیزوں کے نام بتانے کے معنی یہ ہیں کہ رب تعالٰی نے انکو وہ تمام جنسیں دکھا دیں جس کو پیدا کیا ہے اور انکو بتا دیا کہ اس کا نام گھوڑا

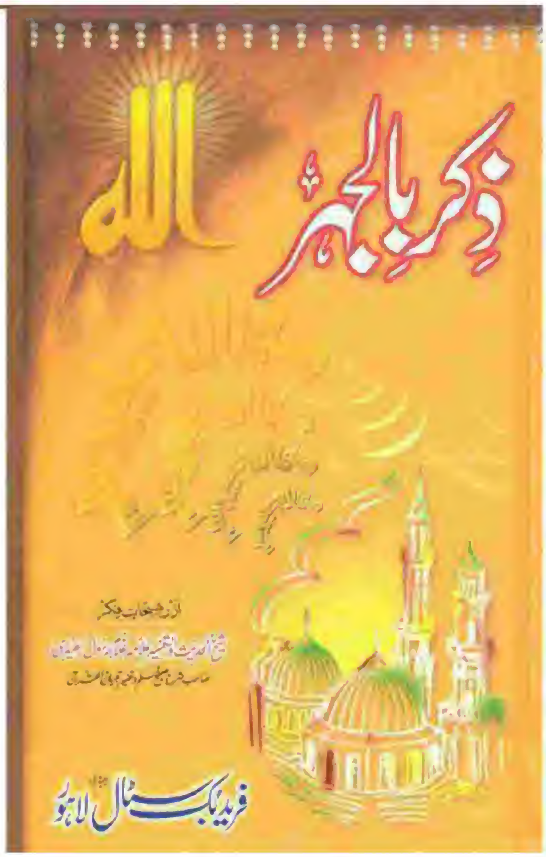

میں سندِ صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے اور اس کی سند میں ابراہیم بن محمد نام کا جو راوی ہے وہ الفزاری ہے نہ کہ الاسلمی اور جرح اور طعن جس راوی کے بارے میں سرفراز صاحب نے پیش کی ہے وہ درحقیقت ابراہیم بن محمد اسلمی ہے اور سندِ حدیث میں جو راوی ہے وہ ابراہیم بن محمد فزاری ہے اور اگر ضد و عناد کی بنا پر اس راوی کو اسلمی ہی قرار دیا جائے پھر بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے کیونکہ امام شافعی جیسے صاحبِ فن اور دوسرے ائمہ حدیث نے اس کی تعدیل بھی کی ہے اس لئے یہ جرح صحتِ حدیث کے لئے مضر نہیں ہے اور اگر بالفرض یہ راوی ضعیف بھی ہو تو کیا حرج ہے کیونکہ حدیثِ ضعیف سے مستحب سے لے کر واجب تک تمام احکام ثابت ہو جاتے ہیں۔

حدیث ابن الزبیر پر عقلی اعتراض کا جواب

غالباً سرفراز صاحب کو بھی یقین تھا کہ ابراہیم بن محمد پر جرح کے سلسلہ میں انہوں نے جو مغالطہ دیا ہے وہ قائم نہیں رہ سکے گا اور اس سلسلہ میں انہوں نے الفاظ و معانی کی جو عمارت قائم کی ہے وہ جھاگ کی طرح بیٹھ جائے گی چنانچہ وہ پینترا بدلتے ہوئے لکھتے ہیں :-

"اگر بالفرض اس روایت کو صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے تو اس کا وہی جواب کافی ہے جو حضرت امام شافعی نے دیا ہے کہ برائے تعلیم تھوڑا عرصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بآوازِ بلند سے پڑھا نہ یہ کہ اس پر مداومت فرمائی اور حضرت امام شافعی کے حوالہ سے یہی جواب شراحِ حدیث اور حضراتِ فقہاء اسلام نے نقل کیا ہے۔" [1]

الجواب

حضرت امام شافعی فنِ حدیث کے ایک جلیل القدر امام ہیں اور روایت پر جرح و تعدیل کے سلسلہ میں ان کی رائے یقیناً وقعت اور اہمیت کی حامل ہے لیکن حدیثِ رسول

کے مقابلہ میں جب وہ کوئی بات محض اپنی رائے سے کہیں گے تو اس کا کوئی وزن نہیں ہوگا۔

سرفراز صاحب! امام شافعی تو بہت دور کی چیز ہیں اگر حدیثِ رسول کے خلاف صحابہ بھی کوئی بات محض اپنی رائے سے کہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ ابی وامی) کے مقابلہ میں ان کی رائے کا بھی کوئی اعتبار نہیں ہوگا۔

کس قدر حیرت کی بات ہے کہ جرح و تعدیل جو امام شافعی کا میدان ہے وہاں تو سرفراز صاحب امام شافعی کی رائے کو اجتہادی غلطی قرار دینے میں پہل کرتے ہیں اور حدیث اور عہدِ رسالت کے معمول کے خلاف ان کی رائے کو جو فی الحقیقت ان کی اجتہادی غلطی ہے نہ صرف خود مان رہے ہیں بلکہ دوسروں سے بھی بہ زور منوانا چاہتے ہیں۔ بہرحال لکم دینکم ولی دین! ممکن ہے آپ کے لئے امام شافعی کی رائے کافی ہو لیکن ہم دامنِ رسالت کو چھوڑ کر کہاں جائیں اور رجا بھی کہاں سکتے ہیں؟

نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم
چوں غلام آفتابم ہمہ ز آفتاب گویم

حدیثِ قدسی

بخاری اور مسلم میں ایک حدیثِ قدسی ہے جسے مشکوٰۃ نے نقل کیا ہے :-

عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول الله تعالیٰ انا عند ظن عبدی بی وانا معه اذا ذکرنی فی نفسه ذکرته فی نفسی وان ذکرنی فی ملأ ذکرته فی ملأ خیر منهم [2]

"حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں اور جب وہ میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں، اگر وہ تنہا میرا ذکر کرے تو

---

[2] مشکوٰۃ شریف ، ص ۱۹۶۔

جملہ حقوق بحق مفتی اقتدار احمد خان محفوظ ہیں۔

۷۸۶
۹۲

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کا ہے سایہ تجھ پر
بول بالا ہے ترا ذکر ہے اونچا تیرا

الحمد للہ کہ کتاب لاجواب نافع شیخ وشاب مفید عاقل موقظ غافل
مسمّٰی بہ

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ

المعروف

فیصلہ مسائل

(جلد اوّل)

اضافات جدیدہ وضمیمہ عجیبہ کے ساتھ

جس میں موجودہ زمانہ کے عام مختلف فیہ مسائل کا نہایت محققانہ مدلل فیصلہ کر دیا گیا ہے

مصنفہ

حضرت حکیم الامت مولٰنا المفتی الحاج احمد یار خاں صاحب اوجھانوی بدایونی مدظلہ
سرپرست مدرسہ غوثیہ گجرات پاکستان

باہتمام
محمد اقتدار خاں عرف مصطفٰے میاں

ناشر:- مفتی اقتدار احمد خان مالک نعیمی کتب خانہ گجرات

حَلٰلًا طَيِّبًا وہ مال کھاؤ حلال طیب، معلوم ہوا کہ خطاءِ اجتہادی پر کوئی پکڑ نہیں۔

خاتمہ قیاس کی بحث

شریعت کے دلائل چار ہیں، قرآن، حدیث، اجماع امت اور قیاس، اجماع کے دلائل تو ہم بیان کر چکے ہیں کہ قرآن کا بھی حکم ہے اور حدیث کا بھی کہ عام جماعت مسلمین کے ساتھ رہو۔ جو اس سے علیحدہ ہوا وہ جہنمی ہے۔

قیاس کے معنی لغت میں اندازہ لگانا اور شریعت میں کسی فرعی مسئلہ کو اصل مسئلہ سے علت اور حکم میں ملا دینا یعنی ایک مسئلہ ایسا در پیش آگیا۔ جس کا ثبوت قرآن وحدیث میں نہیں ملتا تو اس کی مثل کوئی وہ مسئلہ لیا جو قرآن وحدیث میں ہے اس کے حکم کی علت معلوم کر کے کہا کہ چونکہ وہ علت یہاں بھی ہے لہٰذا اس کا یہ حکم ہے جیسے کسی نے پوچھا کہ عورت کے ساتھ اغلام کرنا کیسا ہے؟ ہم نے جواب دیا کہ حالت حیض میں عورت سے جماع حرام ہے کیوں؟ پلیدی کی وجہ سے۔ اور اس میں بھی پلیدی ہے لہٰذا یہ بھی حرام ہے۔ کسی نے پوچھا کہ جس عورت سے کسی کے باپ نے زنا کیا۔ وہ اس کے بیٹے کو حلال ہے یا نہیں؟ ہم نے کہا کہ جس عورت سے کسی کا باپ نکاح کرے وہ بیٹے کو حرام ہے۔ وطی یا جزئیت کی وجہ سے لہٰذا یہ عورت بھی حرام ہے۔ اس کو قیاس کہتے ہیں۔ مگر شرط یہ ہے کہ قیاس کرنیوالا مجتہد ہو ہر کس و ناکس کا قیاس معتبر نہیں۔ قیاس اصل میں حکم شریعت کو ظاہر کرنیوالا ہے خود مستقل حکم نہیں یعنی قرآن وحدیث کا حکم ہوتا ہے مگر قیاس اسے بیان ظاہر کرتا ہے قیاس کا ثبوت قرآن وحدیث وافعال صحابہ سے ہے۔ قرآن فرماتا ہے۔

فَاعْتَبِرُوْا يَا اُولِي الْاَبْصَارِ — تو عبرت لو اے نگاہ والو۔

یعنی کفار کے حال پر اپنے کو قیاس کرو کہ اگر تم نے ایسی حرکات کیں تو تمہارا بھی یہی حال ہوگا۔

نیز قرآن نے قیامت کے ہونے کو زمین پر اسی طرح کھیتی کے خشک ہو کر سرسبز ہونے پر قیاس فرما کر بتایا ہے۔ اول سے آخر تک کفار کی مثالیں بیان فرمائی ہیں یہ بھی قیاس ہے۔ بخاری کتاب الاعتصام میں ایک باب باندھا

بَابُ مَنْ شَبَّهَ اَصْلًا مَعْلُوْمًا بِاَصْلٍ مُبَيَّنٍ قَدْ بَيَّنَ اللّٰهُ حُكْمَهُمَا لِيَفْهَمَ بِهِ السَّائِلُ	جو کسی قاعدہ معلومہ کو ایسے قاعدے سے تشبیہ دے جس کا حکم خدا نے بیان فرما دیا ہے تاکہ سائل اس سے سمجھ لے۔

اس میں ایک حدیث نقل کی۔ جس میں حضور علیہ السلام نے ایک عورت کو قیاس سے حکم فرمایا۔

اِنَّ امْرَاَةً جَاءَتْ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ	ایک عورت حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی

مجموعة

رسائل ابن عابدين

للعلامة المحقق والفهامة المدقق

السيد محمد امين افندى الشهير بابن عابدين رحمه الله

الجزء الثاني

عليه وسلم انه قال فى حق عمر رضى الله تعالى عنه انه من المحدثين الملهمين • وفى رسالة القشيرى وعوارف السهروردى وغيرهما من كتب القوم وغيرهم مالا يحصى من القضايا التى فيها اخبار الاولياء بالمغيبات ثم ذكر جملة من ذلك • الى ان قال ولا ينافى الآيتان المذكورتان فى السؤال لان علم الانبياء والاولياء انما هو باعلام من الله تعالى لهم وعلمنا بذلك انما هو باعلامهم لنا وهذا غير علم الله تعالى الذى تفرد به وهو صفة من صفاته القديمة الازلية الدائمة الابدية المنزهة عن التغيير وسمات الحدوث والنقص المشاركة والانقسام بل هو علم واحد علم به جميع المعلومات كلياتها وجزئياتها ما كان منها وما يكون ليس بضرورى ولا كسبى ولا حادث بخلاف علم سائر الخلق • اذا تقرر ذلك فعلم الله تعالى المذكور هو الذى تمدح به واخبر فى الآيتين المذكورتين بانه لا يشاركه فيه احد فلا يعلم الغيب الا هو وما سواه ان علموا جزئيات منه فهو باعلامه واطلاعه لهم • وح لا يطلق انهم يعلمون الغيب اذ لا صفة لهم يقتدرون بها على الاستقلال بعلمه وايضا هم ماعلموا وانما علموا ۞ وايضا ماعلموا غيبا مطلقا لان من اعلم بشئ منه يشاركه فيه الملائكة ونظراؤه ممن اطلع • ثم اعلام الله تعالى للانبياء والاولياء ببعض الغيوب ممن لا يستلزم محالا بوجه فانكار وقوعه عناد ۞ ومن البداهة انه لا يؤدى الى مشاركتهم له تعالى فيما تفرد به من العلم الذى تمدح به واتصف به فى الازل ومالا يزال ۞ وماذكرناه فى الآية صرح به النووى رحمه الله تعالى فى فتاواه فقال معناها لا يعلم ذلك استقلالا وعلم احاطة بكل المعلومات الا الله واما المعجزات والكرامات فباعلام الله تعالى لهم علمت وكذا ماعلم باجراء العادة انتهى (قلت) ومثل هذا ماذكره العلامة المفتى ابو السعود افندى فى تفسير قوله تعالى عالم الغيب فلا يظهر على غيبه احدا حيث قال والفاء لترتيب عدم الاظهار على تفرده تعالى بعلم الغيب على الاطلاق اى فلا يطلع على غيبه اطلاعا كاملا ينكشف به جلية الحال انكشافا تاما موجبا لعين اليقين احدا من خلقه الا من ارتضى من رسول اى الا رسولا ارتضاه لاظهاره على بعض غيوبه المتعلقة برسالته كما يعرب عنه بيان من ارتضى بالرسول تعلقا اما لكونه من مبادى رسالته بان يكون معجزة دالة على صحتها واما لكونه من اركانها واحكامها كعامة التكاليف الشرعية التى امر بها المكلفون وكيفيات اعمالهم واجزيتها المترتبة عليها فى الآخرة وماتتوقف هى عليه من احوال الآخرة التى بيانها من وظائف الرسالة ۞ واما مالا يتعلق بها على احد الوجهين من الغيوب التى من جملتها وقت قيام الساعة فلا يظهر عليه احدا ابدا على ان بيان وقته مخل بالحكمة التشريعية التى يدور عليها

تفسیر مدارک للنسفی اُردو

مدارک التنزیل وحقائق التاویل

جلد دوم

پارہ 11 تا 20

تالیف:

ابو البرکات عبد اللہ بن احمد بن محمود النسفی

(ت ٧١٠ ھ)

حققہ وخرج احادیثہ
یوسف علی بدیوی

اعدہ وقدم لہ
محی الدین دیب مستو

مترجم
استاذ التفسیر والحدیث مولانا شمس الدین مدظلہ

فقہ حنفی کی مشہور تفسیر کا مستند اردو ترجمہ جس میں الفاظِ قرآنی کی لغوی و شرعی تشریح کی گئی ہے۔ ہر آیت کے بارے میں قرّاءِ کرام کے اقوال، عربی ضرب الامثال کا ذکر، ملحدین کے اعتراضات کے جوابات اور احکامِ قرآنی کا فقہی استنباط اور متقدمین کے اقوال سے استدلال ہے۔

مکتبۃ العلم
١٨۔ اردو بازار لاہور پاکستان
Ph: 37211788 - 37231788

قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۚ وَمَا يَشْعُرُوْنَ

آپ فرما دیجئے کہ آسمانوں میں اور زمینوں میں جو بھی چیزیں موجود ہیں ان میں سے کوئی بھی غیب کو نہیں جانتا سوائے اللہ تعالیٰ کے، اور یہ لوگ علم نہیں رکھتے

اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴿٦٥﴾ بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ ۚ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْهَا ۚ

کہ کب زندہ کئے جائیں گے۔ بلکہ بات یہ ہے کہ آخرت کے بارے میں ان کا علم نیست و نابود ہو گیا، بلکہ یہ لوگ اس کے بارے میں شک میں پڑے ہوئے ہیں،

بَلْ هُمْ مِّنْهَا عَمُوْنَ ﴿٦٦﴾

بلکہ یہ اس کی طرف سے اندھے ہیں،

٦٥: قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ (آپ کہہ دیں آسمانوں اور زمین میں جو بھی ہے کوئی غیب کو سوائے اللہ تعالیٰ کے نہیں جانتا)۔ نحو: مَنْ يَعْلَمُ کا فاعل ہے۔ الغیب مفعول ہے۔ اللّٰہ یہ مَن سے بدل ہے۔ الغیب۔ هو مالم يقم عليه دليل اطلع عليه مخلوق۔ وہ جس کے ثبوت پر کوئی دلیل قائم نہ ہو اور نہ اس کی اطلاع مخلوق کو ہو۔ مطلب یہ ہے۔ لا يعلم احدٌ الغيب الا الله کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی غیب کو نہیں جانتا۔ ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے بلند و بالا ہے۔ کہ وہ ان میں سے ہو جو آسمان و زمین میں ہیں۔ لیکن بنی تمیم کی لغت کے مطابق آیا ہے۔ کہ مستثنیٰ منقطع کو متصل کی جگہ لاتے ہیں اور مستثنیٰ منقطع میں نصب، بدل کو جائز قرار دیتے ہیں۔ جیسا کہ متصل میں ہوتا ہے اور وہ بولتے ہیں۔

مالی الدار احدٌ الاحمار۔

فرمان عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا:

جس کا یہ گمان ہو کہ وہ کل کی بات جانتا ہے۔ اس نے اللہ تعالیٰ پر بہت بڑا بہتان باندھا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا:

قل لا يعلم من في السموٰت والارض الغيب الا اللّٰه۔

ایک قول یہ ہے:

یہ آیت ان مشرکین کے متعلق اتری جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کا وقت دریافت کیا۔

وَمَا يَشْعُرُوْنَ (اور وہ نہیں جانتے)۔ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ کہ (ان کو کب اٹھایا جائے گا)۔

٦٦: بَلِ ادّٰرَكَ (بلکہ پورا ہو گیا)۔ قراءت: اَدرک مکی، بصری، یزید و مفضل نے پڑھا ہے۔ اس کا معنی پورا ہوا اور مکمل ہو لیا ہے اس صورت میں ادرکت الفاکھۃ سے لیا گیا ہے یعنی پک کر تیار ہو گیا۔ اعشیٰ نے بل ادرك بروزن افتعل پڑھا ہے۔ دیگر قراء نے بل ادارك پڑھا جس کا معنی اتحکم اور اس کی اصل تدارک ہے۔ تاء کو دال میں ادغام کیا گیا اور الف وصل کو بڑھا دیا تاکہ پڑھ سکیں۔ عِلْمُهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ (ان کا علم آخرت کے متعلق)۔ آخرت اور اس کے متعلقہ چیزوں کے متعلق۔ مطلب یہ ہے کہ

۹۲

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کا ہے سایہ تجھ پر
بول بالا ہے ترا ذکر ہے اونچا تیرا

الحمد للہ کہ کتاب لاجواب نافع شیخ و شاب مفید عاقل و نافع غافل

مسمیٰ بہ

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ

المعروف

فیصلہ مسائل

(جلد اول)

اضافات جدیدہ و ضمیمہ عجیبہ کے ساتھ
جس میں موجودہ زمانہ کے عام مختلف فیہ مسائل کا نہایت محققانہ مدلل فیصلہ کر دیا گیا ہے

مصنفہ

حضرت حکیم الامت مولانا المفتی الحاج احمد یار خاں صاحب اوجھانوی بدایونی مدظلہ
سرپرست مدرسہ غوثیہ گجرات پاکستان

باہتمام
محمد اقتدار خاں عرف مصطفیٰ میاں

ناشر:- مفتی اقتدار احمد خان مالک نعیمی کتب خانہ گجرات

ہے۔ جیسیں بلکہ جو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف مشورے ہوں وہ شیطانی ہیں ایسے ہی یہ ہے اور جس قیاس کی برائیاں آئی ہیں۔ وہ وہ قیاس ہے جو حکم خدا کے مقابلہ میں کیا جائے جیسا کہ شیطان نے حکم سجدہ پاکر قیاس کیا اور حکم الٰہی کو رد کر دیا یہ کفر ہے۔ غیر مقلد یہ بھی کہتے ہیں کہ قرآن فرماتا ہے اِنَّمَا اَتَّبِعُ مَا يُوْحٰى اِلَیَّ اِنَّمَا حصر کے لئے ہے جس سے معلوم ہوا کہ سوائے وحی کے اور کسی چیز کی پیروی نہ کی جاتے نہ اجماع کی نہ قیاس کی صرف قرآن و حدیث کی پیروی ہو مگر انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اجماع و قیاس پر عمل بھی قرآن و حدیث پر ہی عمل ہے کہ قیاس مظہر ہے۔

آخر میں میں منکرین قیاس سے دریافت کرتا ہوں کہ جن چیزوں کی تصریح قرآن و حدیث میں نہ ملے یا بظاہر احادیث میں تعارض واقع ہو وہاں کیا کریں گے؟ مثلاً ہوائی جہاز میں نماز پڑھنا کیسی ہے؟ اسی طرح اگر جمعہ کی نماز میں رکعت اول میں جماعت تھی۔ رکعت دوم میں جماعت پیچھے سے بھاگ گئی اب ظہر پڑھیں یا جمعہ؟ اسی طرح دیگر مسائل قیاسیہ میں کیا جواب ہوگا؟ اس لئے بہتر ہے کہ کسی امام کا دامن پکڑ لو۔ اللہ توفیق دے۔

بحثِ علمِ غیب

اس میں ایک مقدمہ ہے اور دو باب اور ایک خاتمہ مذکور ہے

مقدمہ

اس میں چند فصلیں ہیں

پہلی فصل

غیب کی تعریف اور اس کے اقسام کے بیان میں

غیب وہ چھپی ہوئی چیز ہے جس کو انسان نہ تو آنکھ ناک کان وغیرہ حواس سے محسوس کر سکے اور نہ بلا دلیل بدیہۃً عقل میں آسکے لہٰذا پنجاب والے کے لئے بھی غیب نہیں کیونکہ وہ یا تو آنکھ سے دیکھ لیا ہے یا سن کر کسی دن گرہ بھی ایک خبر ہے یہ تو اس سے علم ہوا۔ اسی طرح کھانوں کی لذتیں اور ان کی خوشبو وغیرہ غیب نہیں کیونکہ یہ

سے محسوس ہوتی ہے۔ تو رنگت زبان و کان کے لئے غیب ہے اور بو آنکھ کے لئے غیب اگر کوئی اللہ کا بندہ بو اور لذت کو ان کی شکلوں میں آنکھ سے دیکھ لے وہ بھی علم غیب اضافی ہے جیسے اعمال قیامت میں مختلف شکلوں میں نظر آئیں گے۔ اگر کوئی ان شکلوں میں یہاں دیکھ لے تو یہ بھی علم غیب ہے۔ حضور غوث پاک فرماتے ہیں۔

وَمَا مِنْهَا شُهُوْرٌ اَوْ دُهُوْرٌ | تَمُرُّ وَ تَنْقَضِىْ اِلَّا اَتَانِىْ

کوئی مہینہ اور کوئی زمانہ عالم میں نہیں گزرتا مگر وہ ہمارے پاس ہو کر اجازت لے کر گزرتا ہے۔

اسی طرح جو چیز فی الحال موجود نہ ہونے یا بہت دور ہونے یا اندھیرے میں ہونے کی وجہ سے نظر نہ آسکے وہ بھی غیب ہے اور اس کا جاننا علم غیب ہے جیسے حضور علیہ السلام نے آئندہ پیدا ہونے والی چیزوں کو ملاحظہ فرما لیا یا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہاوند میں حضرت ساریہ کو مدینہ پاک سے دیکھ لیا اور ان تک اپنی آواز پہنچا دی۔ اسی طرح کوئی پنجاب میں بیٹھ کر مکہ معظمہ یا دیگر دور دراز ملکوں کو مثل ہاتھ کے

بذریعہ آلات کے جو چھپی ہوئی چیز معلوم کی جاوے وہ علم غیب نہیں جیسا کسی آلہ کے ذریعہ سے عورت کے پیٹ کا بچہ معلوم کرتے ہیں۔ یا کہ ٹیلیفون اور ریڈیو سے دور کی آواز سن لیتے ہیں۔ اس کو علم غیب نہ کہیں گے۔ کیونکہ غیب کی تعریف میں عرض کر دیا گیا کہ جو حواس سے معلوم نہ ہو سکے۔ اور ٹیلیفون یا ریڈیو میں سے جو آواز نکلی۔ وہ آواز حواس سے معلوم ہونے کے قابل ہے آلہ سے جو پیٹ کے بچہ کا حال معلوم ہوا ہے یہ بھی غیب کا علم نہ ہوا جبکہ آلہ نے اس کو ظاہر کر دیا تو اب غیب کہاں رہا۔ خلاصہ یہ کہ اگر کوئی آلہ چھپی چیز کو ظاہر کر دے۔ پھر ظاہر ہو چکنے کے بعد ہم اس کو معلوم کر لیں تو علم غیب نہیں

دوسری فصل ضروری فوائد کے بیان میں

علم غیب کے مسئلہ میں گفتگو کرنے سے پہلے یہ چند باتیں خوب خیال میں رکھی جاویں تو بہت فائدہ ہوگا اور بہت سے اعتراضات خود بخود ہی دفع ہو جائیں گے۔

(۱) نفس علم کسی چیز کا بھی برا نہیں۔ ہاں بری باتوں کا کرنا یا کرنے کے لئے سیکھنا برا ہے ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ بعض علم دوسرے علموں سے زیادہ افضل ہوں جیسے علم عقائد علم شریعت۔ علم تصوف دوسرے

تفسیر المقدوح مبلیل میں اسی آیت کے ماتحت ہے۔

مَعْنَاهُ لَا يَعْلَمُ الْغَيْبَ بِلَا دَلِيْلٍ اِلَّا اللّٰهُ اَوْ بِلَا تَعْلِيْمٍ اَوْ جَمِيْعَ الْغَيْبِ۔

اس آیت کے معنے یہ ہیں کہ بغیر دلیل یا بغیر بتائے یا سارے غیب خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

تفسیر مدارک یہ ہی آیت وَالْغَيْبُ مَا لَمْ يَقُمْ عَلَيْهِ دَلِيْلٌ وَلَا اَطْلَعَ عَلَيْهِ مَخْلُوْقٌ

غیب وہ ہے جس پر کوئی دلیل نہ ہو اور کسی مخلوق کو اس پر مطلع نہ کیا گیا ہو۔

مدارک کی اس توجیہ سے معلوم ہوا کہ ان کی اصطلاح میں جو علم عطائی ہو وہ غیب ہی نہیں کہا جاتا غیب صرف ذاتی کو کہتے ہیں۔ اب کوئی اشکال ہی نہیں رہا۔ جن آیات میں غیب کی نفی ہے وہ علم ذاتی کی ہے، اس آیت کے کچھ آگے ہے۔ مَا مِنْ غَائِبٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ اِلَّا فِي كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ جس سے معلوم ہوا کہ ہر غیب لوح محفوظ یا قرآن میں محفوظ ہے۔

فتاویٰ امام نووی مَا مَعْنٰى قَوْلِ اللّٰهِ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَاَشْبَاهِ ذٰلِكَ مَعَ اَنَّهُ قَدْ عَلِمَ مَا فِي غَدٍ وَالْجَوَابُ مَعْنَاهُ لَا يَعْلَمُ ذٰلِكَ اِسْتِقْلَالًا وَاَمَّا الْمُعْجِزَاتُ وَالْكَرَامَاتُ فَحَصَلَتْ بِاِعْلَامِ اللّٰهِ لَا اِسْتِقْلَالًا۔

آیت لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وغیرہ کے کیا معنی ہیں۔ حالانکہ حضور علیہ السلام آئندہ کی باتیں جانتے ہیں جواب اس کے معنے یہ ہیں کہ غیب کو مستقل طور پر ذاتی کوئی نہیں جانتا لیکن معجزات اور کرامات پس یہ رب کے بتانے سے حاصل ہوئے نہ کہ بالاستقلال۔

امام ابن حجر کی فتاویٰ حدیثیہ میں فرماتے ہیں۔

مَا ذَكَرْنَاهُ فِي الْاٰيٰتِ صَرَّحَ بِهِ النَّوَوِيُّ فِي فَتَاوَاهُ فَقَالَ لَا يَعْلَمُ ذٰلِكَ اِسْتِقْلَالًا وَعِلْمَ اِحَاطَةٍ بِكُلِّ الْمَعْلُوْمَاتِ۔

ہم نے اس آیت کے بارے میں جو کچھ کہا اسکی امام نووی نے اپنے فتاویٰ میں تصریح کی ہے انہوں نے کہا کہ غیب مستقل طور پر سارے معلومات الٰہیہ کو کوئی نہیں جانتا

شرح شفا خفاجی میں ہے هٰذَا لَا يُنَافِي الْاٰيٰتِ الدَّالَّةَ عَلٰى اَنَّهُ لَا يَعْلَمُ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ فَاِنَّ النَّفْيَ عِلْمُهُ مِنْ غَيْرِ وَاسِطَةٍ اَمَّا اِطِّلَاعُهُ عَلَيْهِ بِاِعْلَامِ اللّٰهِ فَاَمْرٌ مُّتَحَقِّقٌ۔

یہ کلام ان آیات کے خلاف نہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ غیب خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا کیونکہ نفی بے واسطہ علم کی ہے لیکن اللہ کی تعلیم سے جاننا یہ ثابت ہے۔

اگر اس آیت کے یہ مطلب نہ مانے جاویں تو مخالفین کے بھی خلاف ہے کیونکہ وہ بھی بعض غیبوں کا علم

جملہ حقوق بحق مفتی اقتدار احمد خان محفوظ ہیں۔

۷۸۶
۹۲

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کا ہے سایہ تجھ پر
بول بالا ہے ترا ذکر ہے اونچا تیرا

الحمد للہ کہ کتاب لاجواب نافع شیخ وشاب مفید عاقل وموقظ غافل

مسمی بہ

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ

المعروف

فیصلہ مسائل

(جلد اول)

اضافات جدیدہ وضمیمہ عجیبہ کے ساتھ

جس میں موجودہ زمانہ کے عام مختلف فیہ مسائل کا نہائیت محققانہ مدلل فیصلہ کر دیا گیا ہے

مصنفہ

حضرت حکیم الامت مولانا المفتی الحاج احمد یار خاں صاحب اوجھانوی بدایونی مدظلہ
سرپرست مدرسہ غوثیہ گجرات پاکستان

باہتمام
محمد اقتدار خاں عرف مصطفٰے میاں

ناشر:۔ مفتی اقتدار احمد خان مالک نعیمی کتب خانہ گجرات

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ○
وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ○ (قرآن حکیم)

إِعْلَاءُ كَلِمَةِ اللّٰه

فی بیان

وَمَا أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ

تصنیفِ لطیف

زبدۃ المحققین رئیس العارفین حضرت سید پیر مہر علی شاہ صاحب گیلانی قدس سرہٗ

○

بایماء

حضرت سید پیر غلام محی الدین شاہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

○

باہتمام

حضرت سید پیر غلام معین الدین شاہ صاحب مدظلہ العالی

○

سوال

سلمنا کہ فرقیست بین ظاہر در بین اصنام و ارواح کاملہ لیکن اطلاع اوشان بر دعوت مستعینان و مستمدان از اقاصی و ادانی موجب ثبوت علم غیب است برائے غیر حق سبحانہ وتعالیٰ۔ وھو خلاف ما نطقت بہ النصوص۔ قال اللہ تعالیٰ قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ وما یشعرون ایان یبعثون وقال ایضاً۔ وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمها الا ھو۔ والآیات فی ھٰذا کثیرۃ۔

ہم مانتے ہیں کہ اصنام اور ارواح کاملین کے درمیان فرق واضح ہے لیکن ارواح کاملین کو اپنے بلانے والوں کی ندا اور استمداد پر نزدیک اور دور سے اطلاع کیسے ہو سکتی ہے۔ اگر ایسی اطلاع مان لی جائے تو لازم آئے گا کہ ارواح کاملین کو علم غیب ہو۔ حالانکہ علم غیب اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں ہوتا۔ اور اگر غیر حق کے لیے علم غیب مان لیا جائے تو یہ آیات قرآنی کے بالکل خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فرما دیجئے جو زمین و آسمان میں ہیں غیب نہیں جانتے ہاں خدا جانتا ہے اور مخلوق کو یہ خبر بھی نہیں کہ کب زندہ کیے جائیں گے نیز ارشاد الٰہی ہے: خدا ہی کے پاس ہیں غیب کی چابیاں جنہیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اپنے غیب پر اللہ تعالیٰ کسی کو مطلع نہیں کرتا۔ مگر جسے برگزیدہ فرمائے رسولوں سے۔ اس سلسلہ میں اور بھی بہت سی آیات ہیں۔

www.faiz-e-nisbat.weebly.com

جواب

غیب نام چیزیست کہ از ادراک حواس ظاہرہ و باطنہ و علم ضروری و علم استدلالی غائب باشد و مخصوص است بجناب حق سبحانہ وتعالیٰ کما فی النصوص پس کسے کہ دعوئے آن نماید او را برائے خود و کذا درست و ہمچنیں مصدق آن۔ لہٰذا خبری از جہت بودن او مستفاد از وحی و از پیدا شدن حق سبحانہ وتعالیٰ علم ضروری در وی و از انکشاف حوادث بر حواس او پس نیست داخل در علم غیب۔ قال تعالیٰ لا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول۔ فکل ما اخبر بہ صلی اللہ علیہ وسلم من الغیوب لیس ھو الا عن اعلام اللہ تعالیٰ فلا ینافی الآیات الدالۃ علی انہ لا یعلم الغیب لان المنفی علمہ من غیر واسطۃ قال فی المواھب وقد اشتہر وانتشر امرہ بین اصحابہ بالاطلاع علی الغیوب حتی ان کان بعضہم یقول لصاحبہ اسکت فو اللہ

پہلے غیب کے معنے بتائے جاتے ہیں۔ غیب نام ہے اس چیز کا جو حواس ظاہرہ و باطنہ کے ادراک اور علم بدیہی اور استدلالی سے غائب ہو اور یہ علم حضرت حق سبحانہ کے ساتھ مختص ہے جو کہ ان آیات میں مذکور ہے پس اگر اس علم غیب کا کوئی مدعی ہو اپنے نفس کے لیے یا کسی غیر کے لیے اس قسم کے دعوے کی تصدیق کرے تو وہ کافر ہے مگر جو خبر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم دیتے ہیں وہ یا تو بذریعہ وحی حاصل ہوتی ہے یا اللہ تعالیٰ اس کا علم ضروری نبی کے اندر پیدا فرما دیتے ہیں یا نبی کی حس پر حوادث کا انکشاف فرما دیتے ہیں تو یہ علم غیب میں داخل نہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ عالم الغیب الآیۃ پس تمام وہ خبریں جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہیں اور غیب کی باتیں بتاتی ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے اعلام اور جتوانے سے بتائی ہیں ان آیات کے منافی نہیں جو دلالت کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم غیب نہیں جانتے اس لیے کہ آپ

قال الله عز وجل

آتينه رحمة من عندنا

الجزء الاول من كتاب

التفهيمات الالهية

تاليف

حجة الاسلام الشيخ قطب الدين احمد المدعو بالشاه ولي الله المحدث الدهلوي

(المتوفى سنة ١١٧٦ھ)

صاحب "الفوز الكبير" و "البدور البازغة" و "الخير الكثير" وغيرها

سلسلة مطبوعات المجلس العلمي دابهيل (سورت) رقم ١٠

حقوق الطبع محفوظة

طبع في

مدينه برقي پريس بجنور (يوپي)

سنه ١٣٥٥ھ
١٩٣٦م

الى ربه تعالى مع قطع النظر عن سائر الامور،

ثم قول القائل ليس له صلى الله عليه وسلم كمال منتظر بل الكمالات جميعها حاصلة له صلى الله عليه وسلم ان بحثناه من حيث العلم الظاهر، قلنا الكمال صفة يمدح بها صاحبه وكم من صفة دلت صحاح الاحاديث على انه انما يحصل له يوم القيمة كالشفاعة والحمد بالوجه الذي ورد في الحديث وما وعد الله له في الجنة من النعيم ولا شبهة انها كمالات وانها ليست حاصلة بالفعل بل وعد بها فان استدل بانه لو لم يكن له شيء مما يمكن ان يكون له لزم النقص قلنا النقص المنفي هو ان يتصف بالذنوب والعيوب كيف وقد اكمل الله له دينه وفتح له فتحا مبينا في اخر امره مع انه لم يتصف بالنقص لا قبل هذا ولا بعده كيف والانبياء عليهم السلام فضل الله بعضهم على بعض فالفاضل لا محالة له كمال يختص به ليس في المفضول وليس المفضول بناقص ثم ليعلم انه يجب ان ينفى عنهم صفات الواجب جل مجده من العلم بالغيب والقدرة على خلق العالم الى غير ذلك وليس ذلك بنقص وثبت اتصاف الانبياء عليهم السلام بالجوع والظمأ والفقر والحاجات وامثالها وليس ذلك بنقص وعدم اتصافه صلى الله عليه وسلم بصفات يمدح بها الناس في بعض امورهم لثبوت ما هو اشرف وافضل منها كالخط والشعر وما يناسب ذلك ليس بنقص وبالجملة فليس معنى النقص فقد كمال يستعد له فيما يأتي او هو من شأن صنفه او نوعه القريب او جنسه البعيد او الموجود الاعم من الواجب والممكن بل ما يعاب به شرعا او عرفا،

وان استدل بقوله تعالى اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتي قلنا اكمال الدين ان لا ينسخ بعد ذلك حكم ولا يزاد فيه شيء ومعنى اتمام النعمة تشريفهم وتفضيلهم على من سواهم على طريقة قوله تعالى في قصة يوسف عليه السلام ويتم نعمته عليك

انکار کرے واسطے تنزیہ کے یا ثابت کرے صفتوں کو اور بطریق تشبیہ کے کہ خالق کو مخلوق کے ساتھ ہم رنگ کرے یا جن صفات کو شرع نے ثابت کیا ہے ساتھ تاویل باطل کے انکار ان کا کرے مثل کلام کے اور سمع کے اور بصر کے اور رویت اور رضا کے اور غضب کے یا افعال اللہ تعالیٰ کے تئیں مثل افعال اپنے کے غرضوں کے ساتھ ملے ہوئے جانے یا اصلح یا الطف کے تئیں موافق قرارداد عقل اپنی کے اوپر اس کے واجب پہچانے اور افعال بندہ کی طرف بندے کی نسبت کرے اور خلق اور تاثیر اللہ تعالیٰ کی سے ان فعلوں میں منکر ہو یا بندہ کو مثل پتھر کے بے دخل اعتقاد کرے اور جبری ہو جائے اور سوائے اس کے اور عقائد باطلہ کہ مائل افراط اور تفریط کی طرف ہیں اور یا حقائق ارواح اور ملائکہ اور انبیاء اور اولیاء اور ائمہ دین کے ہیں اور اس قسم کے علم کو علم نبوت کہتے ہیں اور افراط اور تفریط اس قسم میں وہ ہے کہ بالکل ان مرتبوں اور منصبوں کا انکار کرے یا ان کی عصمت کا اور محفوظ ہونے کا گناہوں سے اور خطاؤں سے اعتقاد نہ کرے اور مثل اپنے آلودہ ساتھ غرضوں دنیاوی اور طلب کرنے مطلبوں کمینوں کے اور ملوث ہونے حاجتوں نفسانیہ کا جانے یا رتبہ اماموں اور اولیاء کا برابر رتبہ انبیاؤں اور مرسلین علیہم السلام کے مقرر کرے اور انبیاء مرسلین علیہم السلام کے واسطے لوازم الوہیت کے جیسا کہ علم غیب اور فریاد سننی ہر کسی کی ہر جگہ میں اور قدرت اوپر تمام مقدورات کے ثابت کرے اور ملائکہ اور ارواح اور اولیاء کے تئیں بیچ پردہ صورتوں اور بتوں اور قبروں اور تعزیوں کے معبود ٹھہرائے اور رزق اور فرزند اور خدمت اور منصب کی ان سے بالاستقلال درخواست کرے اور شفاعت اور عرض ان کی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں واجب القبول جانے گو کہ جناب باری کے نزدیک یہ امر مکروہ ہو یا وہ حقائق کہ معاملات قبر کے اور دوزخ اور بہشت کے اور حساب اور میزان اور دوسرے امور آخرت کے ہیں اور اس علم کو علم معاد اور علم سمعیات کا بھی کہتے ہیں اور افراط اور تفریط اس قسم میں وہ ہے کہ مثلاً ایمان کو اس حد کے ساتھ موثر بیچ نجات کے پہچانے کہ بالکل خوف کو دل سے اٹھائے اور یہ بات بلانے کہ کوئی گناہ اگر ایمان دل میں ہو ضرر نہ کریگا یا ایمان کو اس مرتبہ پر ساقط الاعتبار گردانے کہ ساتھ ہر گناہ کے تاثیر اس کی دور ہو جاتی ہے اور گناہ گار ایمان والے مانند کافروں بے ایمان کے دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے یا اعمال نیک اور بد کو تاثیر ذاتی آخرت میں ثابت کرے اور جانے کہ اللہ تعالیٰ بیچ مقام جزا دینے کے بے اختیار ہے اور تابع اعمال بندے کے ہے معاف کرنا بخش

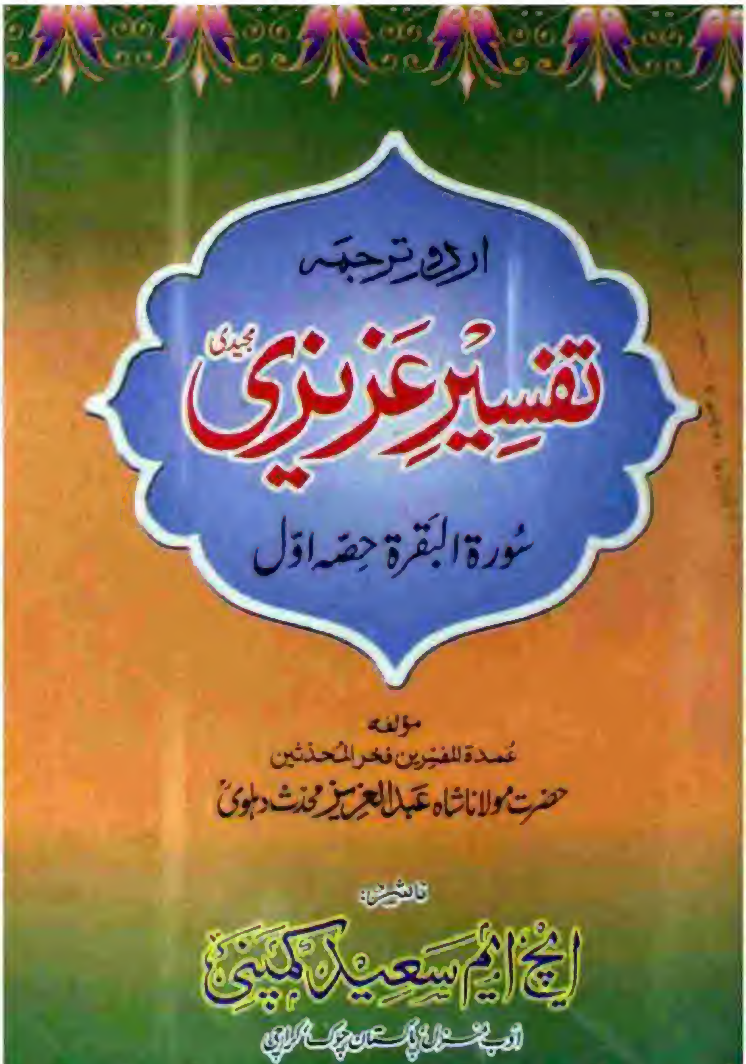

تنبیہ کرنی مقصود ہے کہ کوئی علمی احاطہ نہیں کر سکتا۔ احاطۂ علمی کی نفی سے مراد ہے ایسے علم کامل کی نفی جو تمام اشیاء کی حقیقت کو محیط ہو۔ علم محیط صرف باری تعالیٰ کی خصوصیت ہے کسی مخصوص چیز کی حقیقت کا کامل علم بطور ندرت ممکن ہے کہ کسی کو ہو جائے لیکن تمام اشیاء کی حقیقت کوئی نہیں جانتا یا علم سے مراد وہ علم غیب ہے جو اللہ کے لئے مخصوص ہے یعنی اللہ کے علم غیب کے کسی حصہ کو کوئی احاطہ کے ساتھ نہیں جانتا۔

اِلَّا بِمَا شَآءَ (ہاں جس چیز کا علم اللہ دینا چاہے) تو اس کو مخلوق کا علم محیط ہو تا ہے اور ایسا کم ہے اللہ نے خود ارشاد فرمایا ہے وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ط وَلَا يُحِيْطُوْنَ میں واؤ حالیہ ہے اور يَعْلَمُ کی ضمیر فاعلی ذوالحال ہے۔ یا واؤ عاطفہ ہے دونوں جملوں کا مجموعہ بتا رہا ہے کہ محیط کل اور ہمہ گیر علم ذاتی اللہ کی خصوصیت ہے اور یہ اللہ کی وحدانیت کا ثبوت ہے اس لئے دونوں جملوں کے درمیان حرف عطف کو ذکر کیا۔

وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ج اس کی کرسی آسمانوں اور زمینوں کو اپنے اندر سمائے ہوئے ہے) بیضاوی نے لکھا ہے یہ محض تمثیل ہے اللہ کی عظمت کی تصویر کشی مقصود ہے ورنہ واقع میں نہ اللہ کی کرسی ہے اور نہ وہ کرسی پر بیٹھا ہوا ہے۔

سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کرسی سے مراد علم ہے مجاہد کا بھی یہی قول ہے صحیفۂ علمی کو کراسہ اسی وجہ سے کہتے ہیں بعض علماء کا قول ہے کہ کرسی سے مراد حکومت اور اقتدار ہے موروثی حکومت کو عرب کرس کہتے ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ اگر کرسی کا معنی علم یا اقتدار قرار دیا جائے تو آیت لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ کے بعد جملہ مذکورہ کا ذکر بے سود ہوگا (کیونکہ آیت مذکورہ کا ابتدائی حصہ اللہ کے اقتدار پر اور آخری حصہ اللہ کے کمالِ علمی پر دلالت کر رہا ہے)۔

محدثین کا مشہور قول یہ ہے کہ کرسی ایک جسم ہے (جس میں لمبائی، چوڑائی اور موٹائی ہے) بغوی کا بیان ہے کہ کرسی (کے مصداق) میں علماء کا اختلاف ہے حسن کا قول ہے کہ کرسی ہی عرش ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ کرسی عرش کے سامنے قائم ہے اور آیت وَسِعَ الخ کا مطلب یہ ہے کہ کرسی کی وسعت زمین اور آسمان کی وسعت کے برابر ہے۔

ابن مردویہ رحمۃ اللہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے رسول اللہ ﷺ کا فرمان نقل کیا ہے کہ ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں کرسی کے مقابلہ میں ایسی ہیں جیسے کسی بیابان میں کوئی چھلا پڑا ہو اور کرسی سے عرش کی بڑائی (بھی) ایسی ہے جیسے چھلے سے بیابان کی بڑائی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول مروی ہے کہ کرسی کے اندر ساتوں آسمان ایسے ہیں جیسے کسی ڈھال میں سات درہم ڈال دیئے جائیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور مقاتل رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ کرسی کے ہر پایہ کا طول ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کے برابر ہے کرسی عرش کے سامنے ہے کرسی کو چار فرشتے اٹھائے ہوئے ہیں ہر فرشتے کے چار منہ ہیں ان فرشتوں کے قدم ساتویں نچلی زمین کے نیچے پتھر پر ہیں یہ مسافت پانچ سو برس کی راہ کے برابر ہے ایک فرشتہ کی شکل ابوالبشر یعنی حضرت آدمؑ کی طرح ہے جو سال بھر تک آدمیوں کے لئے رزق کی دعا کرتا رہتا ہے۔ دوسرے فرشتہ کی صورت چوپایوں کے سردار یعنی بیل کی طرح ہے۔ چوپایوں کے لئے سال بھر رزق مانگتا رہتا ہے لیکن جب سے گوسالہ کی پوجا کی گئی اس وقت سے اس کے چہرہ پر کچھ خراشیں ہو گئی ہیں تیسرے فرشتہ کی صورت درندوں کے سردار شیر کی طرح ہے جو سال بھر درندوں کے لئے رزق کا طالب رہتا ہے چوتھے فرشتہ کی صورت پرندوں کے سردار یعنی گدھ کی طرح ہے جو پرندوں کے لئے سال بھر رزق کا سوال کرتا رہتا ہے۔

تفسیر مظہری

جلد دوم

بقیہ سورۂ بقرہ سے سورۂ نساء
پارہ ۳ تا پارہ ۴

تالیف
حضرت علامہ قاضی محمد ثناء اللہ عثمانی مجددی پانی پتیؒ
تشریحی ترجمہ معہ ضروری اضافات
مولانا سید عبد الدائم الجلالی
رفیق ندوۃ المصنفین

ناشر
دار الاشاعت
اردو بازار کراچی ۱ —— فون ۲۱۳۷۶۸

قال الله عزوجل

مَن يُؤْتَ الحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا

الجزء الاول من كتاب

التفهيمات الالهية

تاليف

حجة الاسلام الشيخ قطب الدين احمد المدعو بالشاه ولي الله المحدث الدهلوي

(المتوفى سنة ١١٧٦ﻫ)

صاحب "الفوز الكبير" و"البدور البازغة" و"الخير الكثير" وغيرها

سلسلة مطبوعات المجلس العلمي ڈابھیل (سورت) رقم ١٠

حقوق الطبع محفوظة

طبع في

مدينة برقي پريس بجنور (يوپي)

١٣٥٥ﻫ

١٩٣٦م

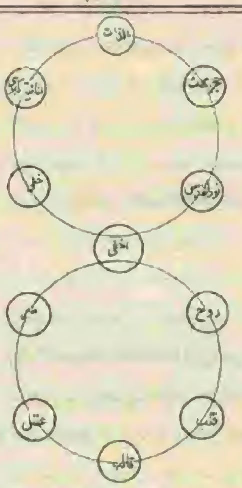

فان قلت ان كان الاخفى اسفل من سائر اللطائف الكامنة فلم سمي بالاخفى قلت انما سمي بالاخفى لان العلم الاجمالي الجامع الحاصل من السيرين جميعا انما يحصل بعد السيرين والما يصل اليه السالك بعد كمالهما فلذلك سمي بالاخفى وانما القائم بهذا الاجمال النفس الناطقة نفسها واحتفظنا هذا الشيء من علوم اللطائف في هذه الساعة فاكتف به حتى يقضي الله تعالى بالبسط

قوله قدس سره اهل الفناء والبقاء موجب لاتصاف السالك بالصفات الوجوبية

اقول الوجدان الصريح يحكم بان العبد عبد وان ترقى والرب رب وان تنزل وان العبد قط لا يتصف بالوجوب او بالصفات اللازمة للوجوب ولا يعلم الغيب الا ان يطلع

شيء في روح صدره وليس ذلك علما بالغيب انما ذلك الذي يكون من ذاته والا فالانبياء والاولياء يعلمون كالعراف بعض ما يغيب عن العامة ولا بالتكوين والخلق الان يصير كما يكون اكل من جميل معد للفيضان قوة الهية لحرارات في البدن من المبدأ الاول ومنشأ تردد العارف في هذه المسئلة ان من الامور المكونة بقوى الافلاك والعناصر امور عظيمة نسميها بالتدليات هي تقريب العهد برب العالمين فيها حكاية الجبروت وفيها اشارة الى اللاهوت اذا ظهر الحق بتلك التدليات وجب خضوع الناس لها والفرق بين المنزه عن هذه المداخلات وبين هذه التدليات المنعقدة في الناسوت المركبة من روحانيات الافلاك ولطائف العناصر اشار ابن عباس رضي الله عنه بحديث اورد عليه فيما كان يذهب من امكان رؤية الحق بالبصر هذه الآية لا تدركه الابصار وهو يدرك الابصار فقال ذلك ذلك اذا تجلى في نوره الذي هو نوره يعني ان التدليات انما اظهرها رب العالمين ليتقرب الى الخلق وهي حجب نورانية.

وكم من احكام لهي يتصف بها الحق بواسطة ظهوره في هذه التدليات ولنا في كشف دقيقة مقامان الاول ظهور علم في الناس او تكميل ناقص وامثال ذلك ولم يكف لهن المواد الاسباب الارضية فان ارادة الخير منه تبارك وتعالى وعلمه بان الخير ظهوره كذا وكذا يستعمل بالظهور فتتوجه تخيلات الافلاك والملأ الاعلى جميعا الى تصور هيئة خيالية والطلب من الحق الاول ان يوجد هذه الهيئة في الخارج ويكون الماء متلونا بصورة قدسية حيث تشهد على الرب كما يتلون في العلاقة بالصورة النجسة من العناصر فيتحقق في الخارج ذلك شكل الجبروت ويشير الى اللاهوت جسده روحانيات الملائكة وعمهم منطبعة في الماء وروحه ارادة الحق فهذا هو السر في تشكل الملائكة فانهم اذا ارخوا في شكل خاص تخيلوه تخيلا مستقيما قويا ويمد في تخيلهم قوة عجيبة من الطبيعة الكلية فيتلون الماء بذلك ويبقى ما دام التخيل فانما

سئل الخير الناس وان شئت الحق

علی المغیبات کی امتیازی شرط کیساتھ اختلاف کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

''اِنَّ الْاِطْلَاعَ عَلٰی جَمِیْعِ الْمُغَیْبَاتِ لَا یَجِبُ لِلنَّبِیِّ اِتِّفَاقاً وَالْبَعْضِ لَا یَخْتَصُّ بِهٖ''

اس کا مفہوم یہ ہے کہ مغیبات پر اطلاع نبوت کے لئے امتیازی شرط ہونا اس لئے غلط ہے کہ نبی کیلئے جمیع مغیبات پر مطلع ہونے کا عدم وجوب ہمارے اور تمہارے مابین متفقہ مسئلہ ہے اور بعض پر اطلاع نبی کے ساتھ خاص نہیں ہے تو پھر اطلاع علی المغیبات کا نبوت کے لئے امتیازی شرط ہونے کا مطلب ہی کیا رہا۔

(المواقف' صفحہ ۳۴۷' مطبوعہ دار الباز مکہ مکرمہ)

مواقف کی اس عبارت کو نظر انصاف سے دیکھنے والا کوئی شخص بھی اس کا پس منظر علم غیب کے مفہوم لغوی اور مفہوم شرعی کا امتیاز قرار دیئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ علم غیب بمعنی جمیع مغیبات کو جاننا نبی کیلئے واجب نہ ہونے کا فلسفہ اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کیلئے واجب اور اس کی صفت مختصہ ہے، جمیع مغیبات کو عدم تناہی اور ازلیت وابدیت اور احاطہ لازم ہونے کی بناء پر نبی کیلئے ممکن ہی نہیں ہے چہ جائیکہ واجب ہو یہی چیز علم غیب کا شرعی مفہوم ہے۔

جس کو امام المتکلمین عضد الملت والدین نے نبی کیلئے غیر ضروری قرار دیا جبکہ اس کے مقابلہ میں بعض مغیبات پر مطلع ہونے کو نبی کے ماسوا اور خلائق کیلئے بھی ممکن تسلیم کر رہے ہیں تو وہ علم غیب کے لغوی مفہوم کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔ اس کی شرح میں میر السید السند نے بھی ان دونوں حصوں کی ایسی تشریح کی ہے جس سے بعض مغیبات پر مطلع ہونے کا تعلق

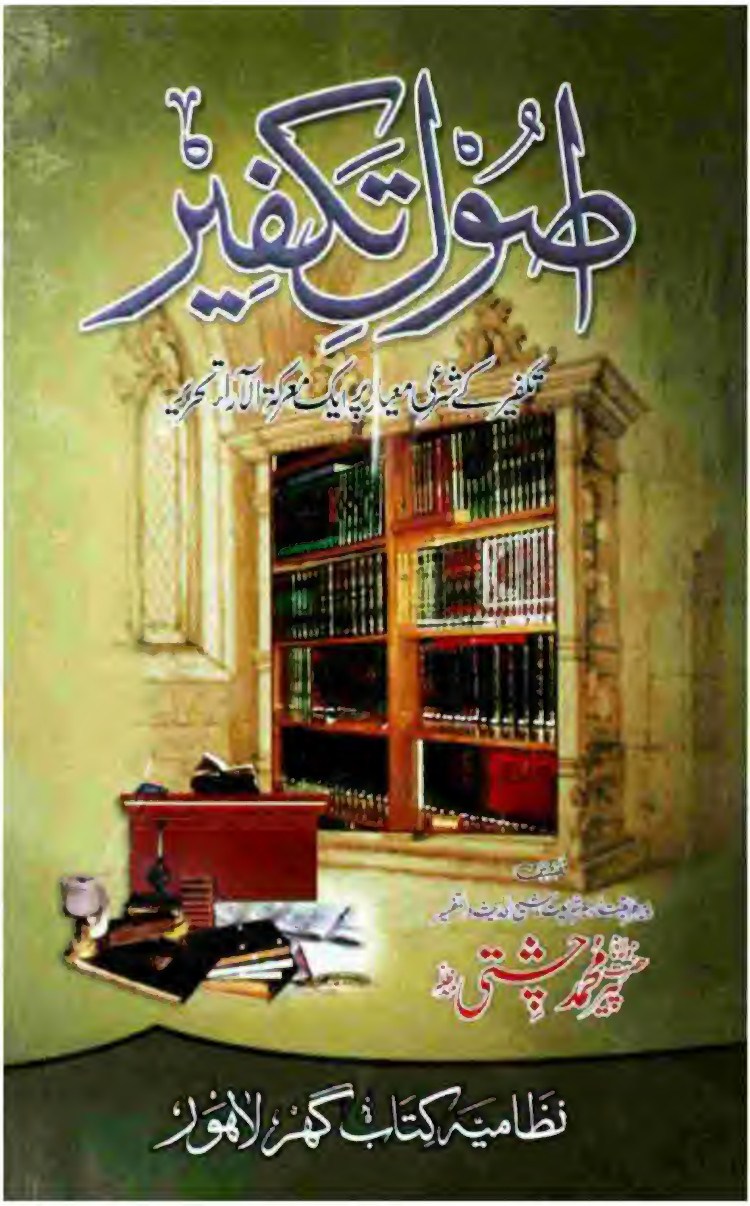

ایلکال ۷۸۶/۹۲ قادری

فرش والے تری شوکت کا علو کیا جانیں　　خسروا عرش پہ اُڑتا ہے پھریرا تیرا

الحمد للہ کہ رسالۂ مبارکہ سوتوں کو جگانے والا، روتوں کو ہنسانے والا،

محبوبِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بتانیوالا

مُسمّٰی بہ

شانِ حبیبُ الرحمٰن

مِنْ

آیات القرآن

از افادات

حضرت مولانا الحاج مفتی احمد یار خاں صاحب نعیمی مدظلہ بدایونی

:ناشِر:

مکتبۂ اسلامیہ لاہور

مشہور آفسٹ پریس کراچی نمبر

جب کسی شوہر اور بیوی میں جھگڑا ہو جاوے تو ایک پنچ تو عورت کی طرف سے اور ایک مرد کی طرف سے بھیجو۔

اب ان آیتوں کا یہی مطلب ہے کہ حقیقی عزت اور حقیقی حکومت تو صرف اللہ ہی کی ہے۔ مگر خدا کے دینے سے مسلمانوں کو عزت بھی ملی اور حکومت بھی۔ اسی طرح علم غیب حضور کو کتنا علم غیب دیا یہ تو دینے والا رب اور لینے والے محبوب ہی جانتے ہیں۔ لوح محفوظ میں سارے مَاکَانَ وَمَایَکُوْنُ کا علم ہے مگر لوحِ محفوظ میرے آقا کے علم کے دریا کا ایک قطرہ ہے۔ قصیدہ بردہ میں ہے۔

وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمُ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

ہاں جس قدر روایات سے پتہ لگتا ہے وہ یہ ہے کہ ازل تا روز قیامت ذرہ ذرہ اور قطرہ قطرہ کا علم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیا گیا۔ از عرش تا فرش آپ کو دکھلائے گئے۔ اگر کوئی پرندہ بھی پر مارتا ہے تو حضور کو اس کا بھی علم دے دیا گیا۔ اس کی پوری تحقیق ہماری کتاب جاء الحق و زہق الباطل میں دیکھو یہی تحقیق اور جگہ مشکل سے ملے گی۔

دوسری بات اس آیت سے یہ معلوم ہوئی کہ خدا کا علم غیب حضور علیہ السلام کے قبضہ میں دے دیا گیا ہے کہ اگر کسی پر توجہ فرما دیں تو اس کو بھی عرش سے فرش تک روشن ہو جاوے۔ حضور غوث پاک فرماتے ہیں۔

نَظَرْتُ اِلٰی بِلَادِ اللّٰهِ جَمْعًا　　كَخَرْدَلَةٍ عَلٰی حُكْمِ اتِّصَالِ

میں نے اللہ کے سارے شہروں کو ایسا دیکھا جیسے چند رائی کے دانے ملے ہوئے ہیں غرضکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ صفت عظیم ہے۔

آیت ۸۸. يَا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا (پارہ ۲۹ سورۂ مزمل رکوع ۱) اے کپڑوں میں لپٹنے والے رات میں قیام فرماؤ سوائے کچھ رات کے۔

یہ آیت کریمہ بھی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت شریف ہے اس میں محبوب علیہ السلام کو اور ان کے طفیل میں ساری امت کو تہجد کی نماز اور قرآن کریم کی ترتیل کے ساتھ تلاوت کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے مگر یہ خطاب بہت پر لطف ہے۔ فرمایا گیا ہے کہ اے کپڑوں میں لپٹنے والے محبوب علیہ السلام جس سے معلوم ہوا کہ محبوب علیہ السلام کی ہر ادا پیاری ہے۔

اس آیت کریمہ کی شان نزول میں مفسرین کے چند قول ہیں۔ ایک تو زمانہ وحی کے ابتداء میں حضور علیہ السلام کلام الٰہی کی ہیبت سے اپنے کپڑوں میں لپٹ جاتے تھے، اس حالت میں آپ کو یہ ندا دی

marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ

مقياسُ الحنفيّت

جُنید زمان پیر طریقت مناظرِ اعظم
ابو عبد الوہاب مولانا محمد عمر صدیقی علیہ الرحمہ

المقیاس پبلشرز
۴- دربار مارکیٹ لاہور

عالم الغيب فلا يظهر على غيبه احدا الامن ارتضى من رسول يسلك من بين يديه ومن خلفه رصدا ليعلم ان قد ابلغوا رسلت ربهم واحاط بما لديهم واحصى كل شى عددا (فرما دیجئے یارسول اللہ ﷺ نہیں جانتا میں جو تم وعدہ دئے گئے ہو۔ کیا قریب ہے یا رب میرا اس کے واسطے مدت بنا دے گا۔ غیب کے جاننے والا ہے۔ وہ نہیں مطلع کرتا اپنے تمام غیب پر کسی کو مگر رسول سے جس کو پسند کرے۔ اس کے آگے اور اس کے پیچھے نگہبان چلاتا ہے تا کہ وہ رسول جان لے کہ انہوں نے (ملائکہ نے) اپنے رب کی رسالت کو پہنچایا اور مضبوط کیا اس نے (رسول اللہ ﷺ) نے جو ملائکہ (جبرائیل علیہ السلام وغیرہ) کے پاس ہے۔ اور گھیر لیا اس نے (رسول اللہ ﷺ نے) ہر چیز کو گنتی سے اس آیۃ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کی ذات کی طرف سے قیامت کی روایت کا انکار کرواتے ہوئے ظاہر فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ جسے چاہے اس مدت مقررہ کے علم غیب کو اپنے رسولوں پر جس کو مرتضیٰ بنالے ظاہر کر سکتا ہے۔ اور اس کی حفاظت کے لئے چاروں طرف فرشتے بھی متعین فرما دیتا ہے تا کہ اس کے علم غیب میں کوئی شیطان شریک نہ ہو جائے۔ اور وہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام ان ملائکہ کی مراسلات کو محفوظ رکھتا ہے۔ اور کل چیز کے اعداد کو وہ محیط ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے علی غیبه میں اپنے کسی علم غیب کی تحقیق نہیں فرمائی جو نبی ﷺ کو عطا کیا گیا بلکہ غیب کی ضمیر کا مرجع الـغیب رکھا۔ اور الـغیب میں ال جنس کا ہے۔ اگر اللہ رب العزت الغیب کی نسبت اپنی طرف کر کے اپنے تمام غیب کے عالم ہونے کا ثبوت دیتا ہے اور ثابت ہے تو اس کی طرف ضمیر راجعہ کا منسوب نبی ﷺ فلا يظهر على غيبه سے کیسے بے خبر ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ ضمیر کا مرجع کل غیب ہے۔ جب عطا کنندہ نبی ﷺ کو اپنا کل غیب عطا کر کے سراہے تو اُس کے انکار کرنے والے کو کیسے صحیح مومن سمجھا جا سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے عموم کا احصار نبی اللہ ﷺ کے واسطے کل شے کو ہے۔ جس کل کی تم تخصیص نہیں کر سکتے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ھٰذَا کِتٰبُنَا یَنۡطِقُ عَلَیۡکُمۡ بِالۡحَقِّ ۔ صدق اللّٰہ العظیم

مقیاسُ الحنفیّت

جُنیدِ زمان پیرِ طریقت مناظرِ اعظم
ابو عبدالوہاب مولانا محمد عمر صدیقی علیہ الرحمہ

المقیاس پبلشرز
۴- دربار مارکیٹ لاہور

(۸) ال عمران ۳/۵} وانبئکم بما تاکلون وما تدخرون فی بیوتکم (اور میں تمہیں خبر دیتا ہوں اس چیز کی جو تم اپنے گھروں میں کھاتے ہو۔ اور جو تم اپنے گھروں میں ذخیرہ کرتے ہو) اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کئی انعامات عطاء فرمائے جن میں سے یہ دو انعام بھی آپ کو حاصل تھے۔ (۱) پیٹ میں کھائی ہوئی مختلف چیزوں کا علم اور عیسیٰ علیہ السلام کا دعویٰ کرنا کہ میں بتا سکتا ہوں۔ تمہارے پیٹ کی خوردہ اشیاء کی مقدار جنیں اور حمل لڑکی کا ہے یا لڑکا مردہ ہے یا زندہ وغیرہ وغیرہ۔

(۲) جو گھروں میں ذخیرہ ہوم، مدفون ہو یا محفوظ ہو ذخیرے کو آپ غائبانہ بلا اسباب بیان کرنے کا دعوی کرتے تھے۔ جس کی تصدیق اللہ تعالیٰ نے بھی فرمائی، کہ ان کو یہ علم تھا اور ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کو علوم غیبیہ پیدائشی حاصل تھے۔ جیسے کہ تمام انبیاء علیہم السلام کو ہوتے ہیں۔ چنانچہ حضرت علیہ السلام نے ایک دو گھنٹہ کی عمر میں اپنی تمام عمر کے خصوصی علوم غیبیہ الٰہیہ کو ماں کی گود میں قوم کے سوال کرنے پر ظاہر فرمائے۔

(۹) مریم ۱۶/۲} فَاَشَارَتۡ اِلَیۡہِ قَالُوۡا کَیۡفَ نُکَلِّمُ مَنۡ کَانَ فِی الۡمَھۡدِ صَبِیًّا قَالَ اِنِّیۡ عَبۡدُ اللّٰہِ اٰتٰنِیَ الۡکِتٰبَ وَجَعَلَنِیۡ نَبِیًّا وَّجَعَلَنِیۡ مُبٰرَکًا اَیۡنَ مَا کُنۡتُ وَاَوۡصٰنِیۡ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ مَا دُمۡتُ حَیًّا وَّبَرًّا بِوَالِدَتِیۡ وَلَمۡ یَجۡعَلۡنِیۡ جَبَّارًا (حضرت مریم علیہا السلام نے قوم کے سوال پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اشارہ فرمایا۔ تو انہوں نے کہا۔ ہم اس سے کیسے کلام کر سکتے ہیں جو گود میں بچہ ہے عیسیٰ علیہ السلام (گود سے) بولے میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی ہے۔ اور اس نے مجھے نبی بنایا ہے۔ اور اس نے مجھے برکت والا بنایا ہے۔ جس جگہ بھی رہوں گا۔ اور اس نے مجھے نماز اور زکوۃ کا حکم بھی دیا ہے۔ جب تک کہ میں زندہ رہوں۔ اور اس نے مجھے بمع میری والدہ کے نیک و متقی بنایا ہے۔ اور اس نے مجھے سرکش بد بخت نہیں بنایا۔

اطلاع کے ساتھ خاص کیا روالبحرین جلد ثالث صفحہ ۱۰۹ میں ہے وفی الحدیث سألنی
ربی ای لیلۃ المعراج فلم استطع ان اجیبہ فوضع یدہ بین کتفی بلا تکییف ولا تحدید
ای یدقدرتہ لانہ سبحانہ منزہ عن الجارحۃ فوجدت بردہا فاورثنی علوم
الاولین والآخرین وعلمنی علوما شتی فعلم اخذ عہدا علی کتمہ وہو علم لا یقدر علی
حملہ غیری وعلم خیرنی فیہ وعلم امرنی فی تبلیغہ الی الخاص والعام من امتی وہی الانس
والجن والملک وکما فی انسان العیون شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوۃ
میں اسی حدیث کا مضمون یوں ادا فرماتے ہیں۔ پرسید از من پروردگار من چیزے پس نتوانستم کہ
جواب گویم پس نہاد دست قدرت خود درمیان دو شانہ من بے تکییف وبے تحدید پس یافتم سرد
آنرا در سینہ خود پس داد مرا علم اولین و آخرین و تعلیم کرد انواع علم را علمی بود کہ عہد گرفت از من
کتمان آنرا کہ باہیچکس نگویم و ہیچکس طاقت آن نداشت جز من و علمی بود کہ مخیر گردانید مرا در
اظہار و کتمان آن و علمی بود کہ امر کرد مرا بتبلیغ آن بہ خاص و عام از امت من۔ آن دونوں عبارتوں
کا حاصل یہ ہے کہ سرور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ شب معراج میں مجھ سے میرے پروردگار
تعالٰی نے کچھ دریافت فرمایا میں جواب نہ دے سکا تو اس نے اپنا دست قدرت میرے دونوں شانوں
کے درمیان بے تکییف وتحدید رکھا کیونکہ حق سبحانہ تعالٰی جوارح سے منزہ اور پاک ہے بے تحدید
وتکییف میں۔ پھر حضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے اس کی سردی اپنے
سینہ میں پائی۔ پس مجھے اولین وآخرین کے علوم عطا فرمائے اور چند علم اور تعلیم فرمائے جن میں
سے ایک علم وہ ہے جس کے چھپانے پر مجھ سے عہد لیا کہ میرے سوا کسی میں اس کے برداشت کرنے کی طاقت
نہیں ہے اور ایک علم وہ جس کا مجھے اختیار دیا اور ایک وہ علم کہ اس کی تبلیغ کا حکم فرمایا کہ میں اپنی امت کے
ہر خاص و عام کو پہنچا دوں اور حضرت کی امت انسان اور جن اور فرشتے ہیں ایسا ہی انسان
العیون میں ہے تفسیر لباب التاویل فی معالم التنزیل مطبوعہ مصر جلد رابع صفحہ ۲۶ میں ہے وقولہ
صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فوضع یدہ بین کتفی حتی وجدت بردہا بین
ثدیی بنا ویلہ ان المراد بالید المنۃ والرحمۃ وذلک شائع فی لغۃ العرب
فیکون معناہ عطاء الاخیار واکرام اللہ تعالٰی ایاہ وانعامہ علیہ وان شرح صدرہ ونور

تقریر مسئلہ

[illegible]

مخالفین کی تحریروں کے جواب میں قلم اٹھایا جائے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مسئلہ کو مختصر طور پر لکھدیا جائے
تقریر مسئلہ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم نور مجسم سیدنا و مولانا محمد مصطفےٰ صلے اللہ
تعالےٰ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کو جمیع اشیاء جملہ کائنات یعنی تمام ممکنات حاضرہ و غائبہ
کا علم عطا فرمایا۔ بدء الخلق یعنی ابتدائے آفرینش سے دخول جنت و دوزخ تک سب مثل کف
دست ظاہر کر دکھایا۔ خود ارشاد فرمایا الرحمٰن علم القرآن اس آیۂ شریفہ سے صاف ظاہر ہے
کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے سرور کائنات کو قرآن کی تعلیم فرمائی اور قرآن شریف میں تمام اشیاء کا بیان
ونزلنا علیک الکتاب تبیاناً لکل شیٔ پس جب کلام پاک ہر چیز کا بیان اور سرور اکرم اسکے
عالم تو بے شبہ سرور اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جملہ اشیاء کے عالم ہوئے حکی ابن سراقۃ فی کتاب الاعجاز
عن ابی بکر بن مجاهد انه قال یوماً من شیٔ فی العالم الا وھو فی کتاب اللہ فقیل له
فاین ذکر الخانات فقال فی قوله لیس علیکم جناح ان تدخلوا بیوتاً غیر مسکونة
فیھا متاع لکم فھی الخانات (اتقان صفحہ ٣٦٩) ابن سراقہ نے کتاب الاعجاز میں ابوبکر
بن مجاہد سے حکایت کی انھوں نے ایک روز یہ کہا کہ کوئی چیز جہاں میں ایسی نہیں جسکا ذکر کلام اللہ
شریف میں نہ ہو کسی نے کہا کہ سراؤں کا ذکر کہاں ہے فرمایا کہ اس آیت میں لیس علیکم جناح ان تدخلوا
الآیۃ اب ثابت ہوا کہ تمام اشیاء کا ذکر قرآن پاک میں ہوا اور حضرت اُس کے عالم تو تمام اشیاء
کے عالم ہوئے قوله تعالےٰ خلق الانسان علمه البیان (وفی معالم التنزیل) قال
ابن کیسان خلق الانسان یعنی محمداً صلے اللہ علیہ وسلم علمه البیان یعنی بیان ما
کان وما یکون (وفی التفسیر الحسینی) یا بوجود آورد محمد را و بیاموزانید وے را بیان آنچہ
بود و ہست و باشد آیہ شریفہ کا مطلب ان دونوں تفسیروں کی بموجب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے محمد صلے
اللہ علیہ وسلم کو پیدا کر کے علوم ماکان و ما یکون سے سرفراز و ممتاز فرمایا یعنی گذشتہ و آئندہ اور یہ واضح رہے کہ
حضور سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے ہم جمیع غیوب غیر متناہیہ کا علم ثابت کرتے ہیں نہ جملہ
معلومات الٰہیہ کا حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ کے علم کو علم الٰہی سے کوئی نسبت نہیں ذرہ کو آفتاب سے
اور قطرہ کو سمندر سے جو نسبت ہو وہ بھی یہاں متصور نہیں کہاں خالق اور کہاں مخلوق مماثلت
و مساوات کا تو ذکر ہی کیا علم الٰہی کے حضور تمام مخلوق کے علوم اقل قلیل ہیں کوئی ہستی نہیں رکھتے

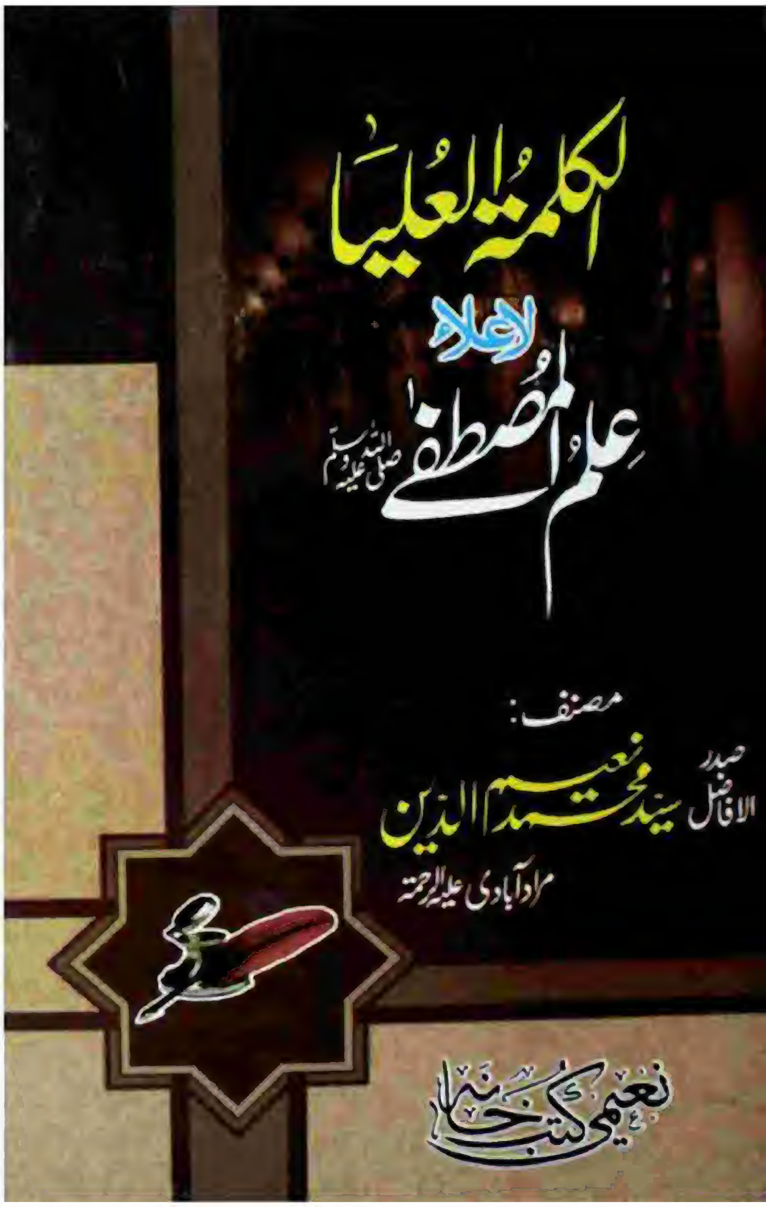

شراکت نہیں پائی جاتی۔ہم نے دلائل قطعیہ سے ثابت کر دیا ہے کہ معلومات الٰہیہ کا محدود ہونا عقلاً بھی باطل ہے شرعاً بھی باطل۔ وہابی جب آئمہ دین اور ان کے پیروؤں کی کتابیں پڑھتے ہیں اور ان میں حضور ﷺ کے علوم غیبیہ کو قرآن و احادیث کی روشنی میں مطالعہ کرتے ہیں اور اس مقام پر پہنچتے ہیں کہ حضور ﷺ کو روز اول سے روز آخر تک کے تمام گزشتہ اور آئندہ واقعات کا علم ہے تو یہ لوگ اُن پر کفر اور شرک کے فتوی صادر کرنے لگتے ہیں اور الزام لگاتے ہیں کہ انہوں نے علوم الٰہی اور علم النبی کو برابر قرار دے دیا ہے۔ یہ فیصلہ کرنے والے نہایت خبطی اور غلط اندیش لوگ ہیں۔ یہ خود کفر و شرک کے گڑھوں میں گرتے جاتے ہیں۔ ان لوگوں نے محدود اور معدود علوم کو اللہ تعالیٰ کے غیر محدود اور لامتناہی علوم کا ہم پلہ قرار دے دیا۔ یہ کفر کی شہادت دیتے ہیں کہ اللہ اور مخلوق کا علم ہم پایہ ہے (استغفر اللہ)۔ اگر ان کے ہاں علم الٰہی لامتناہی ہوتا یا مقدار سے زیادہ ہوتا تو وہ حضور ﷺ کے علوم جو معدود اور عطائی ہیں کس طرح برابر قرار دیتے۔ وہ مساوات علوم خالق و مخلوق میں نہ پڑتے۔ جب وہ اپنی جہالت آمیز عقل کا مظاہرہ کرتے ہیں تو اللہ کے علم لامتناہی سے مذاق کرتے ہیں اور اسے ناقص بتاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو غرق کرے اور ان کے فتنوں سے ہمیں محفوظ رکھے۔

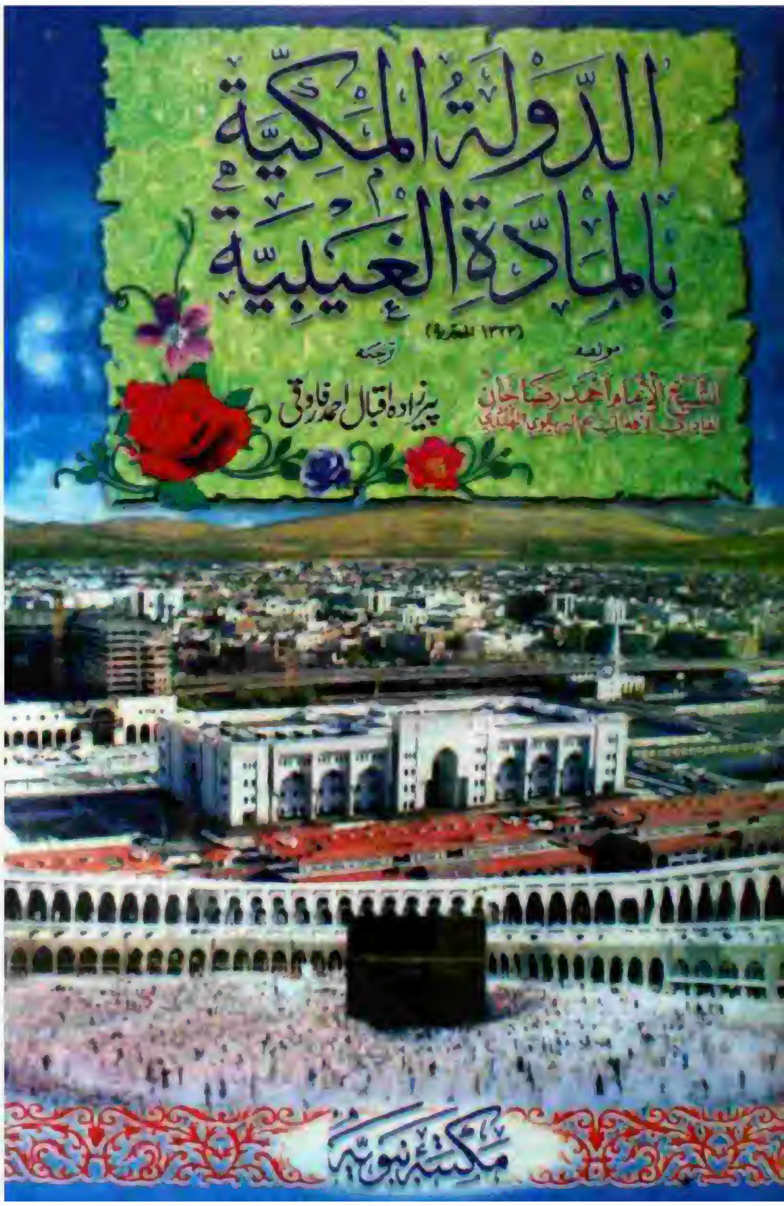

اس حقیقت کا ترجمان ہے کہ آپ تمام علوم کلی اور جزئی سے واقف تھے۔ اور آپ نے ان تمام علوم کا احاطہ فرمالیا تھا۔ جوارض وسموات کے متعلق ہیں۔

علامہ خفاجی شفا شریف کی شرح نسیم الریاض میں اور علامہ زرقانی نے شرح المواہب اللدنیہ میں حضرت ابوذر اور حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہما کی روایت کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے۔ زمین وآسمان کے درمیان کوئی ایسا پرندہ نہیں جسکے احوال وتفصیلات کی حضور نے خبر نہ دی ہو۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حضور ﷺ نے زمین وآسمان کے ذرّے ذرّے کے بارے میں وضاحت فرمادی تھی اور کوئی مجمل اور مفصل بات باقی نہیں تھی جسے آپ نے بیان نہ فرمایا ہو۔

امام احمد قسطلانی فرماتے ہیں اس بات میں ذرہ بھر شبہ نہیں کیا جا سکتا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے بھی زیادہ علم دیا ہے اور حضور ﷺ پر تمام اگلے پچھلے لوگوں کے حالات اور علوم افشاء فرمادیئے تھے۔ حضرت امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

وَسِعَ العٰلمین علماً وحکماً ترجمہ: محیط جملہ عالم علم مصطفائی ہے۔

امام ابن حجر مکی شرح افضل القریٰ میں لکھتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے جب حضور کو سارے جہاں کا علم عطا فرمایا تو حضور ﷺ نے سابقہ اور آئندہ لوگوں کے تمام حالات معلوم

ل آٹھ گھنٹے کی تصنیف کے دوران میرے پاس کوئی کتاب نہ تھی [illegible] ہیں۔ مجھے الا کے بعد کے لفظ میں تردد واقع ہوا [illegible] لکھ دیا کما قال رسول اللہ۔ وطن واپس آیا تو کتابوں کا مطالعہ کیا [illegible] پہلے لفظ سے پہلے لفظ قد کا اضافہ پایا۔ یعنی لا قد رأیتہ اسی طرح صحیح بخاری میں بھی متفق الفاظ میں دیکھا۔

(احمد رضا خان)

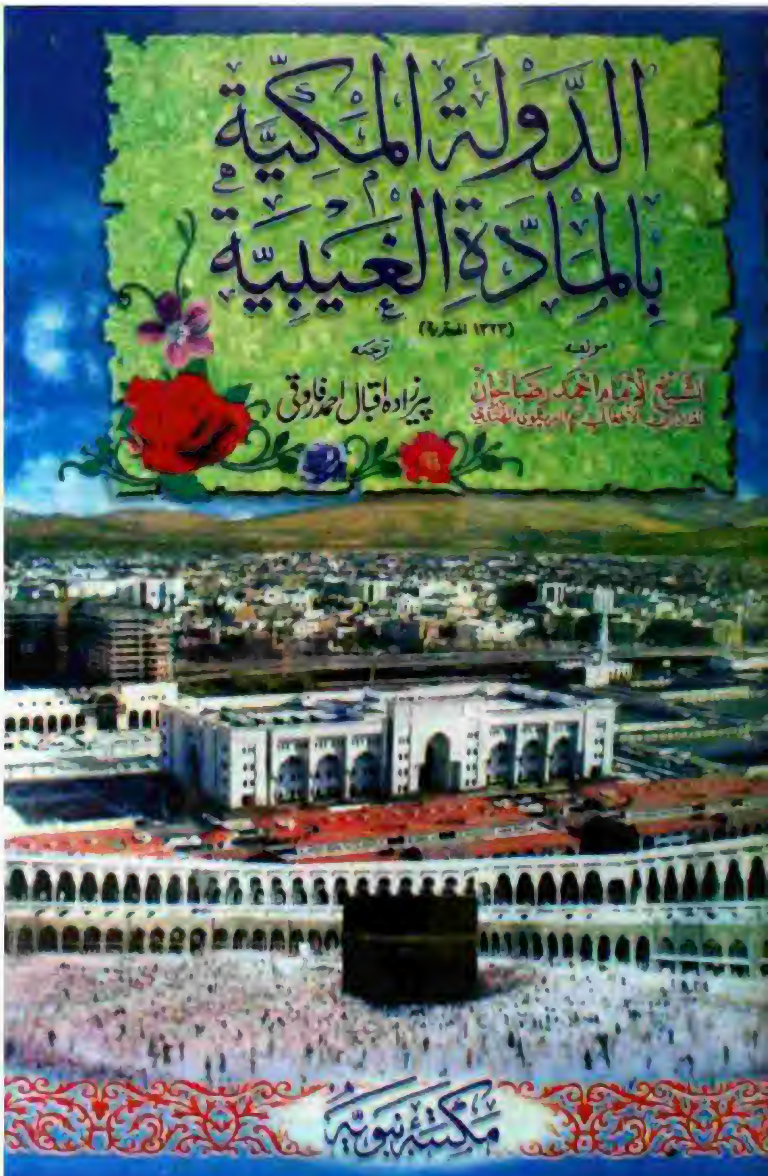

جانتے تھے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔"

ان کے بڑے گنگوہی نے اپنی 'براہین قاطعہ' میں لکھا تھا:

"نبی ﷺ دیوار کے پیچھے کا حال بھی نہ جانتے تھے۔" اور پھر اس نے اس قول کو حضور ﷺ کی حدیث بنا کر پیش کر کے نہایت بے حیائی کا مظاہرہ کیا۔ اور اس قول کی نسبت حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے کر دی۔ حالانکہ حضرت شیخ محدث نے تو اسے اِشکال کے طور پر بیان فرماتے ہوئے لکھا تھا۔ "نہ یہ حدیث ہے نہ یہ روایت صحیح ہے۔"

اور اپنی کتاب 'مدارج النبوت' میں اس کی تصریح فرما دی۔ وہابیہ کا یہ الزام اگر قرآن پاک کی آیات، احادیث نبویہ، آئمہ دین کے اقوال اور متقدمین کی کتابوں کے سامنے پرکھا جائے تو اسکی کیا حیثیت رہ جاتی ہے؟ ساری دنیا اس بات کی شہادت دیتی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اگلے پچھلے علوم سے واقف تھے۔ ماضی اور مستقبل کے واقعات سے باخبر تھے اور اللہ کی بنائی ہر چیز ان پر روشن تھی۔ اور ہر ذرہ ذرہ ان کے سامنے تھا۔

اب وہابیہ کا یہ کہنا کہ حضور محض اتنا ہی جانتے تھے جتنا وحی کے ذریعہ بتا دیا گیا۔ یہ بات درست ہے مگر ان کا انداز بیان درست نہیں۔ جب وہ کہتے ہیں کہ بعض مغیبات بعض اوقات حضور پر واضح کر دیئے گئے۔ ہم بھی یہ مانتے ہیں جمیع معلومات الٰہیہ کا احاطہ کرنا مخلوق کے لئے ناممکن ہے۔ مگر ہم اس بات پر اصرار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ فرمایا کہ عنقریب ہم آپ کو وہ کچھ سکھا دیں گے جو آپ کے علم میں نہیں تھا۔ یہ سکھانا واقعی بذریعہ قرآن پاک تھا۔ اور قرآن پاک یک وقت نازل نہیں ہوا بلکہ تیئیس سالوں میں نازل ہوتا رہا۔ اس سے اوقات اور معلومات میں بعض ہونا درست ہے مگر اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ وہابیہ اس انداز پر علیم خداوندی کو اندک قلیل اور حقیر کہہ کر

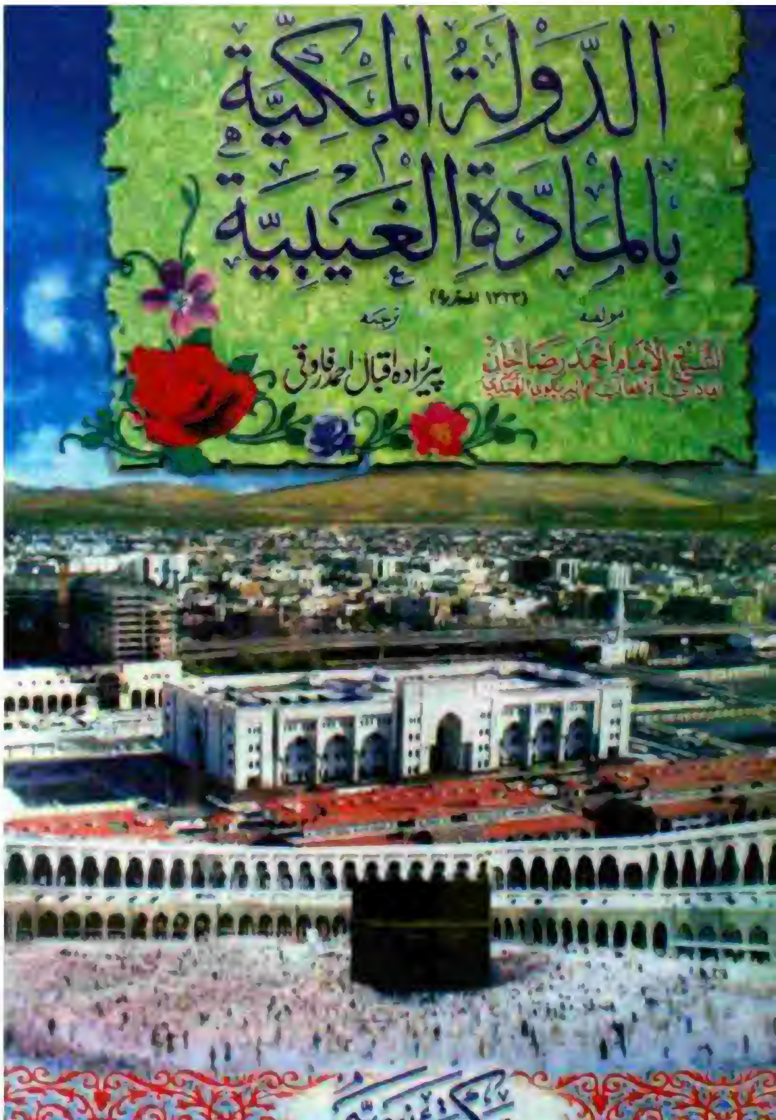

عَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ وَکَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا ٥ (سورۃ النساء ۱۳)

ترجمہ: جو کچھ آپ کو نہ آتا تھا اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتادیا اور یہ آپ پر اللہ کا عظیم فضل ہے۔

اب میری گذارش سُنیے

اس آیۂ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک ﷺ پر احسان فرماتے ہوئے اعلان کیا کہ جو کچھ آپ نہ جانتے تھے مَیں نے آپ کو بتادیا۔ اس احسان کے اظہار کے بعد فرمایا 'یہ اللہ کا بڑا عظیم فضل تھا'۔ عالم ماکان و مایکون کا انعام بھی عام بات نہیں تھی۔ ماکان و مایکون کا ایک ایک لفظ لوح محفوظ میں موجود تھا۔ حضور ﷺ کو لوح محفوظ کا علم عطا فرمایا۔ پھر ساری دُنیا کے علاوہ آخرت کا علم بھی دیا۔ قیامت برپا ہونے کے واقعات کا علم بھی عطا فرمایا۔ کائنات کی تمام چیزیں قرآن کی زبان میں "متاع قلیل" (النساء ۱۹۷) ہیں جسے اللہ تعالیٰ قلیل فرماتا ہے۔ انکا علم عطا فرمانے کے بعد اللہ تعالیٰ کا اپنے حبیب ﷺ پر احسان جتانا کوئی بڑی بات نہیں تھی۔ بادشاہ قلیل انعامات پر احسان نہیں جتایا کرتے۔ ہاں کوئی غیر معمولی اور کثیر انعام ہو تو احسان کی بات ہوتی ہے۔ چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ کو قیامت اور آخرت کے علوم کثیر عطا فرمائے۔ حشر و نشر، حساب و کتاب اور ثواب و عتاب کے تمام درجات اور مراحل کا علم دیا گیا۔ لوگ جنت دوزخ میں اپنے اپنے مقامات پر پہنچیں گے۔ ان مقامات کے بعد کے علوم بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کرم ﷺ کو عطا فرما دیے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے اللہ کو اس کی ذات وصفات سے پہچانا جس کا علم سوائے خدا کے اور کسی کے ذہن وفکر میں نہیں آسکتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو یہ انعامات عطا فرمائے پھر اپنے احسان اور فضل عظیم کا اظہار فرمایا۔

لوح و قلم کا علم

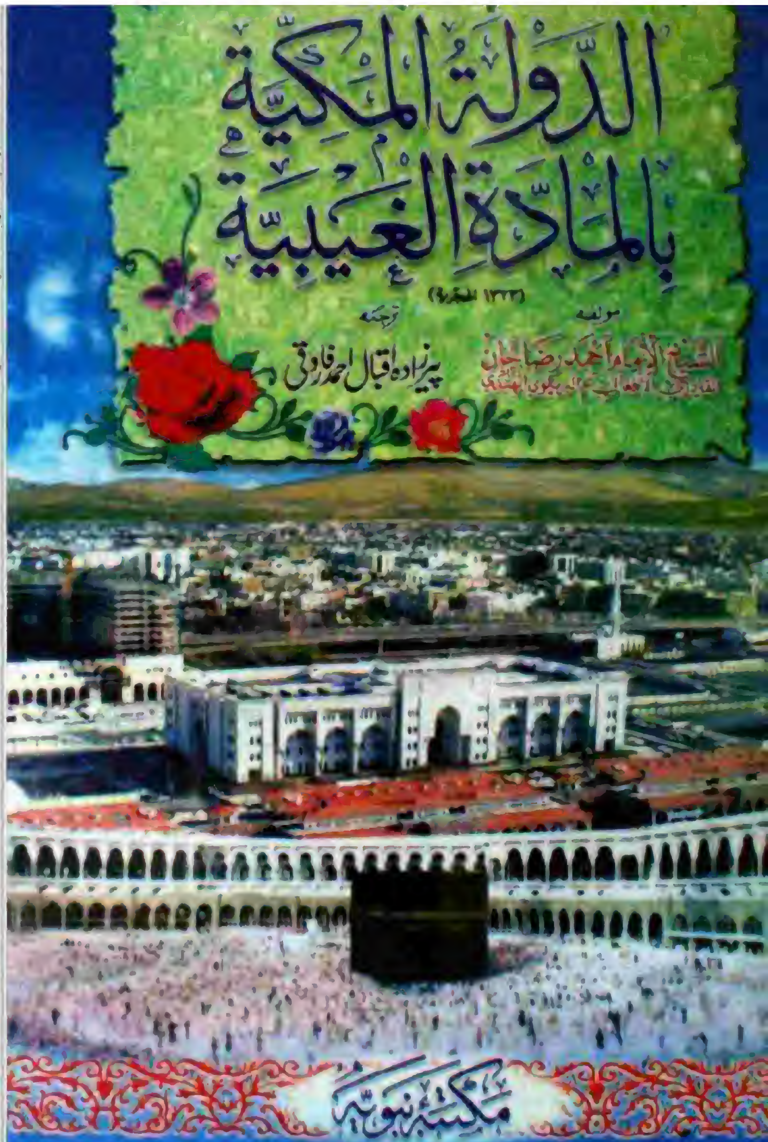

اس سے یہ ثابت ہوا کہ لوح محفوظ کا سارا علم ہمارے نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بے پناہ علوم کے سمندروں کا ایک قطرہ ہے۔ اس مقام پر علامہ امام اجل بوصیری رحمۃ اللہ علیہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں:

فَاِنَّ من جُودِکَ الدنیا و ضرتها　　　ومن علومک علم اللوح والقلم ؕ

ترجمہ: آپ کی بخشش کا دُنیا اور اس کے لوازمات تو ایک حصہ ہیں۔ اور آپ کے علوم کے سامنے لوح وقلم ایک ذرہ ہیں۔

حضرت امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے مِنْ کا لفظ استعمال کیا ہے جو بعض پر دلالت کرتا ہے۔ اب یہ حضور ﷺ کے علوم کو معدود اور محدود پیمانوں میں ناپنے والے علامہ بوصیری کے ایمان پر غیض وغضب کا اظہار کریں گے۔ غم وغصہ میں جل مریں گے۔

حضرت ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری زُبدۃ شرح قصیدہ بُردہ میں اس شعر کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ علم لوح سے مطلب قدسی نقوش اور غیبی صورتیں ہیں جو اس پر ثبت ہیں اور علم قلم سے مراد یہ ہے اللہ تعالیٰ کی وہ امانتیں جو اُس نے اپنی مرضی سے محفوظ رکھیں ہیں۔ لوح وقلم کے علوم حضور ﷺ کے بے پناہ علوم کا ایک حصہ یا ذرہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ حضور ﷺ کے علموں کی بہت سی قسمیں ہیں۔ کلیات، جزئیات، حقائق ودقائق اور عوارف ومعارف جنہیں ذات الٰہیہ سے تعلق ہے۔ لوح وقلم کا علم حضور ﷺ کے علوم مکتوبہ پر حاوی نہیں۔ ہاں حضور ﷺ کے علوم کی ایک سطر ہے۔ حضور ﷺ کے علموں کے سمندروں کی ایک نہر ہے۔ پھر یہ لوح وقلم کے علوم حضور کی برکات کا نتیجہ ہیں۔

ناظرین کرام! علامہ بوصیری اور حضرت مُلا علی قاری کی تشریح وتفصیل سے حضور ﷺ کے علوم کی وسعت کا اندازہ ہوتا ہے۔ مگر حق کی روشنی سے روگرداں اور حضور نبی کریم ﷺ کی عظمت کے منکران پر یہ بات تسلیم کرنا کتنا گراں ہے اور کس قدر دشوار ہے!!

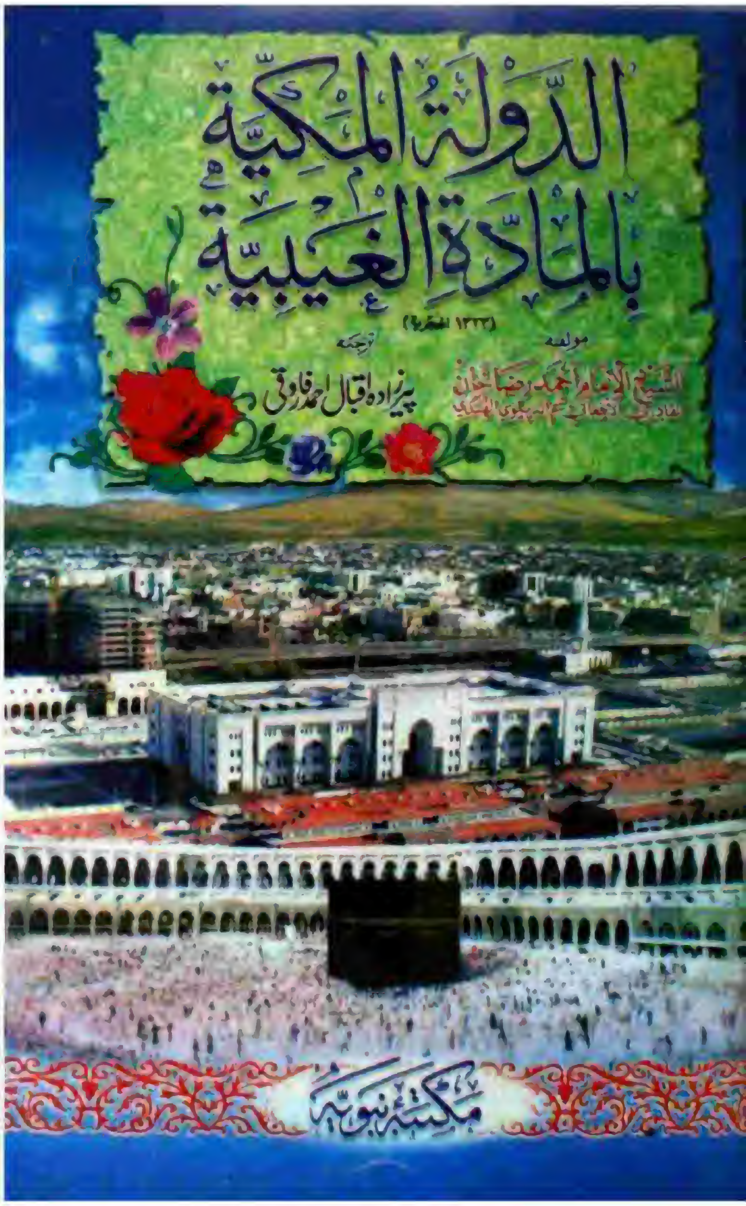

٤٩٦
٩٢

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کا ہے سایہ تجھ پر
بول بالا ہے ترا ذکر ہے اُونچا تیرا

الحمد للہ کہ کتاب لاجواب نافع شیخ وشاب مفید عاقل موقظ غافل
مسمّٰی بہ

جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ

المعروف

فیصلہ مسائل

(جلد اوّل)

اضافاتِ جدیدہ وضمیمہ عجیبہ کے ساتھ
جس میں موجودہ زمانہ کے عام مختلف فیہ مسائل کا نہائیت محققانہ مدلل فیصلہ کر دیا گیا ہے

مُصنّفہ

حضرت حکیم الامت مولانا المفتی الحاج احمد یار خاں صاحب اوجھانوی بدایونی مدظلہ
سرپرست مدرسہ غوثیہ گجرات پاکستان

باھتمام
محمد اقتدار خاں عرف مصطفٰے میاں

ناشر:۔ مفتی اقتدار احمد خان مالک نعیمی کتب خانہ گجرات

يُظْهِرُهٗ عِنْدَ قُرْبِ الْقِيٰمَةِ ۔

تعالیٰ قیامت کے قریب ظاہر فرما دیگا۔

تفسیر عزیزی صفحہ ۱۷۳۔ آنچہ بہ نسبت ہر مخلوقات غائب است غائب مطلق است مثل وقت آمدن قیامت واحکام تکوینیہ وشرعیہ باری تعالیٰ در ہر روز و ہر شریعت ومثل حقائق ذات وصفات او تعالیٰ علی سبیل التفصیل ایں قسم را غیب خاص او تعالیٰ نیز می نامند فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا پس مطلع نمی کند بر غیب خاص خود ہیچکس را مگر کسی را کہ پسند میکند واں کس رسول باشد خواہ از جنس ملک و خواہ از جنس بشر مثل حضرت محمد مصطفٰے علیہ السلام او را اظہار بعضے از غیوب خاصہ خود می فرماید۔

جو چیز تمام مخلوقات سے غائب ہو وہ غائب مطلق ہے جیسے قیامت کے آنے کا وقت اور ہر روزانہ اور ہر چیز کے پیدائشی اور شرعی احکام اور جیسے پروردگار کی ذات وصفات بطریق تفصیل اس قسم کو رب تعالیٰ کا خاص غیب کہتے ہیں پس اپنے خاص غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا۔ اس کے سوا جس کو پسند فرماوے اور وہ رسول ہوتے ہیں خواہ فرشتے کی جنس سے ہوں یا انسان کی جنس سے جیسے حضرت محمد مصطفٰے علیہ السلام ان کو اپنے بعض خاص غیب پر ظاہر فرماتا ہے۔

تفسیر خازن میں اسی آیت اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى کے ماتحت ہے اِلَّا مَنْ يَّصْطَفِيْهِ لِرِسَالَتِهٖ وَنُبُوَّتِهٖ فَيُظْهِرُهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنَ الْغَيْبِ حَتّٰى يَسْتَدِلَّ عَلٰى نُبُوَّتِهٖ بِمَا يُخْبِرُ بِهٖ مِنَ الْمُغَيَّبَاتِ فَيَكُوْنُ ذٰلِكَ مُعْجِزَةً لَّهٗ

سوا اس کے جس کو اپنی نبوت اور رسالت کیلئے چن لیا پس ظاہر فرماتا ہے جس پر چاہتا ہے غیب تاکہ اُنکی نبوت پر دلیل پکڑی جاوے اُن غیبی چیزوں سے جس کی وہ خبر دیتے ہیں پس یہ اُن کا معجزہ ہوتا ہے۔

روح البیان میں اسی آیت کے ماتحت ہے قَالَ ابْنُ الشَّيْخِ اَنَّهٗ تَعَالٰى لَا يُطْلِعُ عَلَى الْغَيْبِ الَّذِيْ يَخْتَصُّ بِهٖ تَعَالٰى عِلْمُهٗ اِلَّا الْمُرْتَضٰى الَّذِيْ يَكُوْنُ رَسُوْلًا وَمَا لَا يَخْتَصُّ بِهٖ يُطْلِعُ عَلَيْهِ غَيْرَ الرَّسُوْلِ

ابن شیخ نے فرمایا کہ رب تعالیٰ اس غیب پر جو اس سے خاص ہے کسی کو مطلع نہیں فرماتا سوائے برگزیدہ رسول کے اور جو غیب کہ رب سے خاص نہیں اس پر غیر رسول کو بھی مطلع فرما دیتا ہے۔

اس آیت اور ان تفاسیر سے معلوم ہوا کہ خدائے قدوس کا خاص علم غیب حتٰی کہ قیامت کا علم بھی حضور علیہ السلام کو عطا فرمایا گیا اب کیا شے ہے جو علم مصطفٰے علیہ السلام سے باقی رہ گئی۔

(۱۷) فَاَوْحٰۤى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى ۔

اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی۔

مدارج النبوۃ جلد اوّل وصل رویۃ الٰہی میں ہے۔

فَاَوْحٰى الآیۃ بتمام علوم ومعارف وحقائق وبشارات

معراج میں رب نے حضور علیہ السلام پر جو سارے علوم

ہے۔ نیز یہاں لَکُمْ میں کفار سے خطاب ہے یعنی اے کافرو میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس خزانے ہیں تم چور ہو۔ چوروں کو خزانے نہیں بتائے جاتے۔ تم شیطانوں کی طرح اسرار کی چوری نہ کرلو۔ رب تعالےٰ نے بھی شیطان کو آسمان پر جانے سے اسی لیئے روکا کہ وہ چور ہے۔ یہ تو صدیق سے کہا جاویگا کہ مجھے خزائن الٰہیہ کی کنجیاں سپرد ہوئیں نیز یہاں عِنْدِی فرما کر بتایا کہ خزانہ میرے پاس نہیں میری ملک میں ہیں۔ کیونکہ خزانہ خزانچی کے پاس اور مالک کی ملک میں ہوتا ہے۔ میں خزانچی نہیں۔ کیا نہ دیکھا کہ ان کے اشارہ پر بادل برسا۔ ان کی انگلیوں سے چشمے جاری ہوئے۔

(۲) وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ۔

اور اگر میں غیب جان لیا کرتا تو یوں ہوتا کہ میں نے بہت بھلائی جمع کرلی۔

اس آیت کے بھی مفسرین نے تین مطلب بتلائے ہیں۔ ایک یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ کلام بطور انکسار کے ہے۔ دوسرے یہ کہ اس میں تمام معلومات الٰہیہ جاننے کی نفی کرنا مقصود ہے تیسرے یہ کہ علم غیب ذاتی کی نفی ہے۔

نسیم الریاض میں اسی آیت کے ماتحت ہے۔

قَوْلُهٗ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ فَاِنَّ الْمَنْفِيَّ عِلْمُهٗ مِنْ غَيْرِ وَاسِطَةٍ وَاَمَّا اِطِّلَاعُهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِاِعْلَامِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَاَمْرٌ مُتَحَقِّقٌ بِقَوْلِهٖ تَعَالٰى فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ۔

علم غیب کا ماننا اس آیت کے منافی نہیں کہ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ الخ کیونکہ نفی علم بغیر واسطہ کی ہے لیکن حضور علیہ السلام کا غیب پر مطلع ہونا اللہ کے بتانے سے واقع ہے رب تعالیٰ کے اس فرمان کی وجہ سے کہ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ الخ کل معلومات الٰہیہ جاننے کی نفی ہے

شرح مواقف میں میر سید شریف فرماتے ہیں۔

اَلْاِطِّلَاعُ عَلٰى جَمِيْعِ الْمُغَيَّبَاتِ لَا يَجِبُ لِلنَّبِيِّ وَلِذَا قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ (الْاٰيَة) وَجَمِيْعُ مُغَيَّبَاتٍ غَيْرُ مُتَنَاهِيَةٍ۔

تمام غیبوں پر مطلع ہونا نبی کیلئے ضروری نہیں اسی لیئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ الآیۃ تمام غیب غیر متناہی ہیں۔ یہ کلام انکسار کے طور پر ہے۔

صاوی حاشیہ جلالین میں ہے یہی آیت۔ اِنْ قُلْتَ اَنَّ هٰذَا يُشْكِلُ مَعَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ

اگر تم کہو کہ یہ آیت گذشتہ کلام کے خلاف ہے۔ کہ حضور علیہ السلام کو تمام دینی و دنیاوی غیبوں پر مطلع

جملہ حقوق بحق مفتی اقتدار احمد خاں محفوظ ہیں

۴۸۶/۹۲

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کا ہے سایہ تجھ پر
بول بالا ہے ترا ذکر ہے اُونچا تیرا

الحمد للہ کہ کتاب لاجواب نافع شیخ و شاب مفید عاقل موقظ غافل

مسمّٰی بہ

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ

المعروف

فیصلہ مسائل

(جلد اوّل)

اضافات جدیدہ و ضمیمہ عجیبہ کے ساتھ

جس میں موجودہ زمانہ کے عام مختلف فیہ مسائل کا نہایت محققانہ مدلل فیصلہ کر دیا گیا ہے

مُصنفہ

حضرت حکیم الامت مولانا المفتی الحاج احمد یار خاں صاحب اوجھانوی بدایونی مدظلہ

سرپرست مدرسہ غوثیہ گجرات پاکستان

باھتمام

محمد اقتدار خاں عرف مصطفےٰ میاں

ناشر:- مفتی اقتدار احمد خان مالک نعیمی کتب خانہ گجرات

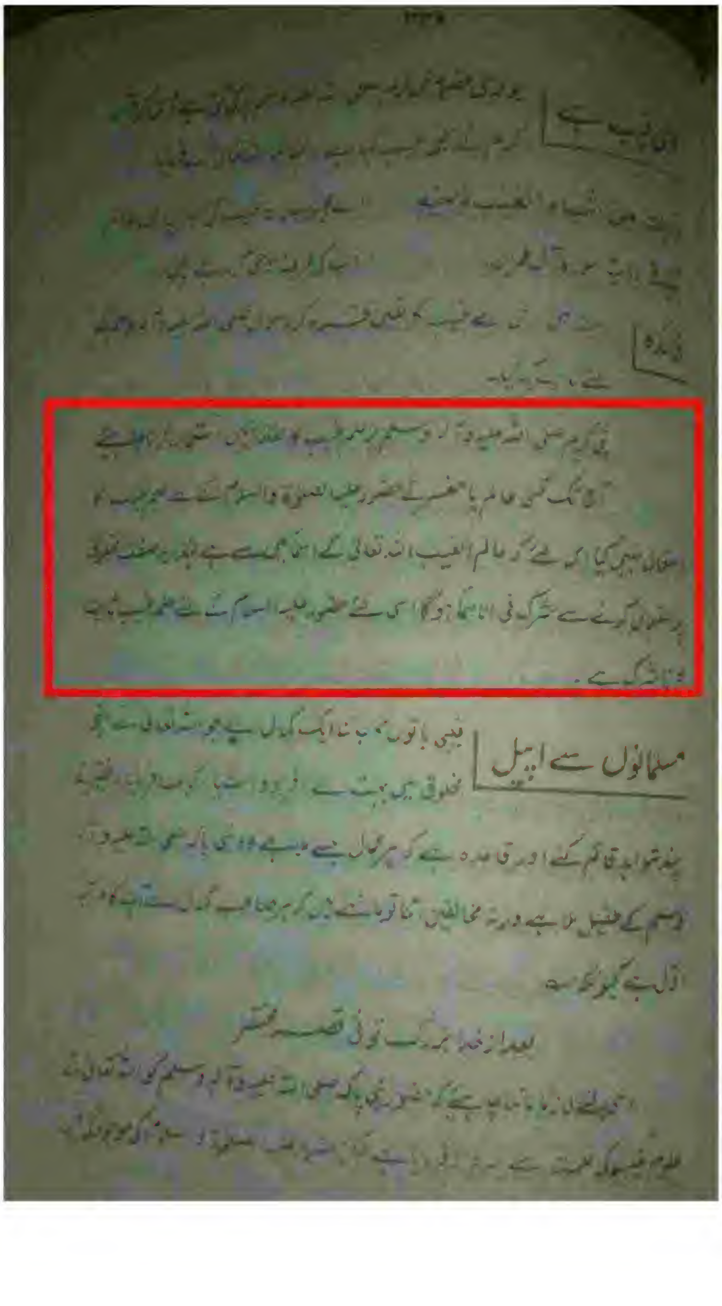
مسلمانوں سے اپیل
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

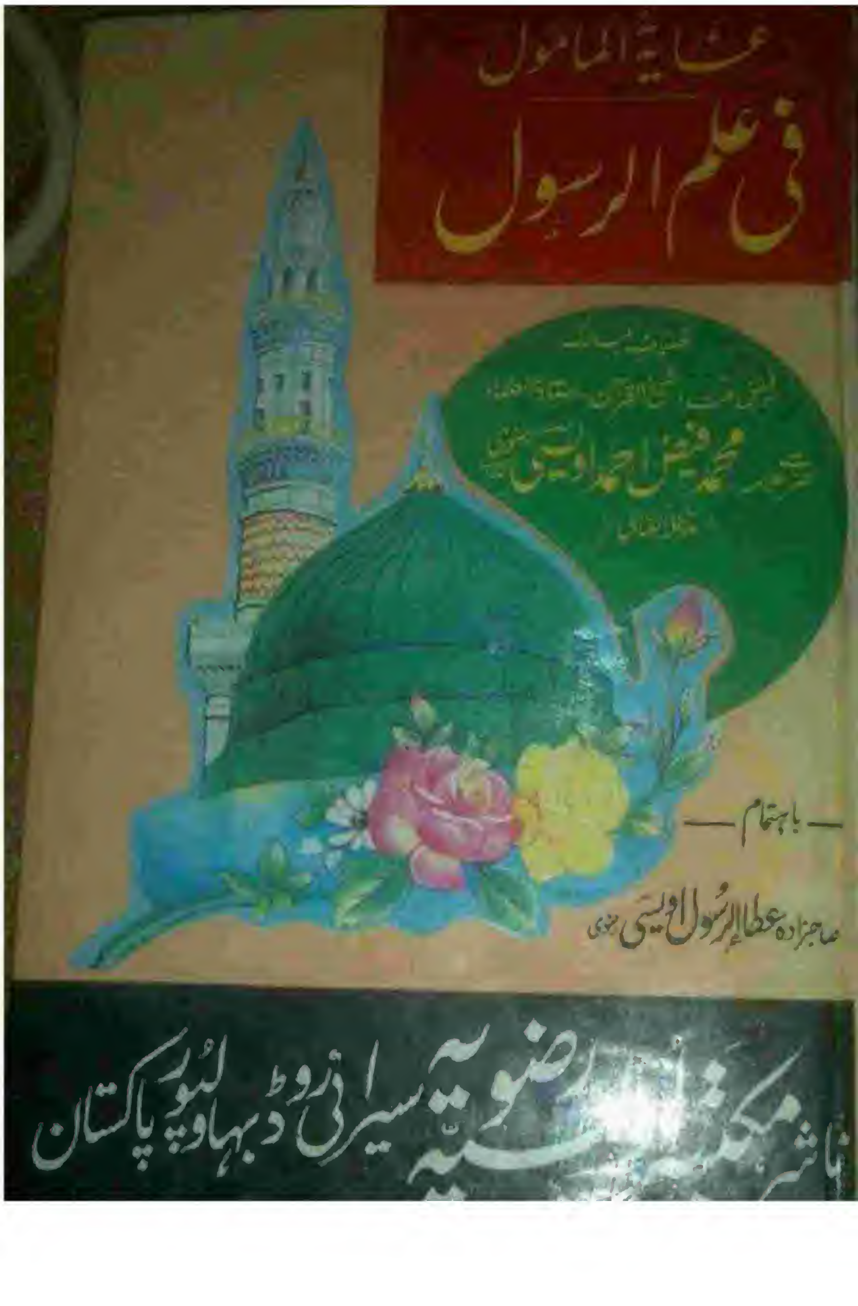
غایۃ المامول
فی علم الرسول
محمد فیض احمد اویسی
باہتمام
صاحبزادہ عطاء الرسول اویسی
سیرانی روڈ بہاولپور پاکستان

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ

اور ہم نے آپ پر اس کتاب کو نازل کیا جو ہر چیز کا روشن بیان ہے

تبیان القرآن

جلد چہارم

الاعراف ○ الانفال

علامہ غلام رسول سعیدی

شیخ الحدیث دار العلوم نعیمیہ کراچی۔ ۳۸

ناشر

فرید بک سٹال، ۳۸۔ اردو بازار، لاہور۲

علم غیب عطا ہونا اور لفظ عالم الغیب کا اطلاق اور بعض اجلہ اکابر کے کلام میں اگرچہ بندہ مومن کی نسبت صریح لفظ علم الغیب وارد ہے کمافی مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح للملا علی القاری بلکہ خود حدیث سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں سیدنا خضر علیہ الصلاۃ والسلام کی نسبت ارشاد ہے کان یعلم علم الغیب مگر ہماری تحقیق میں لفظ عالم الغیب کا اطلاق حضرت عزت عز جلالہ کے ساتھ خاص ہے کہ اس سے عرفاً علم بالذات متبادر ہے۔ کشاف میں ہے المراد بہ الخفی الذی لا ینفذ فیہ ابتداء الا علم اللطیف الخبیر ولہذا لا یجوز ان یطلق فیقال فلان یعلم الغیب (غیب سے مراد وہ پوشیدہ چیز ہے جس میں ابتداءً صرف اللہ تعالیٰ کا علم نافذ ہوتا ہے۔ اس لیے مطلقاً یہ کہنا جائز نہیں ہے کہ فلاں شخص غیب کو جانتا ہے)

اور اس سے انکار معنی لازم نہیں آتا۔ حضور اقدس ﷺ قطعاً بے شمار غیوب و ماکان و مایکون کے عالم ہیں مگر عالم الغیب صرف اللہ عزوجل کو کہا جائے گا' جس طرح حضور اقدس ﷺ قطعاً عزت و جلالت والے ہیں تمام عالم میں ان کے برابر کوئی عزیز و جلیل نہ ہے نہ ہو سکتا ہے مگر محمد عزوجل کہنا جائز نہیں بلکہ اللہ عزوجل و محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ غرض صدق و صورت معنی کو جواز اطلاق لفظ لازم نہیں نہ منع اطلاق لفظ کو نفی صحت معنی' امام ابن المنیر اسکندری کتاب الانتصاف میں فرماتے ہیں کم من معتقد لا یطلق القول بہ خشیۃ ایہام غیرہ مما لا یجوز اعتقادہ فلا ربط بین الاعتقاد و الاطلاق (کتنے عقائد ایسے ہیں جن کا مطلقاً قول نہیں کیا جاتا۔ مبادا ان کے غیر کا وہم کیا جائے جن کا اعتقاد جائز نہیں ہے' اس لیے کسی چیز کا اعتقاد رکھنے اور اس کا اطلاق کرنے میں کوئی تلازم نہیں ہے) یہ سب اس صورت میں ہے کہ مقید بقید اطلاق اطلاق کیا جائے یا بلاقید علی الاطلاق مثلاً عالم الغیب یا عالم الغیب علی الاطلاق اور اگر ایسا نہ ہو بلکہ بالواسطہ یا بالعطا کی تصریح کر دی جائے تو وہ محذور نہیں کہ ایہام زائل اور مراد حاصل۔ علامہ سید شریف قدس سرہ حواشی کشاف میں فرماتے ہیں وانما لم یجز الاطلاق فی غیرہ تعالٰی لانہ یتبادر منہ تعلق علمہ بہ ابتداء فیکون مناقضا واما اذا قید وقیل اعلمہ اللہ تعالٰی الغیب او اطلعہ علیہ فلا محذور فیہ (اللہ تعالیٰ کے غیر کے لیے علم غیب کا اطلاق کرنا اس لیے جائز نہیں ہے کیونکہ اس سے متبادر یہ ہوتا ہے کہ اس کے ساتھ علم کا تعلق ابتداءً ہے' تو یہ قرآن مجید کے خلاف ہو جائے گا لیکن جب اس کو مقید کیا جائے اور یوں کہا جائے کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے غیب کی خبر دی ہے یا اس کو غیب پر مطلع فرمایا ہے تو پھر اس میں کوئی حرج نہیں ہے)۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۹' ص ۸۱' مطبوعہ دار العلوم امجدیہ' کراچی)

نیز اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فرماتے ہیں:

علم ما فی الغد (کل کا علم) کے بارہ میں ام المومنین کا قول ہے کہ جو یہ کہے کہ حضور کو علم ما فی الغد تھا (کل کا علم تھا) وہ جھوٹا ہے۔ اس سے مطلق علم کا انکار نکالنا محض جہالت ہے علم جب کہ مطلق بولا جائے خصوصاً جب کہ غیب کی خبر کی طرف مضاف ہو تو اس سے مراد علم ذاتی ہوتا ہے۔ اس کی تصریح حاشیہ کشاف پر میر سید شریف رحمۃ اللہ علیہ نے کر دی ہے اور یہ یقیناً حق ہے کہ کوئی شخص کسی مخلوق کے لیے ایک ذرہ کا بھی علم ذاتی مانے یقیناً کافر ہے۔

(الملفوظات ج ۳' ص ۴۳' مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی' کراچی)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اور شیخ شبیر احمد عثمانی دونوں نے ہی یہ تصریح کی ہے کہ علوم اولین و آخرین کے حامل ہونے اور بکثرت غیوب پر مطلع ہونے کے باوجود نبی ﷺ کو عالم الغیب کہنا اور آپ کی طرف علم غیب کی نسبت کرنا ہر چند کہ از روئے لغت اور معنی صحیح ہے لیکن اصطلاحاً صحیح نہیں ہے۔

marfat.com

انت بمسمع من فی القبور ۔ موتے کون ہیں اجسام قبور میں کون ہیں ۔ وہی اجسام تو پھر اجسام ہی کے سننے سے انکار ہوا اور وہ یقینا حق ہے (پھر فرمایا) خود ام المومنین کا طرز عمل سماع موتی کو ثابت کر رہا ہے ۔ فرماتی ہیں کہ جب حضور اقدس ﷺ میرے حجرہ میں دفن ہوئے ۔ میں بغیر چادر اوڑھے ہوئے بے حجابانہ حاضر ہوتی اور کہتی انما ھو زوجی میرے شوہر ہی تو ہیں پھر میرے باپ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ دفن ہوئے جب بھی میں بغیر احتیاط کے چلی جاتی اور کہتی انما ھو زوجی و ابی میرے شوہر اور باپ ہی تو ہیں پھر جب عمر دفن ہوئے (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تو میں نہایت احتیاط کے ساتھ چادر سے لپٹی ہوئی حاضر ہوتی اس طرح کہ کوئی عضو کھلا نہ رہے ۔ حیاء من عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عمر کی شرم سے ۔ تو اگر ارواح کا سمع و بصر نہ مانتیں تو پھر حیا عمر کے کیا معنی ۔

(پھر فرمایا) تین باتوں میں ام المومنین کا خلاف مشہور ہے اور ان تینوں میں غلط فہمی ایک یا تو یہی سماع موتے کہ وہ سماع عرفی کا جسموں کے واسطے انکار فرماتی ہیں اور اس کو غلط فہمی سے ارواح کے سماع حقیقی پر محمول کیا جاتا ہے ۔

دوسرے ۲ معراج جسدی کے بارہ میں انکار مشہور ہے کہ ام المومنین فرماتی ہے ما فقدت جسد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جسد اقدس میرے پاس سے کہیں نہیں گیا ۔ حالانکہ آپ معراج منامی کے بارہ میں فرما رہی ہیں جو مدینہ منورہ میں ہوئی اور وہ معراج تو مکہ معظمہ میں ہوئی اس وقت ام المومنین خدمت اقدس میں حاضر بھی نہ تھیں بلکہ نکاح سے بھی مشرف نہ ہوئی تھیں اسے اس پر محمول کرنا سراسر غلط فہمی ہے ۔

تیسرے ۳ علم ما فی الغد کے بارہ میں ام المومنین کا قول ہے کہ جو یہ کہے کہ حضور کو علم ما فی الغد تھا وہ جھوٹا ہے ۔ اس سے مطلق علم کا انکار نکالنا محض جہالت ہے علم جب کہ مطلق بولا جائے ۔ خصوصا جب کہ غیب کی طرف مضاف ہو تو اس سے مراد علم ذاتی ہوتا ہے ۔

---

۱ سماع موتی میں حضرت عائشہ کس سماع کا انکار فرماتی ہیں ۔
۲ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کس معراج سے انکار فرماتی ہیں ۔
۳ علم ما فی الغد کے بارے میں حضرت عائشہ کس علم کا انکار فرماتی ہیں ۔

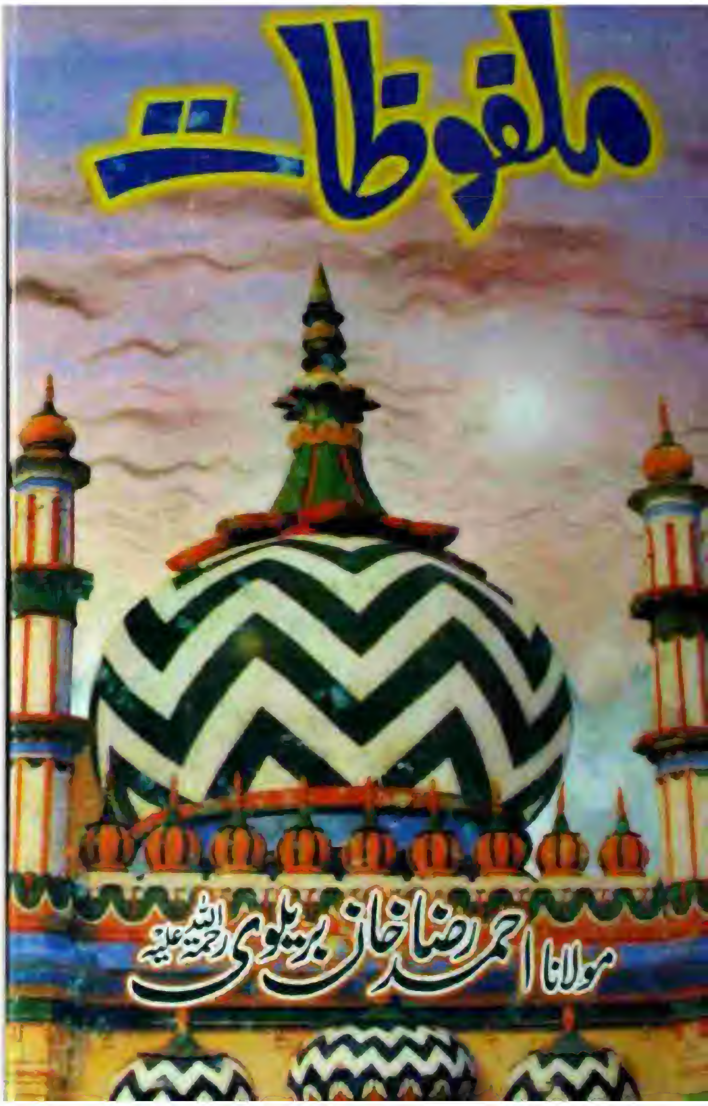

اور خلیل صلوٰۃ اللہ علیہ کا معاملہ بالعکس ہے۔ علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وما بینهما بون بسائن یعنی ان دونوں علوم میں بڑا عظیم فرق ہے قرآن وسنت سے جو عقیدہ توحید ثابت ہوتا ہے اس کا ذکر اوپر بیان ہو چکا ہے۔ اور اس بیان سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر کسی بھی نبی ﷺ کے متعلق یہ عقیدہ ہو کہ اس کو فلاں چیز کا علم نہیں ہے تو یہ عقیدہ اس امر کو مستلزم ہے کہ اس نبی کی توحید مکمل نہیں ہے۔ چہ جائیکہ افضل الانبیاء صلوٰۃ اللہ علیہ کے متعلق یہ عقیدہ ہو کہ آپ ﷺ کو فلاں چیز کا علم نہیں تھا تو بتائیے جب آپ ﷺ کی توحید مکمل نہیں ہے تو پھر دنیا میں کس کی توحید مکمل ہو سکتی ہے۔ اور بعض اہل بدعت نے عقیدہ توحید کو الٹا جامہ پہنا دیا کہ اگر کسی نبی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے متعلق یہ عقیدہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو عالم کی ہر چیز کا علم عطا فرمایا ہے تو یہ عقیدہ شرک ہے یعنی عقیدہ توحید کو جو براہین سے ثابت ہوتا ہے اس کو تو شرک قرار دیا اور ان اہل بدعت نے عقیدہ توحید یہ اختراع کیا کہ کامل موحد وہ ہے جس کو دیوار کے پیچھے کا علم نہ ہو اور پھر طرفہ یہ کہ ان اہل بدعت کے نزدیک شیطان لعین کی وسعت علمی تو نص قرآنی سے ثابت ہے اور افضل الانبیاء ﷺ کے علم پر کوئی دلیل نہیں ہے جس کا خلاصہ یہ ہوا کہ شیطان کی توحید انبیاء علیہم السلام کی توحید سے اکمل ہے۔ نعوذ باللہ من ہذہ الخرافات۔ ع

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا نام خرد

یہاں تک بندہ نے یہ واضح کیا ہے کہ ملت اسلامیہ کی اساس اول توحید کو اہل ضلالت نے کتنا غلط رنگ دیا ہے اب آیئے آپ کو دین متین کی بنیاد ثانی یعنی رسالت سے روشناس کرائیں۔ پھر اہل بدعت نے اس بنیاد میں جو قہر سامانیاں کیں ہیں ان پر سے پردہ اٹھائیں اولاً آپ کو یہ بیان کرتے ہیں کہ اہل السنت والجماعت کے نزدیک عقیدہ رسالت ﷺ کیا چیز ہے؟ قرآن پاک میں ہے۔ انی جاعل فی الارض خلیفه اس آیت مبارکہ پر یہ اشکال ہوتا ہے کہ خلیفہ اس وقت مقرر کیا جاتا ہے جب اصل کام سرانجام نہ دے سکے۔ اللہ تعالیٰ تو ہر قسم کے

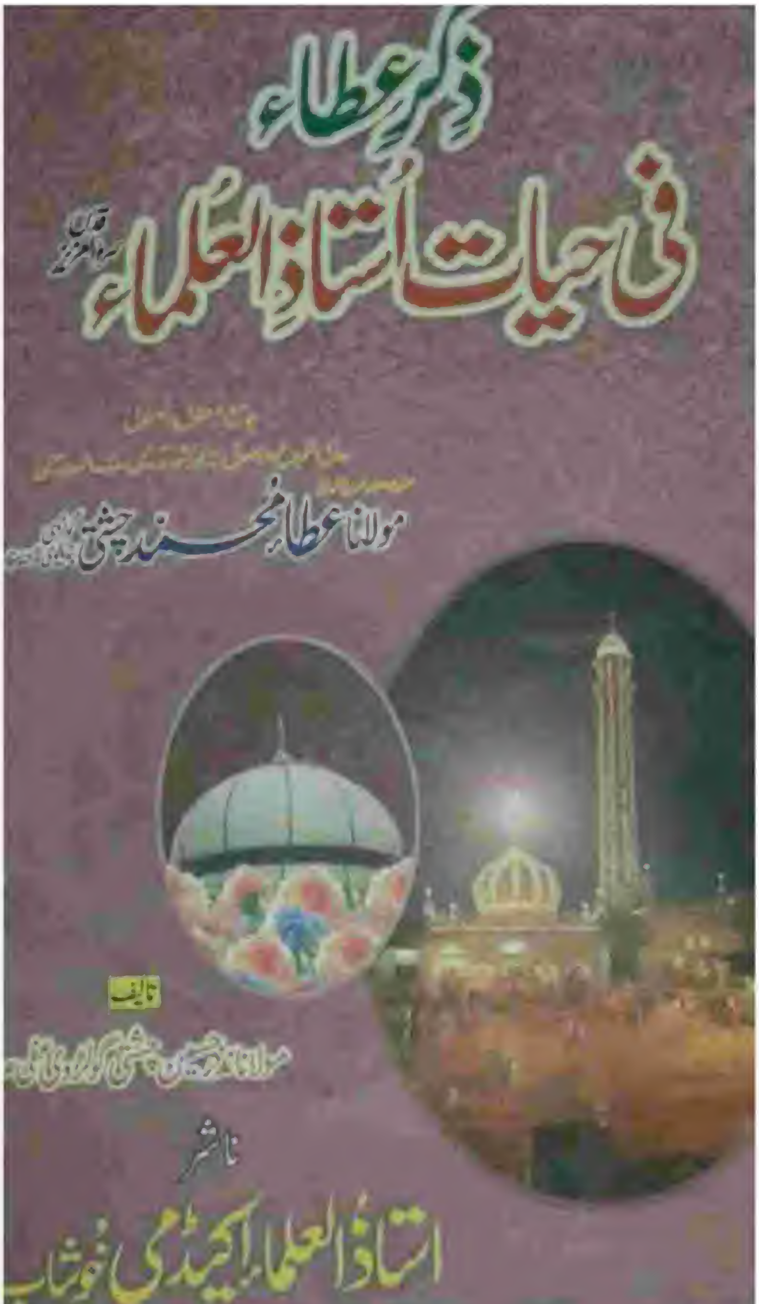

حدائقِ بخشش

۱۳۲۵ھ

(حصہ اوّل)

مُصنّف

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلویؒ

ناشر
اکبر بک سیلرز
Pn: 7352022

کعبہ کے بدر الدجیٰ تم پہ کروروں درود

کعبہ کے بدر الدجیٰ تم پہ کروروں دُرُود
طیبہ کے شمس الضحیٰ تم پہ کروروں دُرُود

شافعِ روزِ جزا تم پہ کروروں دُرُود
دافعِ جملہ بلا تم پہ کروروں دُرُود

جان و دلِ اصفیاء تم پہ کروروں دُرُود
آب و گلِ انبیاء تم پہ کروروں دُرُود

لائیں تو یہ دوسرا دوسرا جس کو ملا
کوشکِ عرش و دنیٰ تم پہ کروروں دُرُود

اور کوئی غیب کیا، تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروروں دُرُود

طور پہ جو شمع تھا، چاند تھا ساعیر کا
نیرِ فاراں ہوا تم پہ کروروں دُرُود

دل کرو ٹھنڈا مرا، وہ کفِ پا چاند سا
سینہ پہ رکھ دو ذرا تم پہ کروروں دُرُود

اللہ رے تیرے جسمِ منور کی تابشیں
اے جانِ جاں میں جانِ تجلا کہوں تجھے

بے داغِ لالہ یا قمرِ بے کلف کہوں
بے خار گلبنِ چمن آرا کہوں تجھے

مجرم ہوں اپنے عفو کا ساماں کروں شہا
یعنی شفیعِ روزِ جزا کا کہوں تجھے

اس مردہ دل کو مژدہ حیاتِ ابد کا دوں
تاب و توانِ جانِ مسیحا کہوں تجھے

تیرے تو وصف عیبِ تناہی سے ہیں بری
حیراں ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے

کہہ لے گی سب کچھ ان کے ثنا خواں کی خامشی
چپ ہو رہا ہے کہہ کے میں کیا کیا کہوں تجھے

لیکن رضاؔ نے ختمِ سخن اس پہ کر دیا
خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

حدائقِ بخشش

۱۳۲۵ھ

(حصہ اوّل)

مُصنّف

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلویؒ

ناشر
اکبر بک سیلرز
[illegible] Pn: 7352022

حضور ﷺ کی توہین کے مرتکب ہوتے ہیں۔ یہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اپنے جیسے کمینہ نفسوں پر قیاس کرتے ہیں۔ یہ عادت قدیم مشرکین میں بھی پائی جاتی تھی وہ اپنے رسولوں سے کہا کرتے تھے مَا اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا (یٰس۔۱۵) ترجمہ: ''تم ہمارے جیسے ہی بشر ہو۔''

اس صورت حال کو نگاہ میں رکھا جائے تو وہابیہ مشرکین قدیم سے بھی بدتر نظریات رکھتے ہیں۔ مشرکین تو نبوت سے انکار ہی کر دیتے تھے۔ اور انبیاء کرام کو عام آدمی جانتے ہوئے کہا کرتے تھے ''تم ہمارے جیسے ہی بشر ہو''۔ اپنی علمی معلومات کی بڑائی کیوں کرتے ہو۔ مگر وہابیہ نبوت پر ایمان لانے کے بعد حضور ﷺ کو خاتم الانبیاء اور افضل الرسل تسلیم کر لینے کے باوجود رسولوں کو اپنے جیسا بشر کہہ کر پکارتے ہیں۔

ہم اس اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں جو مُقَلِّبُ القُلُوب ہے۔ جو آنکھوں کو بصارت عطا فرماتا ہے۔ یہ نظریاتی بیماری اُنہیں یوں لگی کہ حضور ﷺ کے لئے ''عالم ما کان وما یکون'' ماننا ان کے لئے بہت بڑا مقام محسوس ہوتا ہے اور ان کی بودی عقلوں کے سامنے حضور ﷺ کا اس مقام پر فائز ہونا نا قابل فہم ہے۔ چہ جائیکہ وہ دوسرے انبیاء اور اولیاء کو عظمت کا مقام دیں ان کے ہاں تو اللہ تعالیٰ کی اُلوہیت اور بلندی کی پہچان بھی مشکل ہے۔ اس کے احکام اور قدرت کی وسعت سے بے خبر ہیں۔ پھر رسولوں کو اپنی عقل کے ترازو میں رکھا۔ جس مقام کا علم انکی عقل وفکر میں نہ آیا اس سے انکار کر دیا اور اسے جھٹلا دیا۔ جہاں تک ان کی عقل نے اجازت دی تسلیم کر لیا۔

ہم اہلسنت گروہ حق ہیں۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ روز ازل سے جو کچھ گزرا اور روز آخر تک جو کچھ آئے گا وہ ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جملہ علوم نہیں بلکہ آپ کے علوم میں سے ایک ذرہ ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی نص ہے:

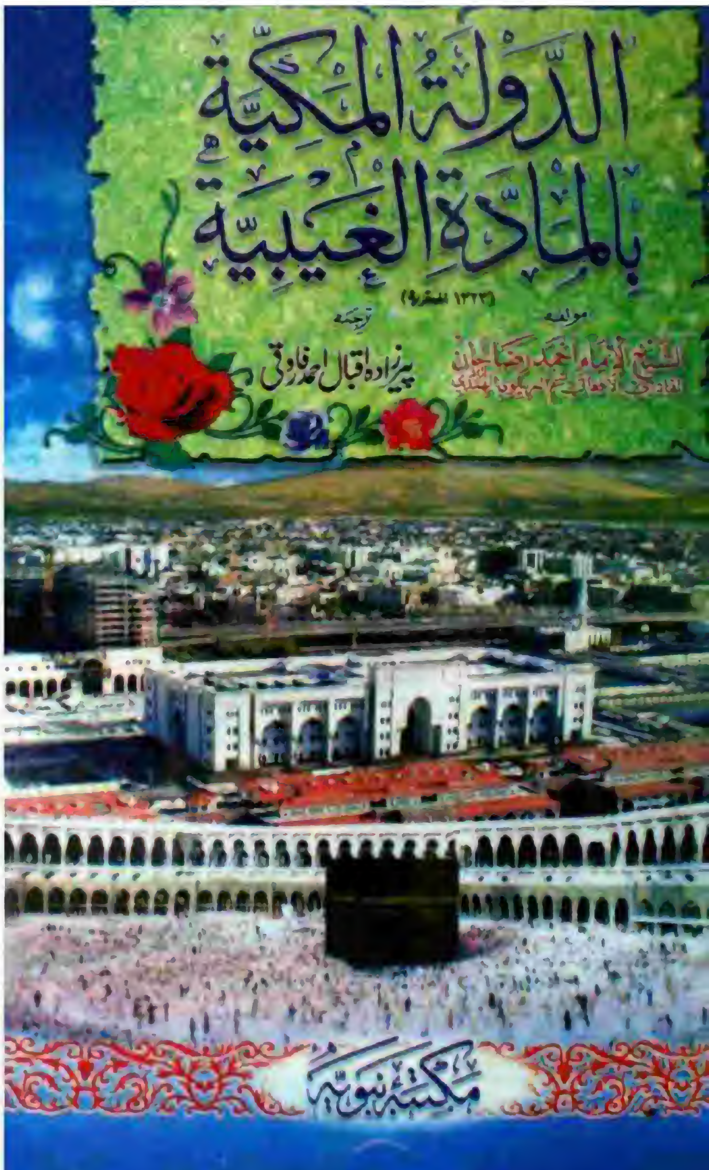

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

هٰذَا كِتٰبُنَا يَنۡطِقُ عَلَيۡكُمۡ بِالۡحَقِّ صَدَقَ اللّٰهُ الۡعَظِيۡمُ

مقیاسُ الحنفیّت

جُنیدِ زمان پیرِ طریقت مناظرِ اعظم
ابوعبدالوہاب مولانا محمد عمر صدیقی علیہ الرحمہ

المقیاس پبلشرز
۴- دربار مارکیٹ لاہور

امت کے لئے ظاہر نہ فرمانا ان کے عدم علم پر دلالت نہیں کرتا۔ اگر کسی نے بالفرض نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کچھ وقت کیلئے معاذ اللہ اس خبر سے بے علم سمجھا تو اس اعتقاد کی بنا پر اتنی دیر وہ منکر نبوت رہے گا۔ یا اس کو یہ ماننا پڑے گا نبی علیہ السلام کی کچھ دیر کے لئے عدم علمی اس کے نبوت کے انعدام پر دال ہوگی۔ اور نبوت کا نبی سے منعدم ہونا ایک آن کے لئے بھی اصول نبوت کیا بلکہ اصول الٰہیہ کے خلاف ہے ماننا پڑے گا کہ نبی علیہ السلام اپنے علم غیب عطائی سے ایک آن کے لئے بھی بے خبر نہیں ہو سکتا جیسا کہ نبی ﷺ تمام عالمین کے علم سے ایک آن کے لئے بھی بے خبر نہ تھے اور نہ ہیں اور نہ ہو سکتے ہیں۔ یہی مطلب لفظ نبی سے ظاہر ہوتا ہے۔ لہٰذا نبی ﷺ کے واسطے تمام عالمین کا علم غیب عطائی علی الدوام ماننا یعنی از ابتدائے آفرینش حضور ﷺ کو تا قیامت اور قیامت کے بعد تک بھی اور جنت اور دوزخ وغیرہ ہم کا تمام علم غیب بلکہ اس سے بھی زیادہ جس کو اللہ تعالیٰ جانتے ہیں اور مخلوق کی عقلوں کی سے بالاتر ہے آپ کی شان نبوت کو حاصل ہے۔

غیب کی شرح از روئے قرآن شریف} غیب کے معنی مَا غَابَ عَنۡكَ ہیں۔

(۱) بقرہ 1/1 } هُدًى لِّلۡمُتَّقِيۡنَ الَّذِيۡنَ يُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡغَيۡبِ (ہدایت ہے۔ ڈرنے والوں کے واسطے جو ایمان لاتے ہیں پوشیدہ چیزوں کے ساتھ جو دیکھی ہوئی نہیں)۔

(۲) نساء ۵/۶ } فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلۡغَيۡبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ (نیک بخت عورتیں فرمانبردار حفاظت کرنے والیاں پوشیدہ چیز کی جس کی حفاظت اللہ نے فرمائی) یہاں اگر غیب کے معنی غیر مخلوق کے جاویں تو فرمان الٰہی معاذ اللہ غلط ثابت ہوتا ہے۔

(۳) مائدہ ۷/۱۳ } لِيَعۡلَمَ اللّٰهُ مَنۡ يَّخَافُهٗ بِالۡغَيۡبِ (تا کہ معلوم کرے اللہ تعالیٰ کون ڈرتا ہے اس نے بن دیکھے)

(۴) یوسف ۱۲/۷ } ذٰلِكَ لِيَعۡلَمَ اَنِّىۡ لَمۡ اَخُنۡهُ بِالۡغَيۡبِ یوسف علیہ السلام

فَتَجَلّٰى لِیْ كُلُّ شَیْءٍ ... فَعَلِمْتُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
الحدیث رواہ الدارمی
(مشکوٰۃ ص)

... درمیان رکھی، پس میں نے اس کی ٹھنڈک کو اپنے دونوں پستانوں کے درمیان محسوس پائی۔ پس میں نے ہر چیز کو جان لیا جو آسمانوں اور زمینوں میں ہے۔

فائدہ حدیث اس مضمون میں نص ہے۔ کہ ہمارے آقا و مولا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا علم غیب عطا فرمایا گیا۔ کہ آپ تمام آسمانوں اور زمینوں کے ذرہ ذرہ کو جانتے ہیں۔ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:۔

یَعْنِیْ مَا اَعْلَمَهُ اللّٰهُ مِمَّا فِیْهِمَا مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالْاَشْجَارِ وَغَیْرِهِمَا وَهُوَ عِبَارَةٌ عَنْ سَعَةِ عِلْمِهِ الَّذِیْ فَتَحَ اللّٰهُ عَلَیْهِ۔
(مرقات بحوالہ مشکوٰۃ ص)

اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے ہر دو چیز بتلائی ہے۔ جو آسمان و زمین میں ہے فرشتوں اور درختوں وغیرہ سے۔ یہ عبارت ہے۔ آپ کے وسعت علم سے جو اللہ تعالیٰ نے آپ پر کھولا ہے۔

فاضل جلیل عالم نبیل محقق علی الاطلاق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح فرماتے ہیں:۔

پس دانستم ہر چہ در آسمان ہا و ہر چہ در زمین بود عبارت است از حصول تمامہ علوم جزوی و کلی و احاطہ آن
(اشعۃ اللمعات جلد اول ص۳۳۳)

پس میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں میں تھا۔ اور جو کچھ زمین میں تھا۔ یہ عبارت ہے اس بات سے کہ آپ کو جزئی اور کلی تمام علوم حاصل ہوگئے اور ان کا احاطہ کرلیا۔

اس حدیث اور اس کی شرح سے معلوم ہوا۔ کہ آپ کو علم غیب کلی حاصل ہے فالحمد للہ رب العالمین علی ذلک۔

(۳) علامہ زرقانی شرح مواہب لدنیہ میں لکھتے ہیں۔ کہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِنَّ اللّٰهَ قَدْ رَفَعَ لِیَ الدُّنْیَا فَاَنَا ... بے شک اللہ تعالیٰ نے ہمارے سامنے ساری ...

فضلِ عظیم کا اندازہ کون کر سکتا ہے؟

۴- مَا فَرَّطْنَا فِی الْکِتٰبِ مِنْ شَیْءٍ (پ ۷ - ع ۱۰)

ہم نے اس کتاب میں کچھ اُٹھا نہ رکھا۔ (کنز الایمان)

کتاب سے مُراد قرآن مجید یا لوح محفوظ ہے یعنی ہم نے قرآن میں سارے علوم بیان کر دیئے کچھ بچا نہ رکھا کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے زیادہ اور کون محبوب تھا جس کے لیے وُہ علوم اُٹھا رکھے جاتے۔ اس سے حضور رسولِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا علمِ غیب کُلی ثابت ہُوا کیونکہ سارے علوم ان کتابوں میں اور یہ کتابیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم میں ہیں۔ نیز اگر کسی کو یہ علوم بتانا نہ تھے تو رب تعالیٰ نے انہیں لکھا ہی کیوں؟ لکھنے کا منشا یہ تو ہے نہیں کہ اللہ کو اپنے بھُول جانے کا اندیشہ تھا تو لا محالہ اس لیے لکھا کہ اپنے محبُوبوں کو بتائے (علیہم الصلوٰۃ والسلام)

حق نے کیا تجھ کو آگاہ سب سے
دو عالم میں جو کچھ خفی و جلی ہے

۵- وَتَفْصِیْلَ الْکِتٰبِ لَا رَیْبَ فِیْہِ (پ ۱۱ - ع ۹)

اور لوح میں جو کچھ لکھا ہُوا ہے (یہ قرآن) سب کی تفصیل ہے اس میں کچھ شک نہیں۔ (کنز الایمان)

لوح محفوظ کا سارا علم قرآن میں اور سارا قرآن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم میں ہے لہٰذا لوح محفوظ کے تمام علوم اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اور رسُول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمائے۔

marfat.com

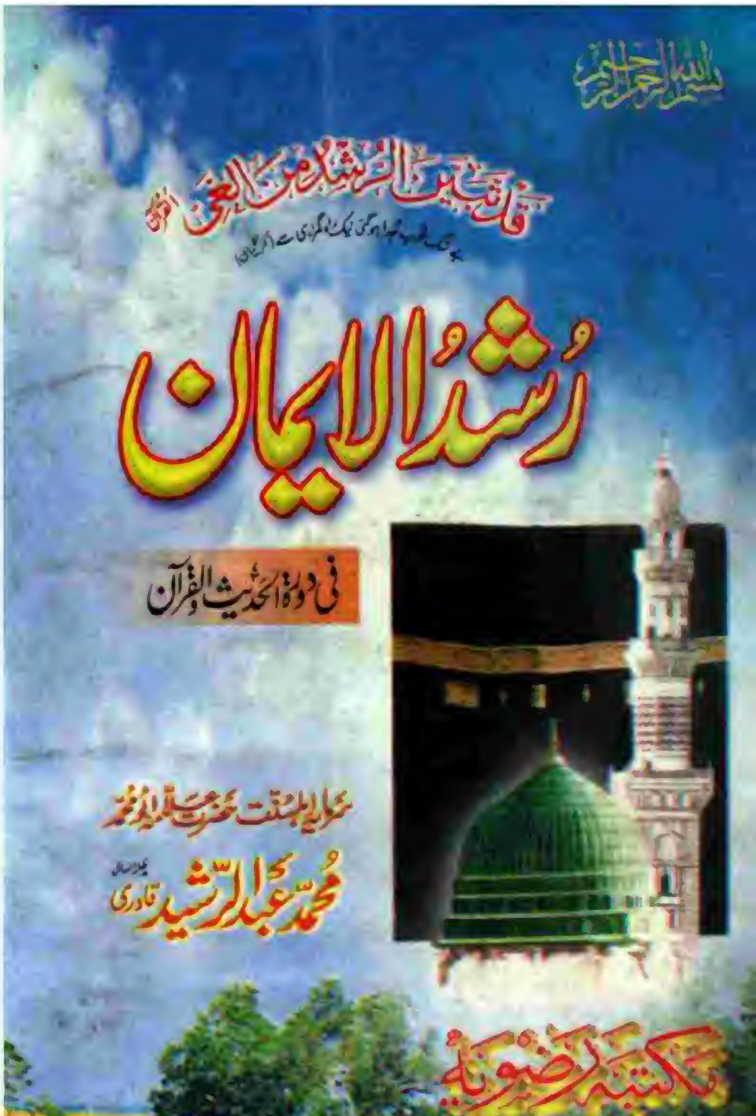

رُسُلِہٖ مَنْ یَّشَآءُ ص (پ ۴ - ع ۹)

اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو تمہیں غیب کا علم دے ہاں اللہ چُن لیتا ہے اپنے رسُولوں سے جسے چاہے۔ (کنز الایمان)

اس آیتِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسُولوں کو علم غیب عطا فرماتا ہے۔ (علیہم الصلوٰۃ والسلام)

۳- وَاَنْزَلَ اللّٰہُ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَعَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ ط وَکَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا o (پ ۵ - ع ۱۴)

اور اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت اُتاری اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔ (کنز الایمان)

تفسیر جلالین شریف میں ہے:

وَعَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ مِنَ الْاَحْکَامِ وَالْغَیْبِ

(یہاں مِنْ بیانیہ ہے) یعنی تمام احکامِ شرعیہ اور تمام غیب سکھائے۔

اس آیتِ پاک سے معلوم ہُوا کہ رب تعالیٰ نے تمام علومِ غیبیہ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سکھا دیئے۔ یہاں فرمایا کہ تم پر اللہ تعالیٰ کا فضلِ عظیم (بڑا فضل) ہے۔ اور دُوسری جگہ رب تعالیٰ نے فرمایا:

قُلْ مَتَاعُ الدُّنْیَا قَلِیْلٌ ج

یعنی اے حبیب (علیک الصلوٰۃ والسلام) فرما دو کہ تمام دُنیا کا سامان قلیل (تھوڑا) ہے۔

اس قلیل کا اندازہ کوئی دُنیا دار نہیں لگا سکتا تو محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر

marfat.com

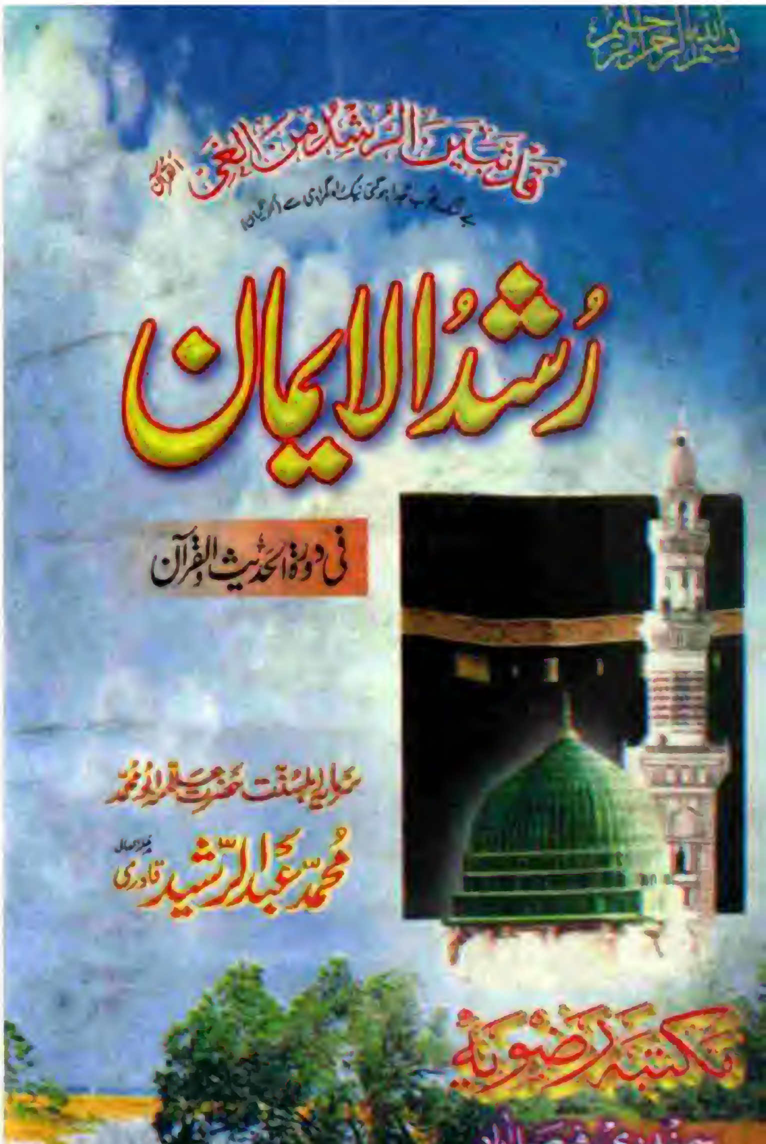

باب ۱۱

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محترم ﷺ کو روز اول سے روز آخر تک تمام علوم غیبیہ سکھائے

کہنا نہ کہنے والے تھے جب سے تو اطلاع
مولیٰ کو قول و قائل و ہر خشک و تر کی ہے

احادیث مبارکہ

۱- عَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَامَ فِینَا رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَقَامًا فَاَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰی دَخَلَ اَھْلُ الْجَنَّۃِ مَنَازِلَھُمْ وَاَھْلُ النَّارِ مَنَازِلَھُمْ حَفِظَ ذٰلِکَ مَنْ حَفِظَہٗ وَنَسِیَہٗ مَنْ نَسِیَہٗ ۔ (مشکوٰۃ)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہم میں ایک جگہ قیام فرمایا پھر ہم کو ابتدائے پیدائش سے لے کر جنتیوں کے اپنی منزلوں میں پہنچنے اور دوزخیوں کے اپنی منزلوں میں پہنچنے تک تمام خبریں دیں۔ جس نے یاد رکھا اس نے یاد رکھا اور جو بھول گیا وہ بھول گیا۔ (مشکوٰۃ)

۲- مسلم نے حضرت عمرو بن اخطب رضی اللہ عنہ سے اس طرح روایت کیا۔
فَاَخْبَرَنَا بِمَا ھُوَ کَائِنٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ قَالَ فَاَعْلَمُنَا اَحْفَظُنَا
(مشکوٰۃ شریف)

maktabah.com

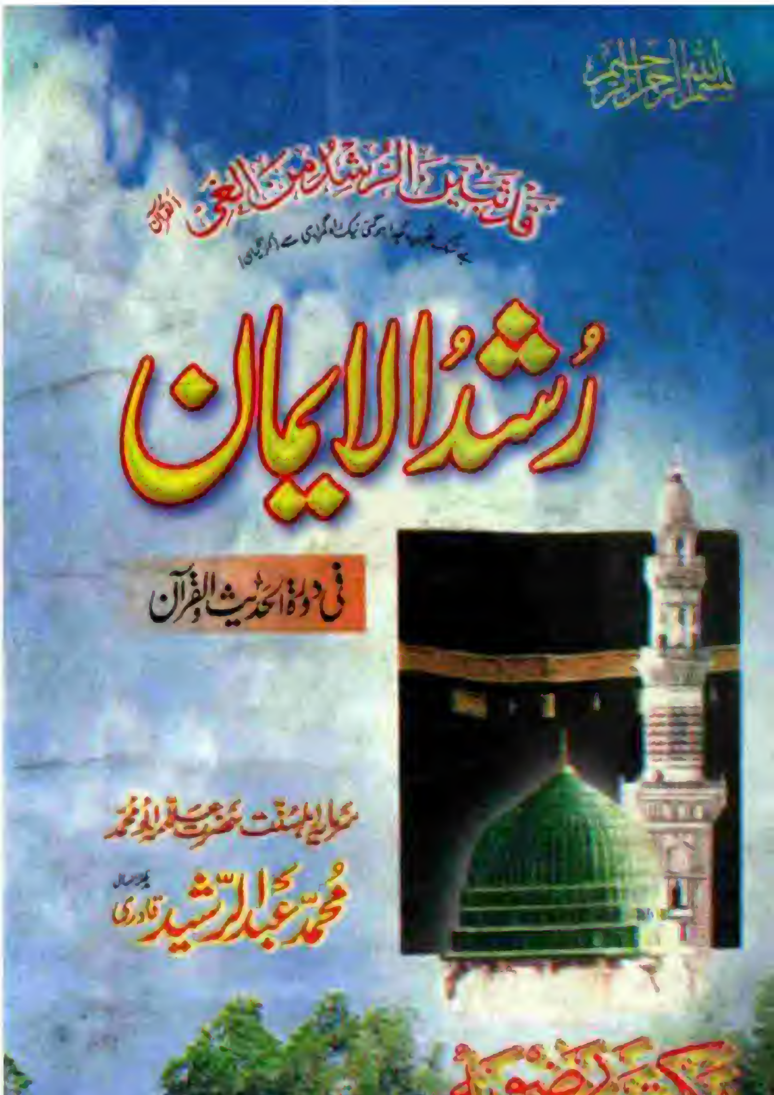

جزوی بھی اور کلی بھی اور سب کچھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے احاطۂ علم میں ہوگیا۔ (اشعۃ اللمعات)

۵ - سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے کلی علم کا ثبوت

احمد و ترمذی نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے اس طرح روایت کیا کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا دستِ قدرت میری پشت پر رکھا جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینہ میں پائی :

فَتَجَلّٰی لِیْ کُلُّ شَیْءٍ وَعَرَفْتُ

پس کل شے میرے لیے ظاہر ہوگئی اور میں نے ہر چیز کو پہچان لیا۔ (مشکوٰۃ)

نہ روحِ امیں نہ عرش بریں نہ لوحِ مبیں کوئی بھی کہیں

خبر ہی نہیں جو رمزیں کھلیں ازل کی نہاں تمہارے لیے

۶ - اِنَّ اللّٰہَ قَدْ رَفَعَ لِیَ الدُّنْیَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْھَا وَاِلٰی مَا ھُوَ کَائِنٌ فِیْھَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ کَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰی کَفِّیْ ھٰذِہٖ جَلِیًّا

(طبرانی، الخصائص الکبریٰ)

حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے ساری دنیا کو پیش فرمایا پس میں اس دنیا کو اور جو اس میں قیامت تک ہونے والا ہے اس طرح دیکھ رہا ہوں جیسے اپنے اس ہاتھ کو ظاہر دیکھتا ہوں۔ (خصائص کبریٰ)

۷ - مَا مِنْ شَیْءٍ کُنْتُ لَمْ اَرَہٗ اِلَّا قَدْ رَاَیْتُہٗ فِیْ مَقَامِیْ ھٰذَا حَتَّی الْجَنَّۃِ وَالنَّارِ۔ (بخاری شریف)

marfat.com

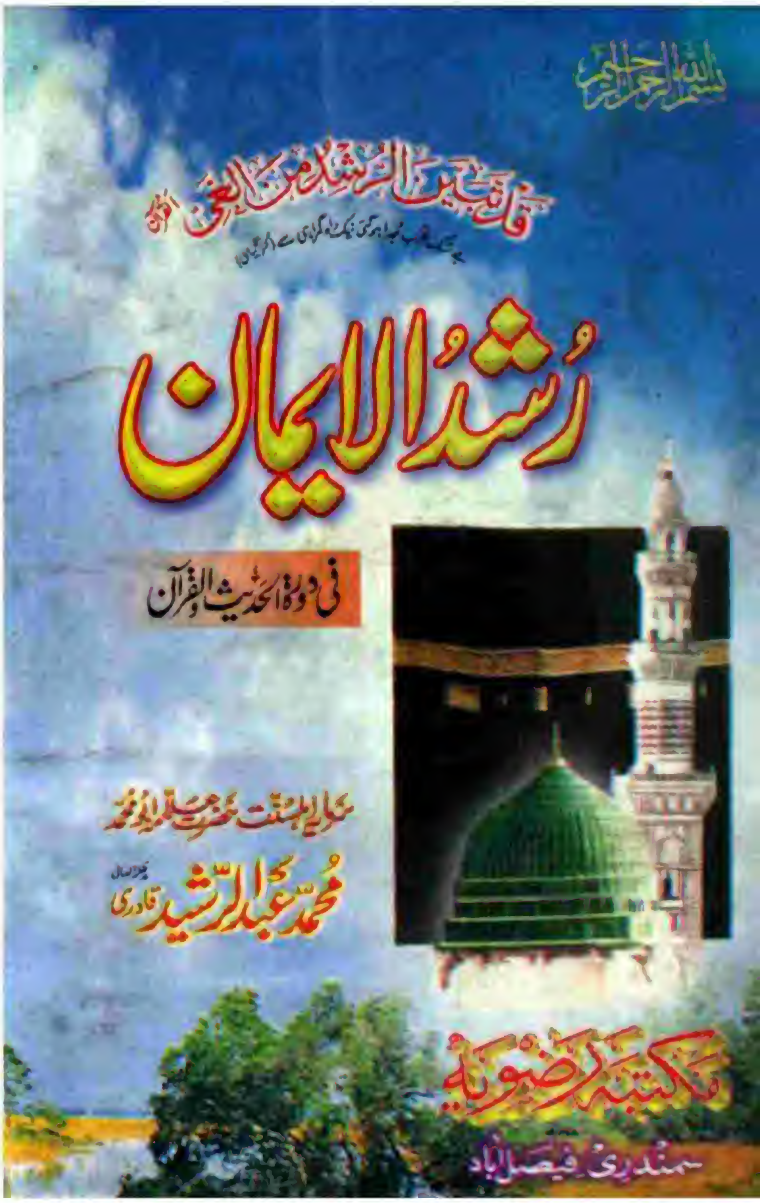

www.alahazratnetwork.org

معاف فرمادیا یا جو چیزیں ہم اور ہمارے محبوب بیان نہ فرمادیں وہ معافی میں ہیں رب نے ان کی معافی دے دی اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا بھی ہے مہربان بھی تم کو معلوم ہے کہ تم سے پہلے قوم صالح قوم موسیٰ قوم عیسیٰ علیہم السلام نے اپنے رسول سے ایسے بیہودہ سوالات اور مطالبات کئے پھران کے منکر ہو گئے۔ جس سے ان پر عذاب الٰہی آ گئے تم ایسے خطرناک کام کرتے ہو لہٰذا تم اس سے باز رہو۔

نوٹ : حضرات صحابہ کرام کے سوالات حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تین قسم کے ہوئے ایک وہ جن کے جوابات قرآن کریم نے بغیر ترمیم و تبدیلی دیئے جیسے **یسئلونک عن المحیض** لوگ آپ سے حیض کے احکام پوچھتے ہیں **قل ھوا اذی فاعتزلوا النساء** تم فرمادو کہ وہ گندگی ہے ایسی حالت میں بیویوں سے الگ رہو یا **ویسئلونک عن الانفال قل الانفال للہ** الخ وغیرہ سوالات بہت ضروری تھے جن کے جوابات بعینہٖ دیئے گئے۔ دوسرے وہ سوالات جن کے جوابات کچھ ترمیم سے دیئے گئے کہ اصل سوال زیادہ مفید نہ تھے جیسے **یسئلونک عن الاھلۃ قل ھی مواقیت للناس** حضرات صحابہ نے چاند کے گھٹنے بڑھنے کی وجہ پوچھی تھی کہ یہ سورج کی طرح ہمیشہ پورا کیوں نہیں رہتا تو اس کی وجہ بیان فرمانے کی بجائے اس کی حکمت اس کے فائدے بیان کئے گئے یا جیسے سوال کیا کہ ہم کیا مال اللہ کی راہ میں خرچ کریں تو اس کے جواب میں فرمایا گیا کہ فلاں فلاں مصرف میں خرچ کرو تیسرے وہ سوالات جن کے جوابات دینے کی بجائے ان سے روک دیا گیا۔ یہاں ان تیسری قسم کے سوالات کا ذکر ہے کیونکہ یہ سوالات مضر تھے۔

فائدے : اس آیت کریمہ سے چند فائدے حاصل ہوئے۔ پہلا فائدہ: اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو ازازل تا ابد بتادیا دکھا دیا سمجھا دیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم عالم علم لدنی ہیں کون کس کا بیٹا ہے یہ ابتداء ہے کون دوزخ میں جاوے گا کون جنت میں یہ انتہا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سب کو خبر ہے ہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم صاحب اسرار ہیں اس لئے ان کا اظہار نہیں فرماتے یہ فائدہ اس آیت کریمہ کے پہلے شان نزول سے حاصل ہوا۔

ایک ماہ عدن گورا سا بدن   نیچی نظریں کل کی خبریں

حضور کے صدقہ سے بعض اولیاء اللہ کو حق تعالیٰ یہ علوم بخشتا ہے۔ مولانا فرماتے ہیں۔

بلکہ قبل از حزاون تو سالہا   می شناسندت بہ چندیں حالہا
سرمہ کن در چشم خاک اولیاء   تا بہ بینی زابتداء تا انتہاء

دیکھو اصحاب فیل کا واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے چالیس دن پہلے ہوا اور قوم عاد یعنی ہود علیہ السلام کی کافر قوم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قریباً چھ ہزار سال پہلے ہوئی مگر ان واقعات کے متعلق ارشاد ہوا **الم تر کیف فعل ربک باصحاب الفیل** اور فرماتا ہے **الم تر کیف فعل ربک بعاد**۔ کیا تم نے نہ دیکھا کہ رب نے اصحاب فیل قوم عاد سے کیا کیا معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ میں ہیں جو ذات کریم اپنی ولادت سے پہلے دنیا کے ذرہ ذرہ کو دیکھ رہی ہو وہ اپنی وفات کے بعد بھی عالم کے ذرہ ذرہ کو دیکھ رہے ہیں۔ دوسرا فائدہ: اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو احکام تشریعیہ اور احکام تکوینیہ کا مالک بنایا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں اور نہ میں سب کچھ ہے حضور صلی اللہ علیہ

کہ بیان روشن اور تفصیل سے کوئی چیز رہ گئی ہو۔

قطعیت کلامی اور قطعیت اصولی

اُصولِ فقہ میں قطعیت کلامی اور قطعیت اُصولی میں فرق بتایا گیا ہے، قطعیت عام اِجتہادی ہے۔ تو قطعیت کلامی کے سامنے وہ کچھ حیثیت نہیں رکھتی کسی حنفی کا اِستدلال عموم قرآنی سے اور اِس کے مذہب میں اس محکم کا قطعی ہونا نہ مرادالٰہی پر جزماً کوئی حکم لگاتا ہے۔ نہ دائرۂ تاویل سے خروج کرتا ہے۔ یہ بات ثابت ہوگئی کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام مَا کان وما یکون کو جانتے ہیں اور جب یہ بات طے شدہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کا علم قرآن کریم سے مستفاد ہے اور ہر ایک بیان روشن اور مفصل ہے۔ یہ کتاب خداوند کی صفت ہے کہ اس میں ہر ایک چیز موجود ہے۔ ہر سورت، ہر آیت اور ہر پارہ بیک وقت نہیں اُترا تھا۔ بلکہ قرآن پاک کا نزول پورے تئیس سال میں ہُوا تھا۔ جوں جوں کوئی آیۂ کریمہ اُترتی حضور ﷺ کے علوم میں اِضافہ ہوتا جاتا تھا۔ حتیٰ کہ جب قرآن پاک مکمل ہوگیا حضور ﷺ کے علوم کی تکمیل ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پر اپنی نعمت تمام کردی۔ قرآن پاک کے نزول سے پہلے سابقہ اُنبیاء کا ذکر مجمل رہا اور مفصل بیان نہ کیا گیا۔ پھر اِن اُولوالعزم انبیاء کے واقعات سامنے آنے لگے۔ اگر چہ منافقین حضور کے علم کے بارے میں خفیہ بدزبانی کرتے تھے۔ اگر حضور ﷺ کسی معاملہ میں توقف فرماتے یا تردد فرماتے تو منافقین بغلیں جھانکتے کہ حضور ﷺ تو (معاذ اللہ) بے خبر ہیں۔ حتیٰ کہ وحی آتی۔ حضور ﷺ کے علم میں اضافہ ہوتا۔ یہ بات نہ تو حضور ﷺ کے علم میں نقص کی دلیل ہے نہ قرآن پاک کی آیات کے خلاف ہے۔

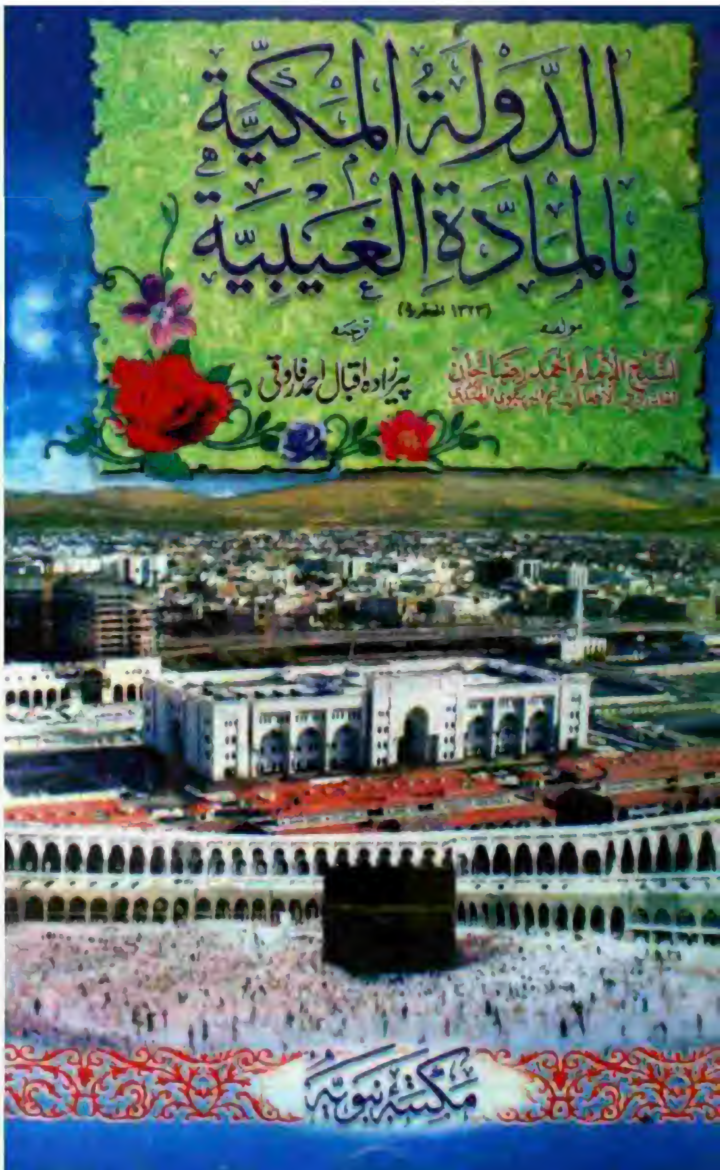

(۴) اسی کی نظر ثانی میں ہے:

نہ هو وبهم مما تقرر ان شبهة مساواة علوم المخلوقين طرا اجمعين بعلوم ربنا اله العلمين ما كانت لتخطر ببال المسلمين [1]

ہماری تقریر سے روشن وتاباں ہوگیا کہ تمام مخلوق کے جملہ علوم مل کر بھی علم الٰہی سے مساوی ہونے کا شبہہ اس قابل نہیں کہ مسلمان کے دل میں اس کا خطرہ گزرے۔

(۵) اسی میں ہے:

قد اقمنا الدلائل القاهرة على ان احاطة علم المخلوق بجميع المعلومات الالٰهية محال قطعاً، عقلاً وسمعاً [2]

ہم قاہر دلیلیں قائم کرچکے کہ علم مخلوق کا جمیع معلوماتِ الٰہیہ کو محیط ہونا عقل وشرع دونوں کی رو سے یقیناً محال ہے۔

(۶) اسی کی نظر ثالث میں ہے:

العلم الذاتي والمطلق والمحيط التفصيلي مختص بالله تعالٰى وما للعباد الا مطلق العلم العطائي [3]

علم ذاتی اور بالاستیعاب محیط تفصیلی یہ اللہ عزوجل کے ساتھ خاص ہیں بندوں کے لئے صرف ایک گونہ علم بعطائے الٰہی ہے۔

(۷) اسی کی نظر خامس میں ہے:

لا نقول بمساواة علم الله تعالٰى ولا بحصوله بالاستقلال ولا نثبت بعطاء الله تعالٰى ايضاً الا البعض [4]

ہم نہ علم الٰہی سے مساوات مانیں نہ غیر کے لئے علم بالذات جانیں، اور عطائے الٰہی سے بھی بعض علم ہی ملنا مانتے ہیں نہ کہ جمیع۔

میرا مختصر فتویٰ انباء المصطفیٰ بمبئی مرادآباد ف میں تین بار ۱۳۱۸ھ سے ہزاروں کی تعداد میں طبع ہوکر شائع ہوا، ایک نسخہ اسی کا کہ رسالہ الکلمۃ العلیا کے ساتھ مطبوع ہوا مرسل خدمت ہے۔ اس سے بڑھ کر جس امر کا اعتقاد میری طرف کوئی نسبت کرے مفتری کذاب ہے اور اللہ کے یہاں اس کا حساب۔

---

[1] الدولۃ المکیہ النظر الثانی مطبعہ اہل سنت بریلی ص ۱۵
[2] " " " " " ۱۶
[3] " " النظر الثالث " " ۱۹
[4] " " النظر الخامس " " ۲۸

ف: الکلمۃ العلیا مصنفہ صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمۃ

حضرتِ والا کو حق سبحانہٗ وتعالیٰ شفائے کامل وعاجل عطا فرمائے۔ اگر براہِ کرم قدیم لطفِ عمیم یہاں تشریف فرما ہو کر خادم نوازی کریں تو اصل رسالہ جس پر مولانا تاج الدین الیاس و مولانا عثمان بن عبد السلام مفتیانِ مدینہ منورہ کی اصل تقریظات اُن کی مُہری و دستخطی موجود ہیں، نظرِ انور سے گزاروں گا۔

فی الحال اُس کی دو چار عبارات عرض کرتا ہوں جن سے روشن ہو جائے گا کہ مفتریوں کے افترا کس درجہ باطل و پا در ہوا ہیں، جس کی نظیر یہی ہو سکتی ہے کہ کوئی بد باطن کہے "اہلسنّت کا مذہب صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ پر تبرا اور صدیقہ طاہرہ (رضی اللہ تعالےٰ عنہا) پر بہتان اُٹھانا ہے"۔ والعیاذ باللہ رب العالمین۔ میرے رسالہ کی نظر اول میں ہے:

(۱) العلم ذاتی مختص بالمولیٰ سبحٰنہ وتعالیٰ لا یمکن لغیرہ ومن اثبت شیئا منہ ولو ادنیٰ من ادنیٰ، من ادنیٰ من ذرۃ لاحد من العٰلمین فقد کفر واشرک [۱]

علمِ ذاتی اللہ عزوجل سے خاص ہے اس کے غیر کے لئے محال ہے، جو اس میں سے کوئی چیز اگرچہ ایک ذرّہ سے کمتر سے کمتر غیرِ خدا کے لئے مانے وہ یقیناً کافر و مشرک ہے۔

(۲) اُسی میں ہے:

اللاتناھی الکمی مخصوص بعلوم اللہ تعالیٰ [۲]

غیر متناہی بالفعل کو شامل ہونا صرف علمِ الٰہی کے لئے ہے۔

(۳) اُسی میں ہے:

احاطۃ احد من الخلق بمعلومات اللہ تعالیٰ علیٰ جھۃ التفصیل التام محال شرعا وعقلا بل لو جمع علوم جمیع العٰلمین اولاً و اٰخراً لما کانت لہ نسبۃ ما اصلا الی علوم اللہ سبحٰنہ وتعالیٰ حتی کنسبۃ حصۃ من الف الف حصص قطرۃ الی الف الف بحر [۳]

کسی مخلوق کا معلوماتِ الٰہیہ کو بتفصیلِ تام محیط ہو جانا شرع سے بھی محال ہے اور عقل سے بھی۔ بلکہ اگر تمام اہلِ عالم اگلے پچھلوں سب کے جملہ علوم جمع کئے جائیں تو اُن کو علومِ الٰہیہ سے وہ نسبت نہ ہوگی جو ایک بُوند کے دس لاکھ حصّوں سے ایک حصے کو دس لاکھ سمندروں سے۔

---

[۱] الدولۃ المکیۃ النظر الاول مطبع اہلسنت بریلی ص ۶
[۲] 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 ۱۰
[۳] 〃 〃 〃 〃 〃 〃 ۱۰

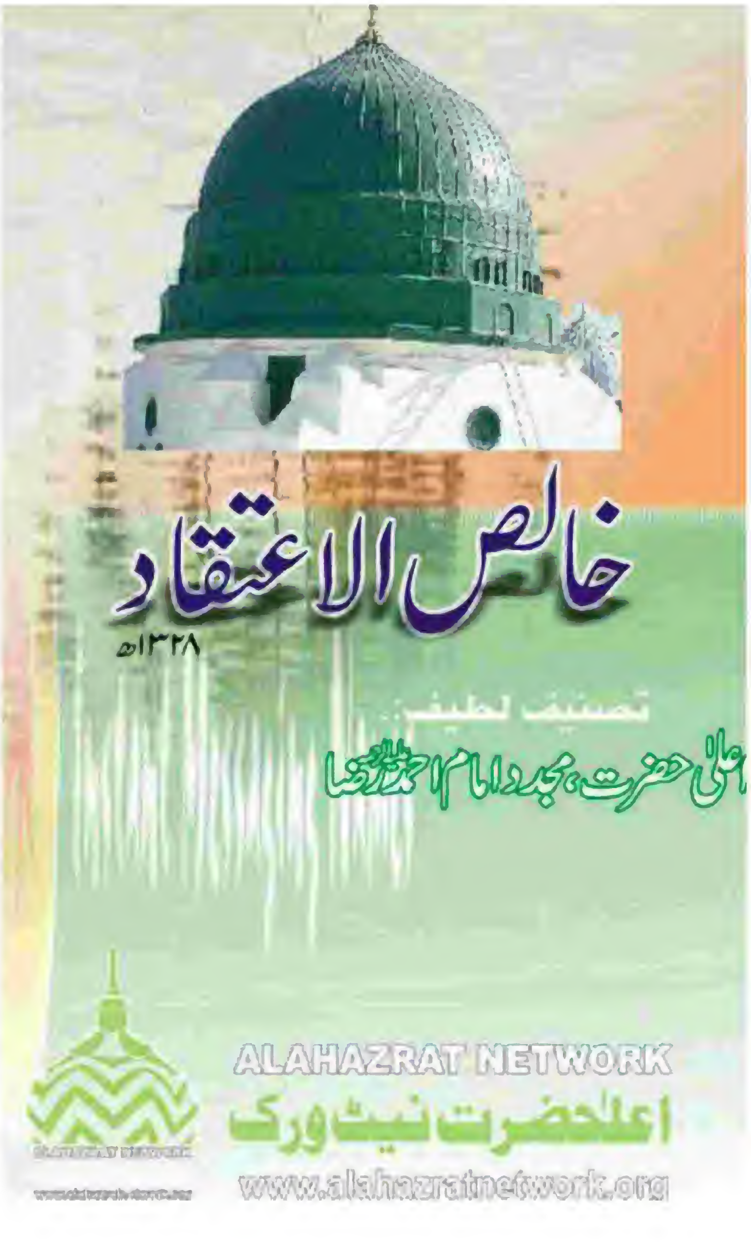

است۔ پس او می شناسد گناہان شمارا و درجات ایمان شمارا و اعمال نیک و بد شمارا و اخلاص و نفاق شمارا۔ (تفسیر عزیزی' پارہ اول' ص ۵۱۸)

مصنف تفسیر "روح البیان" علامہ حقی قدس سرہ کا ارشاد ہے کہ

وَمَعْنٰى شَهَادَةِ الرَّسُوْلِ عَلَيْهِمْ اِطِّلَاعُهٗ عَلٰى رُتْبَةِ كُلِّ مُتَدَيِّنٍ بِدِيْنِهٖ وَالْحَقِيْقَةُ الَّتِىْ هُوَ عَلَيْهَا مِنْ دِيْنِهٖ وَحِجَابِهِ الَّذِىْ هُوَ بِهٖ مَحْجُوْبٌ عَنْ كَمَالِ دِيْنِهٖ فَهُوَ يَعْرِفُ ذُنُوْبَهُمْ وَحَقِيْقَةَ اِيْمَانِهِمْ وَاَعْمَالِهِمْ وَحَسَنَاتِهِمْ وَسَيِّئَاتِهِمْ وَاِخْلَاصِهِمْ وَنِفَاقِهِمْ وَغَيْرَ ذٰلِكَ بِنُوْرِهِمْ۔

ان پر رسول گواہ ہونے کے معنی یہ ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مطلع ہیں اپنے دین کے ہر متدین کے رتبہ پر اور اس حجاب پر کہ جس کے سبب سے وہ کمال دین سے محجوب ہے' پس حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے گناہوں کو اور ان کے ایمان کی حقیقت کو اور ان کے اعمال کو اور ان کی نیکیوں اور برائیوں کو اور ان کے اخلاص و نفاق وغیرہ کو نور نبوت سے پہچانتے ہیں۔

ہمارے بزرگوں نے نبوت کے جو معنی بیان کیے ہیں' وہ صرف اصطلاحی نہیں بلکہ قرآن و حدیث کی رو سے صحیح ہیں۔ چند آیات و احادیث ملاحظہ ہوں:

۱۔ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ۔ (آل عمران)

۲۔ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ۔ (تکویر)

یاد رہے کہ علم غیب کلی بالذاتی صرف ذات باری تعالیٰ سے مخصوص ہے۔ رسولوں کو وہ اپنے فضل و کرم سے اپنے "غیب" کے خزانوں سے نوازتا ہے۔ پھر رسول خاص خاص موقعوں پر اپنے متبعین کو بھی اس علم سے مستفیض فرماتے رہتے ہیں۔

حضرت ابو زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی اور منبر پر رونق افروز ہوئے اور ہمیں وعظ فرمایا' یہاں تک کہ ظہر کا وقت ہو گیا۔ آپ منبر سے اتر آئے اور نماز پڑھی۔ پھر منبر پر رونق افروز ہوئے اور ہمیں وعظ فرمایا' یہاں تک کہ عصر کا وقت ہو گیا۔ پھر اتر آئے اور نماز پڑھی۔ پھر منبر پر رونق افروز ہوئے اور ہمیں وعظ فرمایا۔ یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔ آپ نے ہم کو جو کچھ واقع ہو چکا ہے اور جو کچھ ہونے والا ہے سب کی خبر دی۔ ہم میں سے جو زیادہ یاد رکھنے والا ہے' وہ زیادہ عالم ہے۔ (صحیح مسلم)

(۳) اقبال کا ایمان و عقیدہ تھا کہ "رسول بر اعمال و افعال امت حاضر و ناظر است"۔ وہ اس عقیدہ کے یہاں تک پابند تھے کہ سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو "چشم او بینندۂ ما فی الصدور" اور "رازدان جزو کل" سمجھتے اور مانتے تھے' ان کے نزدیک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افعال امت کے صرف شاہد ہی نہیں' بلکہ "شاہد صادق" ترین ہیں۔

اے فروغت صبح اعصار و دہور
چشم تو بینندۂ ما فی الصدور
ہمچناں آں رازدان جزو و کل
گرد پایش سرمہ چشم رسل
شاہد حالش نبی انس و جاں
شاہدے صادق ترین شاہداں

''یعنی اس نور سے جو اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، یہ مقصد نہیں کہ وہ کوئی مادہ ہے جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پیدا ہوا بلکہ مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ آپ کے نور سے بلا کسی واسطہ فی الوجود کے متعلق ہوا۔''

لہٰذا ہمارے حضور عین النور صلی اللہ علیہ وسلم جن کو اللہ تعالیٰ نے بہ ذاتِ خود بلا واسطہ تخلیق فرمایا، ان کی طاقت وقوت کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا
انبیاء اجزاء ہیں تو بالکل ہے جملہ نور کا
اس علاقے سے ہے ان پر نام سچا نور کا

پھر مولانا اپنے مضمون کے صفحہ ۳۷ پر حضرت آدم علیہ السلام کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جزی فضیلت ثابت کرنے کے لیے لکھتے ہیں:

اسی طرح حضرت آدم علیہ السلام کو علم الاسماء والمسمیات ایک بار سکھا دیا گیا اور نبی مکرم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فاضل بریلوی وغیرہ علماء رحمہم اللہ نے وضاحت فرمائی ہے کہ آپ کو بتدریج علم عطا کیا گیا اور آپ کا علم قرآن مجید کے ساتھ مکمل ہوا۔

الجواب: اس ضمن میں بھی درج ذیل امور قابل غور ہیں۔

اولاً: اس عبارت سے یہ بات پھر ثابت ہوتی ہے کہ علم کی کسی ایک نوع یا انواع کثیرہ کے بارے میں عدم علم، عدم نبوت کا ثبوت نہیں چہ جائیکہ محض کسی چیز یا حکم کی تفصیلات سے ناواقفی، نبوت کے منافی ہو جیسا کہ مولانا نے ماکنت تدری الخ آیت سے استدلال کیا ہے۔

ثانیاً: یہاں مولانا علم الاسماء والمسمیات جو کہ علم کی کثیر انواع میں سے ایک نوع ہے، کا موازنہ

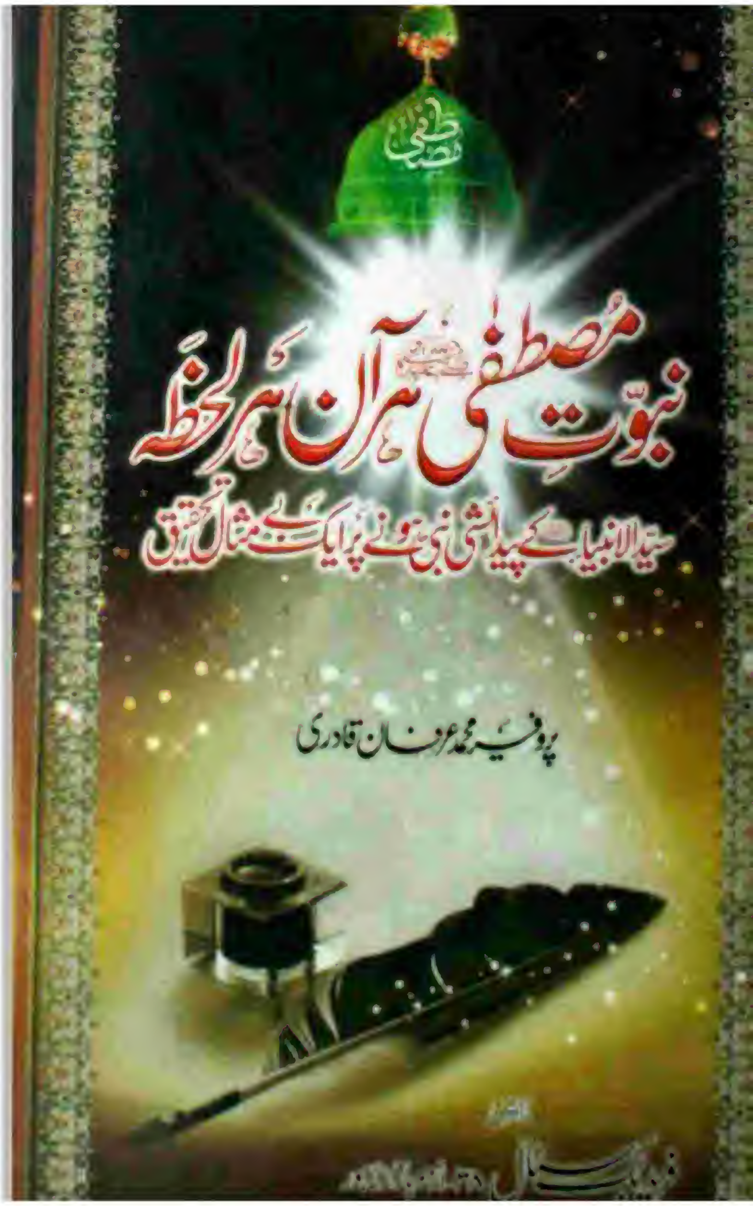

کے دریائے علم کا ایک قطرہ ہیں چنانچہ علامہ خفاجی حواشی بیضاوی میں طیبی سے نقل کرتے
ہیں ان معلومات اللہ تعالیٰ لا نہایۃ لہا وغیب السموات والارض وما
بینہما وما یکون نقطۃ منہا بمقابلۃ علم الٰہی تمام غیوب سموات و
ارض کو قلیل کہا جائے تو بیشک بجا ہے لیکن ان غیوب کو بجائے خود قلیل کہنا کثرت
جنون یا نابینائی ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم الٰہی سے ایک قطرہ عطا
ہوا اور خفاجی کی عبارت سے معلوم ہوا کہ غیب سموات و ارض علم الٰہی کا ایک قطرہ ہیں پھر اس
جاہل پر افسوس ہے جو اب بھی علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم الٰہی کے مساوی سمجھے
تمام غیوب سموات و ارض کا عالم ہو کر بھی کوئی خدائے تعالیٰ جل شانہ کے علم کی برابر نہیں
ہو سکتا بلکہ وہ نسبت بھی نہیں رکھتا ہے جو قطرہ کو سمندر کے ساتھ ہے تفسیر روح البیان
میں ہو وقد قال صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ المعراج قطرت فی حلقی قطرۃ فعلمت
ماکان وما سیکون ودر احادیث معراجیہ آمدہ است کہ در زیر عرش قطرہ در حلق من انداختند
فعلمت ماکان وما سیکون۔ ان عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ شب معراج میرے حلق میں ایک قطرہ ٹپکایا گیا
اس کے فیضان سے مجھے ماکان وما سیکون کا علم حاصل ہو گیا۔ اب یہ معلوم ہونا چاہیے
کہ ماکان اور ما سیکون کا علم بھی علم الٰہی سے ایک قطرہ ہے اور اس معنی سے اُس کو بعض یا
قلیل کہہ سکتے ہیں بس جہاں کہیں تفاسیر وغیرہا میں بعض یا قلیل کا لفظ
یا اس کا ہم معنی استعمال ہوا ہے اُس سے یہی مراد ہے کہ علم جناب باری تعالیٰ
کے سامنے تمام مخلوقات کا علم کتنا ہی ہو قلیل ہے اور قلیل کے لفظ سے اُن کے جمیع
اشیاء کے عالم ہونے کا انکار کرنا جہالت و سفاہت ہے افسوس ہمارے ابنائے نوع
جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جمیع اشیاء کے عالم ہونے کے اعتقاد پر کفر
شرک کا فتوے دے دیا اور یہ خیال کر لیا کہ معاملہ خدا ہی کو ہے انہوں نے نبی کریم علیہ
التحیۃ والتسلیم کے ہی علم میں نقصان نہیں ثابت کیا بلکہ خدا کی طرف بھی یہ قصور عائد کر دیا
(نعوذ باللہ من ذلک) اور اس کے علم عظیم کو اتنا ہی سمجھ بیٹھے۔ حالانکہ علوم ماکان وما یکون

ہے ان علوم کے تصرف نہیں کر سکتے۔ کتاب لابریز شریف میں ہے "کیف یخفی امر الخمس علیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم والواحد من اھل التصرف من امتہ الشریفہ لا یمکنہ التصرف الا بمعرفۃ ھذہ الخمس" اعلیحضرت قدس سرہ کے رسالہ مبارکہ "الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ" نیز اردو کے ایک مختصر رسالہ "انباء الحی ان کلامہ المصون تبیان لکل شی" ..." "افتائے حرمین کا تازہ عطیہ" میں خمس کی بحث ہے۔

بحمد اللہ تعالیٰ قرآن عظیم و احادیث نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نیز ارشادات ائمہ کرام و علمائے اعلام سے ہر سمجھ والے پر روشن تر از شمس و ابین من الامس ہو چکا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ عزوجل نے بہت کثیر علوم غیبیہ عطا فرمائے جن کا احصاء نہیں ہو سکتا۔ اور اظہر ہوا کہ علوم خمسہ حضور تو حضور، حضور کے غلاموں کو عطا فرمائے جاتے ہیں۔ اب یہ سب دیکھکر، پھر خاص قصہ معراج میں حضور کا ارشاد علمت ما فی السمٰوات وما فی الارض پاکر پھر بیہودہ شبہات مسلمان کی شان نہیں۔ یہ تو اس حدیث سے مقابلہ ہوا اور اوس کے یہی معنی ہوئے کہ حضور نے ایسا فرمایا۔ حالانکہ حضور کے فرمانے کے بعد جو کچھ پوچھا گیا تو جواب نہ دے سکے، وحی کا انتظار فرمایا۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ مسلمان تو کبھی یہ خیال نہیں لا سکتا کہ معاذ اللہ یہ ارشاد غلط ہے۔ اور جب وہ اسے غلط نہیں سمجھ سکتا تو یقیناً اسے حق جانتے ہوئے یہی کہے گا کہ بے شک حضور کو شب معراج ما فی السمٰوات والارض کا علم ہو گیا۔ اوس کے بعد اگر یہ ثابت ہو کہ حضور سے کوئی سوال کیا گیا اور حضور نے جواب فوراً عطا نہ فرمایا، یہ قطعاً اس لئے نہیں کہ حضور کو اوس کے جواب کا علم نہ تھا: بہت سوال ایسے ہوتے ہیں کہ جواب معلوم ہوتا ہے مگر فوری جواب نہیں دیا جاتا جس میں مصلحت ہوتی ہے۔ وحی کا انتظار جیسے اوس صورت میں ہوتا جبکہ علم نہ ہوتا ایسی ہی اوس کی صورت یہ بھی ہے کہ خود جواب عطا ہو اس سے بہتر یہ ہے کہ وحی خداوندی سے جواب ہو۔ جیسے افک سیدتنا عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت کے واقعہ میں ہوا۔ حضور اگر اوس کے متعلق خود سے کچھ ارشاد فرماتے اوس سے بہت بہتر یہ ہوا کہ حضور نے وحی کا انتظار فرمایا۔ اور وحی میں اونکی طہارت بیان فرمائی۔ پھر وحی کا انتظار اس لئے بھی ممکن کہ اس سوال کا جو جواب باعلام الٰہی معلوم ہے۔ اوس کا اظہار ماذون ہو۔ فتوحات وہبیہ کی عبارت پر پھر نظر کیجیے کہ اللہ عزوجل نے ہر شئے پر حضور کو مطلع فرمایا مگر بعض کے کتم کا حکم فرمایا بعض کے اعلام کا۔ جو ذرا بھی سمجھ رکھتا ہے وہ اس سے کہ بعد معراج جب حضور نے معراج کا بیان فرمایا کفار نے بیت المقدس کے متعلق کچھ سوال کئے حضور نے فوراً جواب عطا نہ فرمائے اتنا سمجھ سکتا ہے کہ علم ہوتے ہوئے بھی بعض اوقات جواب میں تردد ہوتا ہے اور فوراً جواب نہیں دیا جاتا۔ یا وہابی یہ کہے گا کہ حضور کو بیت المقدس کا بھی علم نہ تھا۔ یہ تو سوا وہابی کے کوئی پاگل بھی نہیں کہہ سکتا۔ جب حضور بیت المقدس تشریف لے گئے تو ضرور حضور کو بیت المقدس کا علم تھا۔ وہاں کے متعلق سوالات کا جواب فوری عطا نہ فرمانا

هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوقِنُوْنَ

بصیرت

حصہ اوّل

علامہ سید محمود احمد رضوی مدیر رضوان کے تحریر کردہ تفسیری، فقہی، مذہبی، اخلاقی، اصلاحی مضامین کا ایمان افروز باطل سوز مجموعہ

مکتبۂ رضوان، گنج بخش روڈ لاہور

ہے اور اس کا منکر کافر ہے، اور میرے خیال میں مدیر تجلی بھی اس سے متفق ہوں گے۔

علمِ مَا کَانَ وَمَا یَکُوْن ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ اتنا ضروریاتِ دین سے ہے کہ اللہ عزوجل نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض علوم غیبیہ پر مطلع فرمایا لیکن یہ بعض غیب جس پر حضور اقدس کو مطلع کیا آیا روزِ اوّل[1] سے یوم آخر تک تمام کائنات کو شامل ہے جیساکہ عموم آیات و احادیث کا مفاد ہے یا اس میں کچھ تخصیص ہے تو بہت سے اہلِ ظاہر جانب خصوص گئے۔ کسی نے علوم خمس کو، کسی نے علم روح کو، کسی نے علم قیامت کو، کسی نے متشابہات کو خاص کیا لیکن اس کے ساتھ ساتھ بہت سے علما و محدثین و مفسرین و ائمہ دین و بکثرت علماء ظاہر نے اس میں کوئی تخصیص نہیں کی اور آیات و احادیث کو ان کے عموم پر اسی طرح رکھا جس طرح ہم رکھتے ہیں اور حضور کے لیے علم ما کان و ما یکون کا اسی تفصیل سے اثبات کیا جیسے ہم کرتے ہیں۔ جس سے یہ واضح ہو گیا کہ جس تفصیل سے ہم حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے علمِ غیب ثابت کرتے ہیں، یہ ہمارا قول مختار ہے اور نہ ضروریاتِ دین سے ہے اور نہ ضروریاتِ مذہب سے، بلکہ باب فضائل سے ہے۔ اور جو لوگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض و عناد کی بنا پر اس تفصیل سے حضور کے لیے علم ما کان و ما یکون کا اثبات نہیں کرتے، ہم ان کو کافر و گمراہ تو درکنار فاسق بھی نہیں کہتے۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب قدس سرہ العزیز نے خالص الاعتقاد صفحہ ۴۳ پر الدولۃ المکیہ میں اس کی صاف و صریح لفظوں میں تصریح فرمائی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ:-

---

[1] روزِ اوّل تا یوم آخر کا مطلب یہ ہے کہ ابتدائے دنیا سے لے کر دخول جنت و نار تک کا علم جس کو مَا کَانَ وَمَا یَکُوْن سے تعبیر کیا جاتا ہے اور جس کی تشریح ان لفظوں میں ہم کرتے ہیں کہ:-

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ عزوجل نے ابتدائے آفرینش سے لے کر قیامت تک جو کچھ ہو چکا ہے۔

جو ہو رہا ہے، جو ہوگا سب کا تفصیلی علم عطا فرمایا۔"

قیامت کی وقت وانقضا انہی سے ہوگی اور دخولِ جنت و نار پر ختم ہوگی۔ تو جب تک جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں پہنچ جائیں گے اس وقت تک کے تمام علوم ہمارے دعوئی میں داخل ہیں اور قیامت کے بعد کے معلومات ہمارے دعویٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ھٰذا کتابنا ینطق علیکم بالحق (پ۲۵ الجاثیۃ)

مقیاس الحنفیّت

جُنیدِ زمان پیرِ طریقت مناظرِ اعظم

ابو عبد الوہاب مولانا محمد عمر صدیقی علیہ الرحمہ

المقیاس پبلشرز

۴- دربار مارکیٹ لاہور

امت کے لئے ظاہر نہ فرمانا ان کے عدم علم پر دلالت نہیں کرتا۔ اگر کسی نے بالفرض نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کچھ وقت کیلئے معاذ اللہ اس خبر سے بے علم سمجھا تو اس اعتقاد کی بنا پر اتنی دیر وہ منکر نبوت رہے گا۔ یا اس کو یہ ماننا پڑے گا نبی علیہ السلام کی کچھ دیر کے لئے عدم علمی اس کے نبوت کے انعدام پر دال ہوگی۔ اور نبوت کا نبی سے منعدم ہونا ایک آن کے لئے بھی اصول نبوت کیا بلکہ اصول الہیہ کے خلاف ہے ماننا پڑے گا کہ نبی علیہ السلام اپنے علم غیب عطائی سے ایک آن کے لئے بھی بے خبر نہیں ہوسکتا جیسا کہ نبی ﷺ تمام عالمین کے علم سے ایک آن کے لئے بھی بے خبر نہ تھے اور نہ ہیں اور نہ ہوسکتے ہیں۔ یہی مطلب لفظ نبی سے ظاہر ہوتا ہے۔ لہٰذا نبی ﷺ کے واسطے تمام عالمین کا علم غیب عطائی علی الدوام ماننا یعنی از ابتدائے آفرینش حضور ﷺ کو تا قیامت اور قیامت کے بعد تک بھی اور جنت اور دوزخ وغیرہ ہم کا تمام علم غیب بلکہ اس سے بھی زیادہ جس کو اللہ تعالیٰ جانتے ہیں اور مخلوق کی عقلوں کی سے بالاتر ہے آپ کی شان نبوت کو حاصل ہے۔

غیب کی شرح از روئے قرآن شریف } غیب کے معنی مَاغَابَ عَنکَ ہیں۔

(۱) بقرہ ۱/۱ } هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ (ہدایت ہے۔ ڈرنے والوں کے واسطے جو ایمان لاتے ہیں پوشیدہ چیزوں کے ساتھ جو دیکھی ہوئی نہیں)۔

(۲) نساء ۵/۶ } فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ (نیک بخت عورتیں فرمانبردار حفاظت کرنے والیاں پوشیدہ چیز کی جس کی حفاظت اللہ نے فرمائی) یہاں اگر غیب کے معنی غیر مخلوق کے جاویں تو فرمان الٰہی معاذ اللہ غلط ثابت ہوتا ہے۔

(۳) مائدہ ۷/۱۳ } لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ (تا کہ معلوم کرے اللہ تعالیٰ کون ڈرتا ہے اس سے بن دیکھے)

(۴) یوسف ۱۲/۷ } ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّيْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ یوسف علیہ السلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ

مقیاسُ الحنفیّت

جُنید زمان پیر طریقت مناظرِ اعظم
ابو عبدالوہاب مولانا محمد عمر صدیقی علیہ الرحمہ

المقیاس پبلشرز
۴- دربار مارکیٹ لاہور

فلاں کے گرنے کی جگہ اور آپ نے اپنے دست پاک کو زمین پر رکھا تو فرمایا حضرت انسؓ نے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے دست پاک کی جگہ سے ان فرمودہ آدمیوں سے کوئی بھی پس و پیش نہیں ہوا تو بمطابق حکم حضور ﷺ ان کو پاؤں سے پکڑ کر گھسیٹ کر قلیب بدر میں ڈالا گیا) اس حدیث پاک سے صاف ظاہر ہے کہ نبی ﷺ نے امور خمسہ سے امرین کی اطلاع قبل از وقت فرمائی (۱) ماذا تکسب غدا کا علم یعنی کل کیا ہوگا (۲) اور بای ارض تموت کا علم یعنی کونسی زمین میں مرے گا۔ تو نبی ﷺ نے صاف لفظ غد یعنی کل کا علم ظاہر فرمایا۔ اور زمین پر دست پاک رکھ کر علیحدہ علیحدہ ہر ایک کے مرنے کی جگہ پہلے ہی ظاہر فرمادی۔ کیا ان دو کا امور خمسہ سے ارشاد نبی ﷺ صحیح نہیں اگر صحیح ہے تو اس پر ایمان لانے سے آپ کو کوئی مذہبیت مانع نہ ہونی چاہیے۔ کیونکہ شان مصطفیٰ ﷺ ہے۔ پھر تمہیں یاد ہونا چاہیے کہ نبی ﷺ کا یہ فرمان ہے کہ خعو بین بھاگ گئے تھے۔ کہ مسلمانوں کے نبی نے جو کچھ فرمادیا ہے وہ سچ ہو کر ہی رہے گا۔ لیکن دوسرے دن ان کو میدان جنگ میں آنا پڑا اور انہیں فرمودہ مقامات پر وہ قتل کئے گئے۔ ذرا انصاف کی نظر سے غور کریں۔ کہ کفار کا عقیدہ تو انبیاء کے متعلق ان کے علوم خمسہ پر صحیح ہو اور تم امتی بن کر ان کے علوم صحیحہ کا انکار کرو تو کیا منکرین علوم خمسہ کو ان مقتولین کفار سے بدتر نہ کہا جائے۔ میرے خیال میں یہ کہنا بجا ہوگا زیادتی نہیں ہے۔ کیونکہ آپ کے فرمان کے مطابق ہی واقع ہوا۔

(۱۹) مشکوۃ شریف ص ۴۸۰} عَنْ عَبْدَ اللہ بن عمر وقال قال رَسُوْلُ اللہ ﷺ يَنْزِلُ عِيْسٰى ابْنُ مَرْيَمَ اِلَى الْاَرْضِ فَيَتَزَوَّجُ وَيُوْلَدُلَهٗ وَيَمْكُثُ خَمْسًا وَّاَرْبَعِيْنَ سَنَةً ثُمَّ يَمُوْتُ فَيُدْفَنُ مَعِىْ فِىْ قَبْرِىْ (عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے عیسیٰ بن مریم زمین پر اتریں گے تو نکاح کریں گے اور ان کی اولاد ہوگی۔ اور ۴۵ سال قیام فرمائیں گے۔ پھر ان کا وصال ہوگا تو

میری قبر کے ساتھ میرے مقبرے میں دفن کیے جائیں گے) اس حدیث پاک میں نبی ﷺ نے پانچ غیبی امور کو ظاہر فرمایا۔ جو قرب قیامت میں ہونے والے ہیں (۱) عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی اطلاع (۲) عیسیٰ علیہ السلام کے نکاح کرنے کی اطلاع (۳) عیسیٰ علیہ السلام سے اولاد کا ہونا یعنی مافی الارحام کے علم کی آپ نے کئی صدیوں پہلے اطلاع فرما دی (۴) عیسیٰ علیہ السلام کے قیام کی پوری میعاد ۴۵ سال کا ارشاد فرما دینا (۵) عیسیٰ علیہ السلام کے وصال کے مقام کی اطلاع دینا۔ لہٰذا اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ نبی ﷺ نے امور خمسہ سے امور ثلاثہ غیبیہ مخصوصہ کی خبر صحیح بیان فرمائی جس پر ہر کلمہ گو مسلمان کا ایمان ہے۔ کہ قرب قیامت میں ایسے ہی ہو کر رہے گا۔ الا فرقہ مرزائیہ جو ان اطلاعات ثلاثہ کے منکر ہیں اب تم سوچو کہ تمہارا ایمان نبی ﷺ کے امورات مغیبہ فرمودہ پر صحیح ہے تو تم نبی ﷺ کے واسطے علوم خمسہ کے قائل ہو گئے۔ توفیہا ورنہ فرقہ مرزائیہ میں شامل ہو گئے۔

(۲۰) کنز العمال $\frac{ج ۷}{۲۶۸}$} عَنْ عائشة قالت قلتُ یا رسُول الله اِنّی اری اَنّی اَعیشُ مِنْ بعدک فاْذن لی اَن اُدفن الی جنبک فقال وانّی لی بذالک الْمَوْضِعِ مَا فِیہِ اَلْامَوْضعُ قبری وقبر ابی بکرٍ وعمر وعیسی بن مریم (حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں دیکھتی ہوں کہ میں آپ کے بعد زندہ رہوں گی۔ آپ مجھے اجازت فرمائیے کہ میں آپ کے پہلو میں دفن کی جاؤں۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ بے شک میرے واسطے یہی جگہ ہے یعنی میرا مدفن یہی ہے۔ اور کسی کی جگہ نہیں سوائے میری قبر کے اور سوائے ابوبکرؓ کی قبر کے اور عمرؓ کی قبر کے اور عیسیٰ بن مریم کی قبر کے) اس حدیث شریف میں نبی ﷺ نے چاروں کے مدفن کا علم بیان فرما دیا۔ جس سے مافی غد کا علم بھی ثابت ہو گیا۔ چنانچہ بمطابق فرمان مصطفیٰ ﷺ آپ کے اسی مقررہ مقام پر آپ کا بھی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہٰذا کتابنا ینطق علیکم بالحق (صدق اللہ العظیم)

مقیاس الحنفیّت

جُنید زمان پیر طریقت مناظر اعظم
ابوعبدالوہاب مولانا محمد عمر صدیقی علیہ الرحمہ

المقیاس پبلشرز
۴- دربار مارکیٹ لاہور

كقوله: زَيَّنْتُهُ فَتزيَّنَ، وحلّاهُ فتحلّى، وَجمّلَه فتَجَمَّل، لكن لمّا تُعُورِفَ فيمَنْ يَدَّعي النُّبوَّةَ كذباً جُنِّبَ استِعماله في المُحقّ، ولم يُستعملْ إلّا في المُتقَوِّل في دعْوَاهُ. كقولك: تنَبَّأ مُسَيْلِمَةُ، ويقالُ في تصغيرِ نبيءٍ: مُسَيْلِمَةُ نُبَيِّيءُ سَوْءٍ، تنبيهاً أنّ أخبارَهُ لَيْسَتْ مِنْ أخبارِ اللّهِ تعالى، كما قالَ رجُلٌ سَمِعَ كَلامَهُ: وَاللهِ مَا خَرَجَ هَذا الكَلامُ من إلٍّ[1] أي: اللّهِ. والنَّبْأَةُ الصَّوْتُ الخَفِيُّ.

نبـي

النبيُّ بغيرِ همْزٍ، فقد قال النحْوِيُّونَ: أصْلُه الهَمْزُ فتُرِكَ همْزُهُ، واسْتَدَلُّوا بقولِهِمْ: مُسَيْلِمَةُ نُبَيِّيءُ سَوْءٍ. وقال بعضُ العلماءِ: هوَ منَ النُّبْوَةِ، أي: الرِّفْعةِ[2]، وسُمِّيَ نَبِيّاً لِرِفْعَةِ محلِّهِ عن سائرِ الناسِ المدْلُولِ عليه بقوله: ﴿ وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا ﴾ [مريم/ ٥٧]. فالنبيُّ بغيرِ الهمزِ أبْلغُ من النَّبيءِ بالهمْزِ؛ لأنه ليسَ كلُّ مُنَبَّإٍ رفيعَ القَدْرِ والمحَلِّ، ولذلك قال عليه الصلاةُ والسلامُ لِمَنْ قالَ: يا نَبيءَ اللّهِ فقالَ: «لَسْتُ بِنَبيءِ اللّهِ

وَلكنْ نَبِيُّ اللّهِ»[3] لمّا رأى أنَّ الرَّجُلَ خاطبَهُ بالهمْزِ لِيَغُضَّ منه. والنُّبُوَّةُ والنَّباوَةُ: الارْتفاعُ، ومنه قيلَ: نَبَا بِفُلانٍ مكَانُهُ، كقولِهِم: قَضَّ عليه مَضْجعهُ، ونَبَا السيفُ عن الضَّريبةِ: إذا ارْتَدَّ عنه ولم يمضِ فيه، ونَبَا بصرُهُ عن كذا تشبيهاً بذلك.

نتـق

نَتْقُ الشيءِ: جَذْبه ونَزْعهُ حتى يسْترْخِيَ؛ كنَتْقِ عُرَى الحِمْلِ. قال تعالى: ﴿ وَإِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ ﴾ [الأعراف/ ١٧١]، ومنه استُعيرَ: امْرأةٌ ناتِقٌ: إذا كثُرَ وَلَدُهَا، وَقيلَ: زَنْدٌ نَاتِقٌ: وَارٍ، تشبيهاً بالمرْأةِ النَّاتِقِ.

نثـر

نَثْرُ الشيءِ: نشْرُه وتفْريقُهُ. يقالُ: نَثَرْتُه فانْتَثَرَ. قال تعالى: ﴿ وَإِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ﴾ [الانفطار/ ٢] ويُسَمَّى الدِّرْعُ إذا لُبِسَ نَثْرَةً، وَنَثَرَتِ الشاةُ: طَرَحَتْ مِنْ أنفِها الأذى، والنَّثْرَةُ: مَا يَسِيلُ مِن الأنْفِ، وقد يُسَمَّى الأنْفُ نَثْرَةً، ومنه: النَّثْرَةُ لِنَجْمٍ يقالُ له أنْفُ الأسَدِ، وَطَعَنَهُ

---

(١) ذكر أبو بكر الباقلاني أنّ أبا بكر الصديق سأل أقواماً قدموا عليه من بني حنيفة عن هذه الألفاظ ـ أي: ألفاظ مسيلمة ـ فحكوا بعضها، فقال أبو بكر: سبحان الله! ويحكم، إنّ هذا الكلام لم يخرج عن إلّ، فأين كان يُذهب بكم. راجع: إعجاز القرآن ص ١٥٧.

(٢) انظر: اللسان (نبأ)؛ والحجة في القراءات للفارسي ٢/ ١٩٠؛ والقول البديع ص ٢٩.

(٣) الحديث عن أبي ذر قال: جاء أعرابي إلى رسول الله ﷺ فقال: يا نبيء الله، فقال رسول الله ﷺ: «لستُ بنبيء الله، ولكني نبي الله» أخرجه الحاكم، وقال: صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه، وتعقّبه الذهبي وقال: بل منكر لم يصح، وفيه حمران بن أعين ليس بثقة، وهو واهٍ. انظر: المستدرك ٢/ ٢٣١.

وقال ابن عمر: ما هَمَزَ رسول الله ﷺ ولا أبو بكر ولا عمر ولا الخلفاء، وإنما الهمز بدعة ابتدعوها من بعدهم.

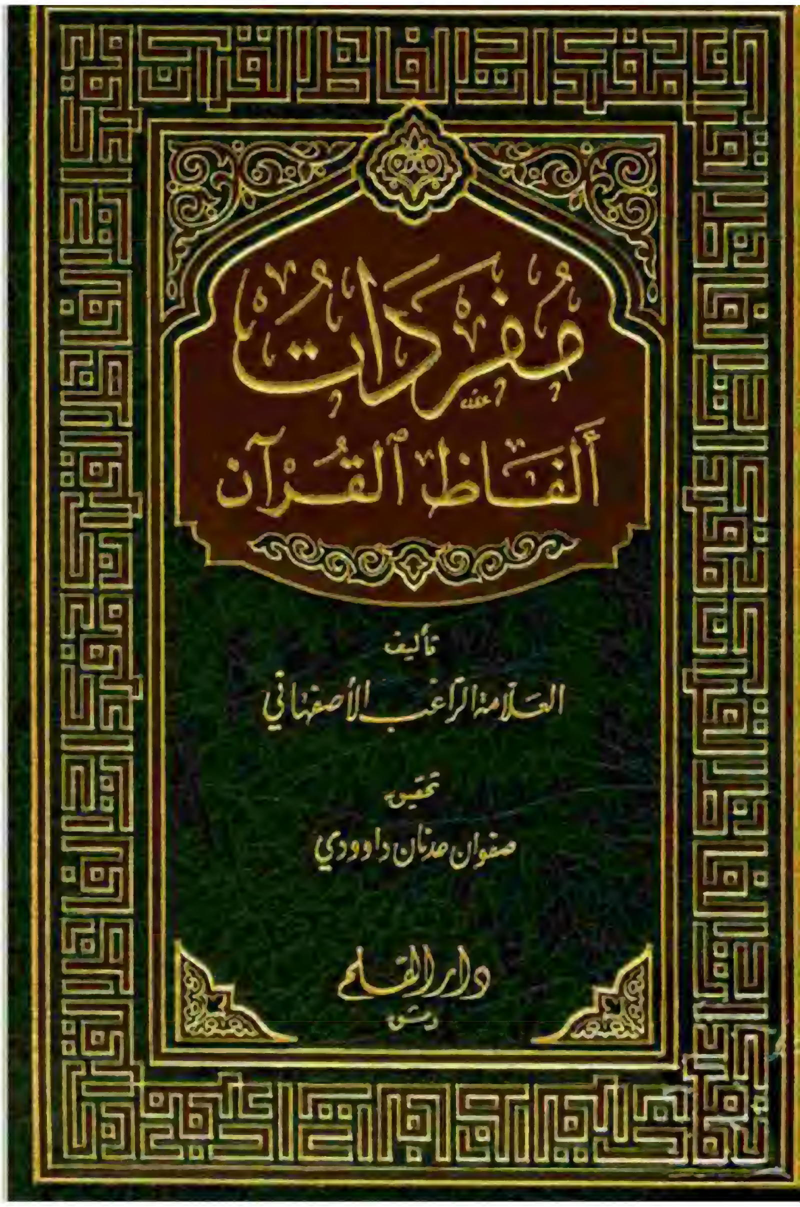

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ؕ

اے غیب بتانے والے (نبی) تم اپنے اوپر کیوں حرام کیے لیتے ہو وہ چیز جو اللہ نے تمہارے لیے حلال کی ف۲ اپنی بیبیوں کی مرضی چاہتے ہو

وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۱ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ ۚ وَاللّٰهُ

اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے بے شک اللہ نے تمہارے لیے تمہاری قسموں کا اتار مقرر فرما دیا ف۳ اور اللہ

مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝۲ وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ

تمہارا مولیٰ ہے اور اللہ علم و حکمت والا ہے اور جب نبی نے اپنی ایک بی بی ف۴ سے

اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا ۚ فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ

ایک راز کی بات فرمائی ف۵ پھر جب وہ اس کا ذکر کر بیٹھی اور اللہ نے اسے نبی پر ظاہر کر دیا تو نبی نے اسے کچھ جتایا

وَاَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا ؕ قَالَ

اور کچھ سے چشم پوشی فرمائی ف۶ پھر جب نبی نے اسے اس کی خبر دی بولی ف۷ حضور کو کس نے بتایا فرمایا

ف۱ سورۂ تحریم مدنیہ ہے اس میں دو ۲ رکوع، بارہ ۱۲ آیتیں، دو سو سینتالیس ۲۴۷ کلمے، ایک ہزار ساٹھ ۱۰۶۰ حرف ہیں۔ ف۲ **شانِ نزول:** [illegible]

[illegible]

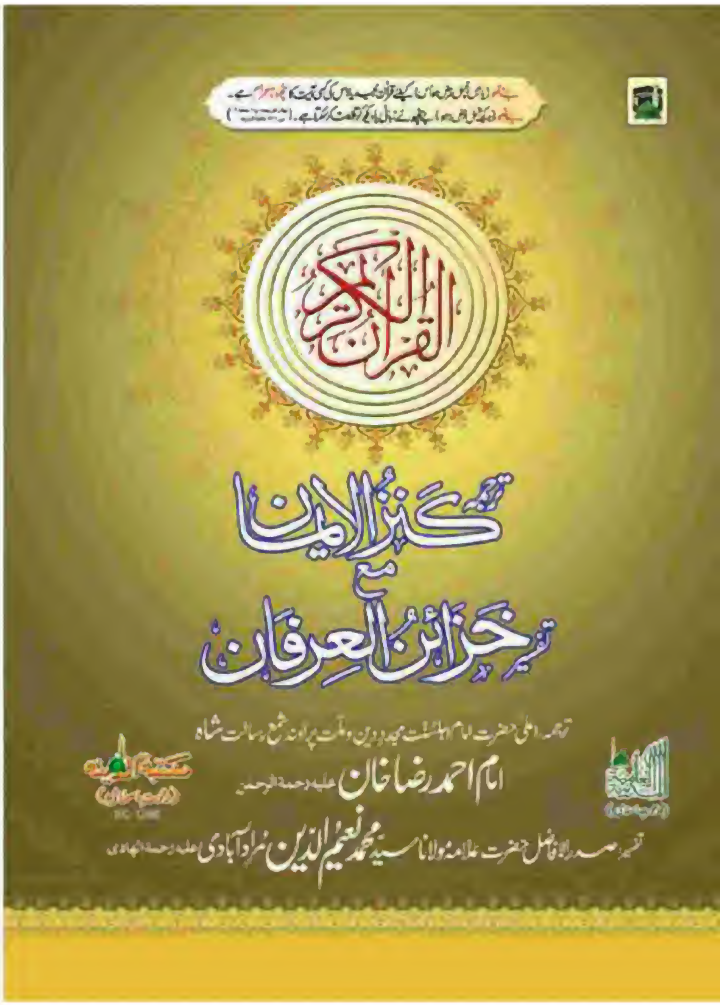

للإحاطة على سبيل الإفراد، **فاعتبر** كل واحد من الداخلين كان ليس معه غيره، **وهو** أول بالنسبة إلى من تخلّف من الناس **ولم يدخل**، ولو دخل عشرة فُرادى كان النفل للأول خاصة؛ لأنه الأول من كل وجه، وكلمة "كل" يحتمل الخصوص.

وفي كلمة "مَن" يبطل النفل، أي إن قال: "من دخل هذا الحصن أولاً فله من النفل كذا"، فدخل عشرة معًا لا يستحق أحد منهم؛ لأن الأول **اسم لفرد سابق** دخل أولاً ولم يوجد، بل وجد الداخلون الأولون، **وكلمة "من"** ليست محكمة في العموم حتى تؤثر **في تغيير لفظ أولاً**، بخلاف كلمة "كل" و"الجميع"، **فإنه يتغير بهما قوله: "أولاً"**، ولو دخل عشرة فرادى يستحق الأول النفل خاصة دون الباقين.

في صورة "من"

فاعتبر إلخ: فإن هذا هو موجب كلمة "كل" على ما مر.(القمر) وهو: أي كل واحد من الداخلين أول إلخ، وهذا دفع ما يتوهم من أنه لما دخل عشرة، فما تحقق الداخل الأول.(القمر)

ولم يدخل: هذه مسامحة، فإن الداخل أولاً يجب أن يعتبر إضافة إلى الداخل ثانيًا لا إلى من ليس بداخل أصلاً، فالأولى أن يقول الشارح: وهو أي كل واحد من العشرة الداخلين أول بالنسبة إلى من تخلف من الناس الذي يقدر دخوله بعد فتح الحصن.(القمر) اسم لفرد سابق إلخ: على ما ثبت بالنقل عن أئمة اللغة، فيقع الأول عند الإطلاق على الفرد السابق، وأما الفريق الأول أو الجماعة الأولى فصرفٌ عن الظاهر.(القمر)

وكلمة "من" إلخ: دفع دخل هو: أنه لم لا يحمل لفظ أولاً ههنا على المجاز كما حمل عليه في كل.(القمر)

كلمة "من" إلخ: لأن عموم "من" ليس على سبيل الإفراد، بل عموم الجنس.(السنبلي)

في تغيير لفظ إلخ: بأن يكون أول مجازًا عن السابق في الدخول واحدًا كان أو جماعة.(القمر)

أولاً: لأن الأول اسم لفرد سابق، فلما قرن بـ"من" سقط عموم "من"؛ لأن الأول فرد محكم للفرد السابق، وكلمة "من" ليست محكمة في العموم، فيحمل المطلق المحتمل على المحكم.(السنبلي)

فإنه يتغير إلخ: لأن كلمة "كل" و"جميع" تقتضيان التعدد في مدخولهما، فلا بد من أن يراد بالأول السابق في الدخول واحدًا كان أو جماعة ليحصل التعدد.(القمر) يتغير بهما: ولا يسقطان للتعارض؛ لأن السقوط مشروط بعدم إمكان العمل بالمتعارضين، وههنا العمل ممكن.(القمر)

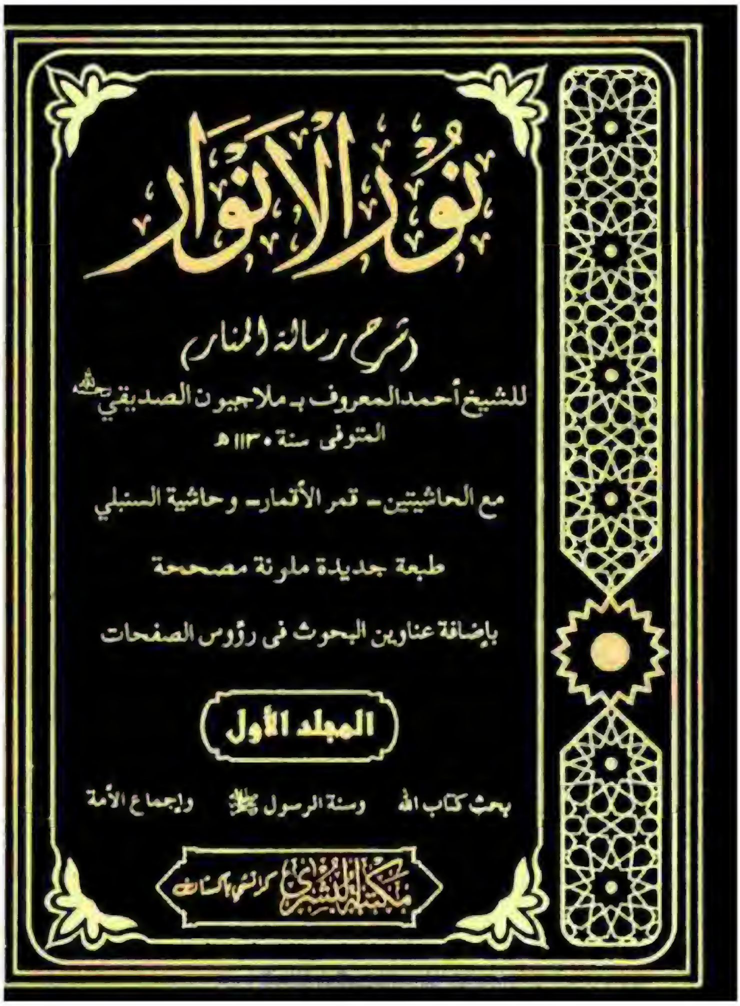

"قوم ورهط" فإن القوم صيغته **صيغة مفرد بدليل أنه يثنى ويجمع** يقال: قومان وأقوام لكن معناه معنى العام؛ لأنه يطلق على الثلاثة إلى العشرة كما أن "رهطًا" **يطلق إلى التسعة**، ولكن **يشترط** في إطلاق لفظ القوم **أن تكون** الآحاد **مجتمعة، وإنما يصح** الاستثناء لواحد في قولك: "جاءني القوم إلا زيدًا" **باعتبار** أن مجيء المجموع لا يكون إلا باعتبار مجيء كل واحد، بخلاف ما إذا قيل: يُطيق رفع هذا الحجر القومُ إلا زيدًا؛ فإنه لا يصح لأن الحكم ههنا متعلق بالمجموع من حيث المجموع، ولهذا **يصح** جاء العشرة إلا واحدًا، **ولا يصح** العشرة زوج إلا واحدًا.

"ومَنْ وما" يحتملان العموم والخصوص، وأصلهما العموم، يعني أنهما في أصل الوضع **للعموم**،

صيغة مفرد: فإنه مصدر قام، فحمل وصفًا، ثم غلب على الرجال خاصة؛ لقيامهم بأمور النساء، ولا تصغ إلى من قال: إن قومًا جمع قائم، فإن فعلاً ليس من أبنية الجمع كذا قال التفتازاني.(القمر) بدليل أنه يثنى ويجمع: أي من غير شذوذ، فلا يرد أن الجمع أيضًا قد يثنى ويجمع، فيقال في رماح: رماحان ورماحات؛ فإنه شاذ.(القمر)

يطلق إلى التسعة: أي يطلق من الثلاثة إلى التسعة من الرجال لا يكون فيهم امرأة.(القمر)

يشترط: فلا يصلح أن يطلق على الجمع والفرد كليهما.(المحشي) أن تكون إلخ: أي لا يكون الحكم لكل واحد من حيث هو واحد، فلو قال الإمام: "القوم الذي يدخل هذا الحصن فله كذا" فدخله جماعة تستحق النفل، ولو دخله واحد لم يستحق شيئًا، كذا في "التلويح".(القمر) مجتمعة: أي الحكم فيه على المجموع من حيث أنه مجموع.(المحشي)

وإنما يصح إلخ: جواب سؤال هو: أنه متى اشترط في إطلاق لفظ القوم اجتماع الآحاد، فكيف يصح استثناء الواحد من القوم في مثل: جاءني القوم إلا زيدًا، فإنه ليس حكمًا على كل واحد، فكيف يستثنى الواحد.(القمر)

باعتبار إلخ: يعني أن صحة الاستثناء ههنا باعتبار القرينة الخارجية وهي قرينة الفعل ولا كلام فيه.(القمر)

يصح: لأن مجيء العشرة باعتبار مجيء كل واحد واحد، فيصح الاستثناء.(القمر) ولا يصح إلخ: لأن الحكم ههنا متعلق بالمجموع.(القمر) للعموم إلخ: فإذا قيل: "من في الدار"؟ استقام الجواب بواحد، فيقال: زيد، وبالجماعة فيقال: فلان وفلان وفلان، وفي الشرط تقول: ﴿وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا﴾ (آل عمران:٩٧) وفي الخبر: "أعط من زارني درهمًا" فكل من زاره يستحق العطية، وقال الله تعالى: ﴿يُسَبِّحُ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ﴾ (التغابن:١). (القمر)

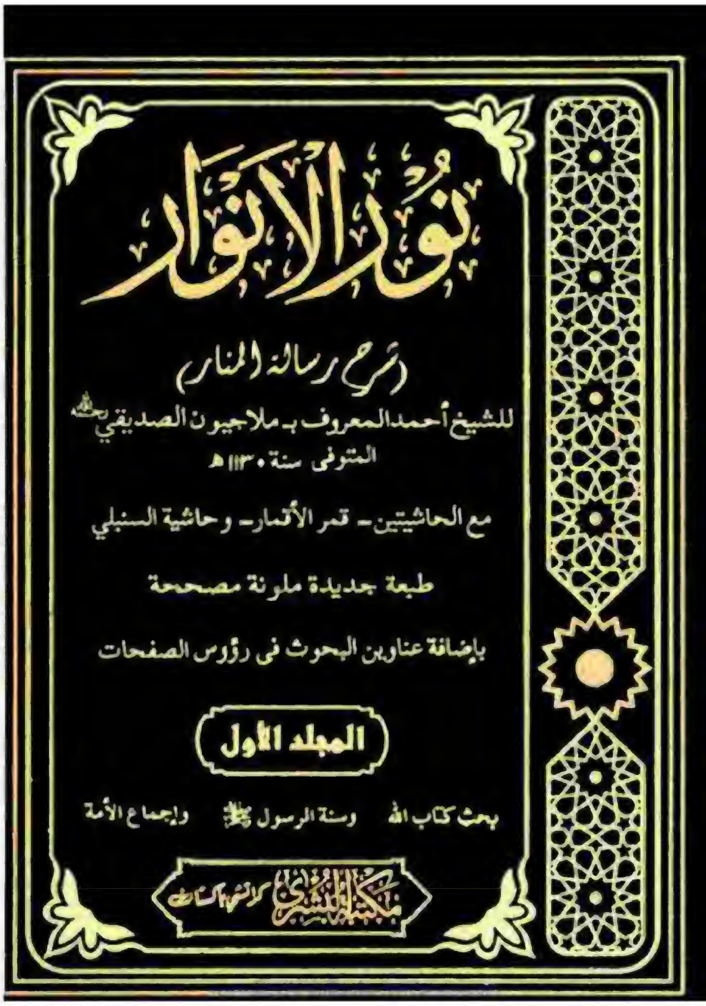

شرح المواقف

للقاضي عضد الدين عبد الرحمن الإيجي المتوفى سنة ٧٥٦هـ

تأليف

السيد الشريف علي بن محمد الجرجاني
المتوفى سنة ٨١٦هـ

ومعه

حاشيتا السيالكوتي والجلبي

على شرح المواقف

ضبطه وصححه

محمود عمر الدمياطي

تنبيه:

جعلنا بأعلى الصحيفة المواقف بشرحه، ودونها حاشية عبد الحكيم السيالكوتي ودونهما حاشية حسن جلبي بن محمد شاه الفناري مفصولاً بين كل واحد منها بجدول

الجزء الثامن

منشورات
محمد علي بيضون
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

[المقصد الرابع: في أن مرتكب الكبيرة من أهل الصلاة]

(في أن مرتكب الكبيرة من أهل الصلاة) أي من أهل القبلة (مؤمن، وقد تقدم بيانه في مسألة حقيقة الإيمان، وغرضنا هاهنا ذكر مذهب المخالفين. والجواب عن شبهتهم: ذهب الخوارج إلى أنه كافر والحسن البصري إلى أنه منافق، والمعتزلة إلى أنه لا مؤمن ولا كافر. حجة الخارج وجوه: الأول: قوله تعالى: ﴿ومن لم يحكم بما أنزل الله فاولئك هم الكافرون﴾ [المائدة: ٤٤]، فإن كلمة من عامة في كل من لم يحكم بما أنزل فيدخل فيه الفاسق المصدق، وأيضاً فقد علل كفرهم بعدم الحكم فكل من لم يحكم بما أنزل الله كان كافراً، والفاسق لم يحكم بما أنزل الله (قلنا:) الموصولات لم توضع للعموم بل هي للجنس تحتمل العموم والخصوص، فنقول: (المراد من لم يحكم بشيء مما أنزل الله أصلا) ولا نزاع في كونه كافرا، (أو) نقول: المراد بما أنزل الله (هو التوراة بقرينة ما قبله وهو ﴿إنا أنزلنا التوراة﴾ [المائدة: ٤٤] الآية، وأمتنا غير متعبدين بالحكم فيختص باليهود)، فيلزم أن يكونوا كافرين إذا لم يحكموا بالتوراة، ونحن نقول بموجبه. (الثاني:) من تلك الوجوه: قوله تعالى: ﴿وهل يجازي إلا الكفور﴾ [سبأ: ١٧]) فإنه يدل على أنه كل من يجازى فهو كافر، وصاحب الكبيرة ممن يجازى لقوله: ﴿ومن يقتل مؤمناً متعمداً فجزاؤه جهنم﴾

قوله: (ذهب الخوارج إلى أنه كافر) وذهب الأزارقة إلى أنه مشترك لأنه يعمل عملاً لله تعالى، وعملاً لغيره وهو نفسه أو الشيطان أو غيرهما.

قوله: (والحسن البصري إلى أنه منافق) أي مظهر للإيمان مبطن للكفر، وأصله من نافق اليربوع أي أخذ في نافقائه وهي إحدى جحريه يكتمها ويظهر غيرها، وهو موضع يرفعه، فإذا أتى من قبل القاصعاء وهو جحره الذي يقصع فيه أي يدخل ضرب النافقاء برأسه فينفق ويخرج منه، والحق أن مذهب الحسن راجع إلى مذهب الخوارج ولا يمكن حمل كلامه على أنه مؤمن في الجملة وإن لم يكن مؤمناً كاملاً، لأن الوجه الثاني من وجهي استدلاله على مذهبه يدل على عدم الاعتقاد فيكون كافراً، اللهم إلا أن يراد بنفي الاعتقاد تضعيفه على نمط قولهم: زيد ليس بشيء وعلى هذا يؤول إلى كلام أهل السنة والمشهور خلافه وفي بعض الكتب أن الحسن البصري رجع عن هذا المذهب.

قوله: (المراد من لم يحكم بشيء مما أنزل الله تعالى أصلاً) وقد يجاب بأن الحكم بالشيء التصديق به، ولا شك أن من لم يصدق بما أنزل الله تعالى فهو كافر، وليس بشيء لأن السياق صريح في أن المراد بالحكم بما أنزل الله تعالى هو القضاء فيما بين الناس بما يوافقه لا معناه الاصطلاحي الذي هو التصديق.

التراث العربي

سلسلة يصدرها المجلس الوطني للثقافة والفنون والآداب

دولة الكويت

- ١٦ -

تاج العروس

من جواهر القاموس

للسيد محمد مرتضى الحسيني الزبيدي

الجزء الثلاثون

تحقيق

مصطفى حجازي

راجعه

الدكتور أحمد مختار عمر و الدكتور ضاحي عبد الباقي

والدكتور خالد عبد الكريم جمعة

١٤١٩ هـ - ١٩٩٨ م

الكَلام، كقولِكَ: كُلٌّ يَقُومُ، وكُلًّا ضَرَبْتُ، وبِكُلٍّ مَرَرْتُ، ويَقْبُحُ أنْ تَقُولَ: ضَرَبْتُ كُلًّا، ومَرَرْتُ بِكُلٍّ، قالَهُ السُّهَيْلِيُّ، فهذا ما اخْتَصَرْتُ مِنْ كَلامِ الشَّيخِ تَقِيِّ الدِّينِ رَحِمَهُ اللَّهُ تعالَى، ومَحَلُّهُ مُصَنَّفاتُ النَّحْوِ.

(و) قالَ ابنُ الأثِيرِ: مَوْضِعُ كُلٍّ، الإحاطَةُ بالجَمِيعِ (وقد جاءَ) اسْتِعْمالُه (بِمَعْنَى بَعْضٍ)، وعليهِ حُمِلَ قَوْلُ عُثْمانَ رَضِيَ اللَّهُ عنهُ حينَ دُخِلَ عليهِ فقِيلَ له: أَبِأَمْرِكَ هذا؟ فقالَ: كُلُّ ذلك - أي بَعْضُه - عن أَمْرِي، وبَعْضُه بِغَيْرِ أَمْرِي، قالَ: ومِنْهُ قَوْلُ الرَّاجِزِ:

* قالَ لها وقَوْلُهُ مُوْعِيُّ *

* إنَّ الشِّواءَ خَيْرُه الطَّرِيُّ *

* وكُلُّ ذاكَ يَفْعَلُ الوَصِيُّ[1] *

أي قد يَفْعَلُ وقد لا يَفْعَلُ[2]، فهو

(١) في مطبوع التاج: «قالت له وقولها مرعيّ»، والمثبت من ديوان العجاج ٧٠ والرجز له، والمشطور الثالث هنا متقدم على الثاني، واللسان.

(٢) انظر قوله «وقد لا يفعل» وهم يقولون: إن «قد» لا تدخل على النفي ولكنه ورد في قول أنس بن نواس المحاربي:

وكُنْتُ مُسَوَّدًا فينا حميدًا

وقد لا تَعْدَمُ الحسناء ذامًا

(ضِدٌّ)، قالَ شيخُنا: وجَعَلُوا مِنْهُ أيضًا قولَه تعالى: ﴿ثُمَّ كُلِي مِنْ كُلِّ الثَّمَراتِ﴾[1] ﴿وأُوتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ﴾[2] قالَ: وقد أَوْرَدَ بعضَ ذلك الفَيُّومِيُّ في مِصباحِه، وأشارَ إليهِ ابنُ السِّيدِ في الإنصافِ.

(ويُقالُ: كُلٌّ وبَعْضٌ مَعْرِفَتانِ) و(لَمْ يَجِئْ عن العَرَبِ بالألِفِ واللَّامِ، وهو جائِزٌ)، لأنَّ فِيهما مَعنى الإضافَةِ أَضَفْتَ أو لَمْ تُضِفْ، هذا نَصُّ الجَوْهَرِيِّ في الصِّحاحِ، وفي العُبابِ: قالَ أبو حاتِمٍ: قلتُ للأَصْمَعِيِّ في كتابِ ابنِ المُقَفَّعِ: العِلْمُ كَثِيرٌ، ولكنْ أَخْذَ البَعْضِ أَوْلَى مِنْ تَرْكِ الكُلِّ، فأَنْكَرَهُ أَشَدَّ الإنكارِ، وقالَ: الألِفُ واللَّامُ لا تَدْخُلانِ في بعضٍ وكُلٍّ؛ لأنَّهما مَعْرِفَةٌ بغيرِ أَلِفٍ ولامٍ، قالَ أبو حاتِمٍ: وقد اسْتَعْمَلَهُ النَّاسُ حَتَّى سِيبَوَيْهِ والأَخْفَشُ في كتابَيْهِما لِقِلَّةِ

= اللسان (فهم)، واستعمله ابن مالك فقال:

ولاضطرار أو تناسب صُرِفْ

ذو المنع، والمَصْرُوف قد لا يَنْصَرِفْ

(١) سورة النحل، الآية ٦٩.

(٢) سورة النمل، الآية ٢٣.

المسامرة

للعلامة كمال بن أبي شريف

شرح

المسايرة

للعلامة المحقق كمال الدين بن الهمام

للعلامة قاسم بن قطلوبغا الحنفي

احتشام الحق آسيا آبادي

دائرة المعارف الإسلامية

علم بعض المسائل عدم علم المغيبات فلا يعلم النبي منها (الا ما اعلمه الله تعالى به أحيانا وذكر الحنفية (فى فروعهم) تصريحا بالتكفير باعتقاد أن النبي يعلم الغيب لمعارضة قوله تعالى قل لا يعلم من فى السموات والارض الغيب الا الله) والله أعلم

﴿الاصل العاشر﴾ فى اثبات نبوة نبينا محمد صلى الله عليه وسلم (نشهد أن محمدا رسول الله أرسله الى الخلق أجمعين) بالهدى ودين الحق (خاتما للنبيين وناسخا لما قبله من الشرائع) والخلق بمعنى المخلوقين لان ارساله الى من يعقل من الانس والجن قال بعض العلماء والى الملائكة نقل ذلك الشيخ الامام أبو الحسن السبكى وصرح الامام الرازى فى تفسير قوله تعالى تبارك الذى نزل الفرقان على عبده ليكون للعالمين نذيرا بعدم دخول الملائكة فى عموم من بعث صلى الله عليه وسلم اليهم ولنا فى ذلك كلام أواخر الدرر اللوامع فى شرح جمع الجوامع فليراجعه من آثر الوقوف عليه ولاثبات نبوته صلى الله عليه وسلم مسالك ذكر المصنف المشهور منها بقوله (لانه) أى لان محمدا صلى الله عليه وسلم (ادعى النبوة) أى الرسالة عن الله (وأظهر المعجزة)

على عدم إلهية الكوكب ان كان التغير فقد وجد قبل الافول ولا معنى لاختصاصه به وان كان الغيبة عن البصر فيلزم فى حق الله تعالى وان كان كونه انتقل من كمال وهو العلو الى نقصان فقد كان ناقصا عند الاشراق وأيضا فذلك معلوم له قبل الافول أنه يافل وانه فى المشرق ما وحالته فى المغرب وعن قوله بل فعله كبيرهم بأنه لم يكن قاصدا لاسناد الفعل الى الصنم حتى يكون كذبا بل قصد تعبه على سبيل الاستهزاء بالكفار ويمكن أن يقال انه من قبيل اسناد الفعل الى السبب لان تعظيم الكفار للصنم حمله عليه السلام عليه وعن الاية التى فى حق يوسف عليه الصلاة والسلام انه انما كتم حريته ولم يبينها لاستشعاره بقتل الاخوة اياه اذا أظهر ذلك وذلك جائز قبل النبوة والله تعالى أعلم ٭

أنه عليه الصلاة والسلام يعلم الغيب ﴿وَعِندَهُۥ مَفَاتِحُ ٱلۡغَيۡبِ﴾ [الأنعام: ٥٩] الآية، وما أعلم الله تعالى أخيار عباده بالوحي أو الإلهام الحق لم يبق بعد الإعلام غيباً، فخرج عن الحصرين المستفادين من تقديم المسند والحصر بإلا.

نوع: وكّله بأن يتزوجها فقال عند الشهود: تزوجتُ فلانةً ولم يعرفها الشهود، لا يصحُّ ما لم يذكر اسمها واسم أبيها وجدّها، وإن عرفوها صحَّ بلا ذكر الأسماء. وكذا إذا كان الشهودُ يعرفون اسمها، فذكرُ الاسم كافٍ إذا علموا أنه أرادها بالذكر.

• وكذا لو كانت حاضرةً منتقبةً فأشار إليها، كفى ولا يحتاجُ إلى ذكر الاسم، لأن الحاضرَ يعرفُ بالإشارة. وفي «حيل الخصاف»: إذا كره الرجلُ أن يسمّيها عند الشهود يقولُ: خطبتُ امرأةً إلى نفسها على كذا من الصداق، فرضيتْ وجعلتْ أمرها إليَّ في التزويج، فاشهدُوا أني تزوجتُ هذه التي جعلتْ أمرها إليَّ على كذا، صحَّ إذا كان كما

• وفي البقالي: لم يسمّها الزوجُ ولم يعرفْها الشهودُ وسمعه بينه وبين ربّه.

• قال: زوّجتُ ابنتي وله أختٌ أو أختان، إن سمّاها جاز ولو غائبةً، وإن حاضرةً منتقبةً ولم يعرفْها الشهودُ جاز في «المختار». والاحتياطُ أن يكشفَ وجهها، أو يذكرَ أباها وجدّها ليكونَ متفقاً عليه فيقع الأمنُ من أن يرفعَ إلى قاضٍ يرى مذهب نصير بن يحيى: أنه لا يجوزُ ويبطله.

• قال: اشهدُوا أني تزوجتُ هذه المرأة التي في البيت، فقالت: قبلتُ، وسمعُوا صوتها ولم يروا شخصها، إن كانت في البيت وحدها جاز، وإن معها غيرها لا. وإذا جاز النكاح ووقع النزاعُ، يبرهنُ الزوجُ أن التي اعترفتْ بالنكاح كانت هي. وكذا لو وكّلت واحداً فسمعُوا صوتها ولم يروا شخصها، جاز.

الفصلُ السابعُ: في النكاح بغير وليٍّ. المختارُ فيه قولُ الإمام الثاني آخراً: أنه إنْ كان كفئاً صحَّ وإلا لا، وللوليِّ حقُّ الاعتراض. وقال الإمام: يجوزُ بغير وليٍّ، بكراً كانت أو ثيباً. وقال محمد: لا يجوزُ مطلقاً، رواه أبو سليمان، فلو طلّقها ثلاثاً كانت متاركةً ولا يقعُ الطلاقُ عند محمد رحمه الله تعالى، لأن الطلاقَ يتعقّبُ النكاح الصحيحَ، وكذا الإيلاءُ والظّهار. ولو أجاز الوليُّ لا ينعقدُ عنده لكنْ يكرهُ أن يتزوّجها قبل التزوّج بزوج آخر كراهةَ تنزيهٍ، حتى لو تزوّج لا يفرّقُ، وعلى قولهما: لا يحلُّ.

• زوّجتْ نفسها من رجلٍ وقصرتْ عن مهر مثلها، للأولياء حقُّ الاعتراض عند الإمامين.

• ولو زوّجها وليٌّ غير الأبِ والجدّ من غير كفءٍ لم يذكرْ، والقياسُ على مسألة التقصير في المهر: يقتضي أن لا يجوز هذا النكاحُ بلا خلافٍ.

• **القاضي** إذا زوّج الصغيرة من نفسه فهو نكاحٌ بلا وليٍّ، لأن القاضي رعيّةٌ في حقّ نفسه. وكذا إذا زوّج من ابنه لا يجوزُ، لأنه بمنزلة الحكم وحكمُ القاضي لابنه باطلٌ، بخلاف سائر الأولياء حيث يجوزُ لابن العمّ أن يزوّجَ بنتَ عمه من نفسه أو ابنه.

الفصلُ الثامنُ: في نكاح الصّغار. قبض الأبُ مهرَها وهي بالغةٌ أولاً وجهّزها به، أو قبض مكانَ المهر عيناً، ليس لها أن لا تجيزَ لأن ولاية قبض المهر إلى الآباء، وكذا التصرّف فيه.

• ولو اجتمع وليّانِ متساويانِ في الدرجة ملك كلّ الإنكاح لعدم تجزي الولاية، بخلاف الجارية المشتركة لأن الملكَ يتجزى فلا يملكُ أحدهما التزويج.

• كلُّ عقدٍ له مجيزٌ حالَ العقد يتوقّفُ، وما لا فلا.

• أعتقَ الصغيرُ على مالٍ، أو وهب وقبضه الموهوبُ له، أو زوّج عبده ثم كبر فأجاز، لا يصحُّ لأنه لا مجيزَ له أوانَ التصرّف. ولو زوّج أمته فأجازه بعد البلوغ، جاز لأن له مجيزاً.

• ولو زوّج القاضي صغيرةً لا وليَّ لها، إن في منشوره صحَّ وإلا لا، وإن عقد وليس في منشوره ثم أذن له فيه فأجاز، لا يجوزُ، قال الصدر: الصحيحُ أنه يجوزُ، أصلُه في «الجامع».

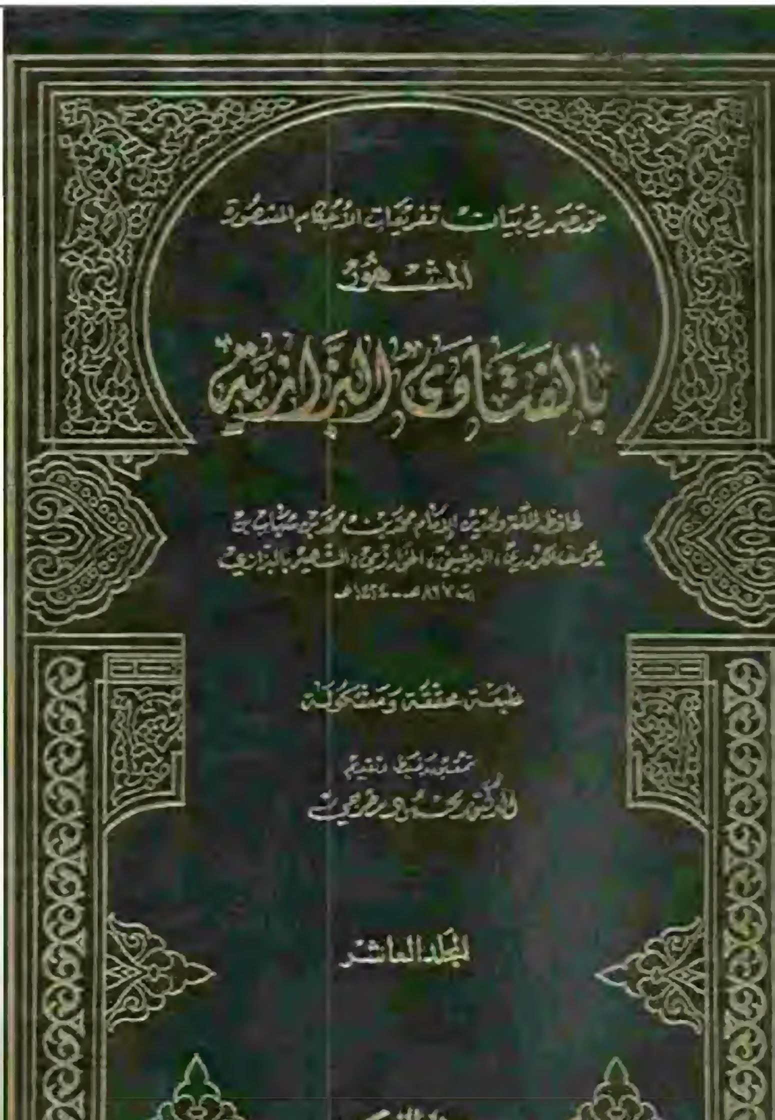

● رجلٌ قال: قصعةُ ثريدٍ خيرٌ لي من الله تعالى، لا يكونُ كفراً لأنه يرادُ بهذا أن هذه نعمة من الله تعالى.

● رجلٌ قال لعالم: أيرُ الحمار في علمك، إن أراد به علمَ الدين كان كافراً.

● رجلٌ قال: (اكرما دروغ مى كريم خداى دروغ مبكويد) لا يكفرُ لأن المراد بهذا أن الله تعالى لا يكذب.

● رجلٌ قال في غضب لامرأته: (اكر روسي كه ترازاد وان بيما كه ترانكشت وان خداي كه ترا آفريد) قال بعضهم: يكونُ كفراً. وسئل أبو نصر الدبوسي رحمه الله تعالى عن هذا فتأمَّلَ في ذلك أياماً ولم يجبْ، قال رضي الله عنه: الظاهرُ أنه يكونُ كفراً.

● رجلٌ قال لامرأته: يا كافرة، فقالت: أنا كافرةٌ فطلِّقني، قال الشيخ الإمام أبو بكر محمد بن الفضل رحمه الله تعالى: هذه ردَّةٌ وتجبرُ على الإسلام، وتجديد النكاح، والعود إلى الزوج. ولو قال لامرأته: يا كافرة، فقالت: لا بل أنت، لا يقعُ بينهما فرقةٌ.

● رجلٌ تزوَّجَ امرأةً بغير شهودٍ فقال الرجلُ والمرأةُ (خداي را ويغامبر را گواه كرديم) قالوا: يكونُ كفراً لأنه اعتقد أن رسول الله ﷺ يعلمُ الغيب وهو ما كان يعلمُ الغيبَ حين كان في الأحياء فكيف بعد الموت؟

● رجلٌ قال: أنا أعلمُ المسروقات، قال الشيخ الإمام محمد بن الفضل: هذا القائلُ ومن صدَّقه يكونُ كافراً. قيل له: فمن قال هذا القائلُ: أنا أخبرُ بإخبار الجنِّ إياي يكفرُ؟ قال: هو ومن صدَّقه يكونُ كافراً بأنه تقوله عليه السلام: «من أتى كاهناً فصدَّقه فيما قال فقد كفر بما أُنزل على محمد»[1] لا يعلمُ الغيبَ إلا الله، لا الجنُّ ولا الإنس، يقولُ الله في الأخبار عن الجن: ﴿فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ ٱلْجِنُّ أَن لَّوْ كَانُوا۟ يَعْلَمُونَ ٱلْغَيْبَ مَا لَبِثُوا۟ فِى ٱلْعَذَابِ ٱلْمُهِينِ﴾ [سبأ: ١٤].

● نصرانيٌّ أتى مسلماً فقال: اعرِضْ عليَّ الإسلام حتى أسلم عندك فقال: اذهبْ إلى فلانٍ العالم حتى يعرض عليك الإسلامَ فتسلم عنده، اختلفوا فيه، قيل: يكفرُ لأنه رضيَ بكفره بعض الأوقات، وقال الفقيه أبو جعفر رحمه الله تعالى: لا يصيرُ كافراً لأن العالم يهدي إلى ما لا يهتدي غير العالم.

● رجلٌ قال لغيره: (أي بارخدائي من) قال بعضُهم: يكفرُ وقال الشيخ الإمام أبو بكر محمد بن الفضل رحمه الله تعالى: إن أراد به: (أي مهتر من) لا يكفر لأن هذا اللفظ يذكر ويرادُ به ذلك. ولو قال: (أي خدائي من) يكون كافراً.

● امرأة قالت لزوجها: (اي سر خداي دانى) فقال: نعم، قال الشيخ الإمام أبو بكر محمد بن الفضل رحمه الله تعالى: يكفرُ الرجل، لأن السرَّ والغيب واحدٌ، ومن ادَّعى علمَ الغيب كان كافراً. وعن شداد بن حكيم رحمه الله تعالى: امرأته بعثت إلى زوجها السحورَ في رمضان على يدي الخادم، فأبطأ الخادمُ في الرجوع إلى المرأة، فاتَّهمت المرأة، فقال شداد: لم يكن بيننا شيءٌ فطال الكلام بين شداد وبين امرأته، فقال شداد بن حكيم لامرأته: تعلمين الغيب؟ فقالت: نعم، فكتب به شداد إلى محمد بن الحسن وكان هو من أصحابه رحمه الله تعالى وأجاب محمد: أن جدِّد النكاح فإنها كفرت.

● رجلٌ استحلَّ الجماعَ في حالة الحيض، قال أبو بكر البلخي رحمه الله تعالى: استحلال الجماع في الحيض كفر، وفي الاستبراء بدعةٌ وضلالٌ وليس بكفر، وعن ابراهيم بن رستم: إن استحلَّ الجماع في الحيض مما لا أن النهي ليس للتحريم أو لم يعرف النهي، لا يكفرُ لأنه إن عرف أن النهي للتحريم ومع ذلك استحلَّ الجماع فيه كان كفراً. وعن شمس الأئمة السرخسي رحمه الله تعالى: أن استحلال الجماع في الحيض كفرٌ من غير تفصيل.

● رجلٌ قال: عبدُ العزيز عبدُ الخالق عبدُ الغفار عبدُ الرحمن بإلحاق الكاف في آخر الاسم قالوا: إن قصد به يكفرُ، وإن جرى على لسانه من غير قصد أو كان جاهلاً لا يكفرُ، وعلى من سمع ذلك منه أن يعلمه العلم وهذه فصولٌ عشرة:

● أحدها: أن إسلام الصبيِّ العاقل والصبيَّة عندنا صحيحٌ، وكذا إسلامُ المعتوه الذي يعقلُ الإسلامَ، وإسلام الحقِّ من الناطق إسلامٌ عندنا، وكذا إسلامُ المكره إسلامٌ عندنا إن كان حربياً، وإن كان ذمياً لا يكونُ إسلاماً.

(١) - حديث أبي هريرة: د (٣٩٠٤) وت (١٣٥) وجه (٦٣٩) وحم: ٢/ ٤٢٩ وهق: ٧/ ١٩٨.

البحر الرائق

شرح

كنز الدقائق

(في فروع الحنفية)

للشيخ الإمام أبي البركات عبد الله بن أحمد بن محمود المعروف بحافظ الدين النسفي

المتوفى سنة ٧١٠هـ

والشرح «البحر الرائق»

للإمام العلامة الشيخ زين الدين بن إبراهيم بن محمد المعروف بابن نجيم المصري الحنفي

المتوفى سنة ٩٧٠هـ

ومعه الحواشي المسماة

منحة الخالق على البحر الرائق

للعلامة الشيخ محمد أمين عابدين بن عمر عابدين بن عبد العزيز المعروف بابن عابدين الدمشقي الحنفي

المتوفى سنة ١٢٥٢هـ

ضبطه وخرّج آياته وأحاديثه

الشيخ زكريا عميرات

تنبيه

وضعنا متن كنز الدقائق في أعلى الصفحات، ووضعنا أسفل منه مباشرة نص «البحر الرائق»

ووضعنا في أسفل الصفحات حواشي الشيخ ابن عابدين

الجزء الثالث

منشورات

محمد علي بيضون

دار الكتب العلمية

بيروت - لبنان

العين في الحال عند حرين أو حر وحرتين عاقلين بالغين مسلمين ولو فاسقين أو محدودين أو أعميين أو ابني العاقدين وصح تزوج مسلم ذمية عند ذميين ومن أمر رجلاً

وتزوجها لم تطلق لأنه حين خطبها حنث لوجود الشرط فحين تزوجها تزوجها واليمين غير باقية اهـ. ومنها ما في الخلاصة: لو قال صرت لي أو صرت لك فإنه نكاح عند القبول وقد قيل بخلافه اهـ. ومنها ما في التتارخانية: لو قال لها يا عروسي فقالت لبيك انعقد لكن في الصيرفية أنه خلاف ظاهر الرواية. ومنها بالسمع والطاعة لو قال زوجي نفسك مني فقال بالسمع والطاعة فهو نكاح كما في الخلاصة. ومنها ما في الذخيرة: لو قال ثبت حقي في منافع بضعك بألف فقالت نعم صح النكاح اهـ. والجواب أن العبرة في العقود للمعاني حتى في النكاح كما صرحوا به وهذه الألفاظ تؤدي معنى النكاح وهذا مما ظهر لي من فضله تعالى.

قوله: (عند حرين أو حر وحرتين عاقلين بالغين مسلمين ولو فاسقين أو محدودين أو أعميين أو ابني العاقدين) متعلق بـ«ينعقد» بيان للشرط الخاص به وهو الإشهاد فلم يصح بغير شهود لحديث الترمذي «البغايا اللاتي ينكحن أنفسهن من غير بينة»(١) ولما رواه محمد بن الحسن مرفوعاً «لا نكاح إلا بشهود» فكان شرطاً ولذا قال في مآل الفتاوى: لو تزوج بغير شهود ثم أخبر الشهود على وجه الخبر لا يجوز إلا أن يجدد عقداً بحضرتهم اهـ. وفي الخانية والخلاصة: لو تزوج بشهادة الله ورسوله لا ينعقد ويكفر لاعتقاده أن النبي يعلم الغيب. وصرح في المبسوط بأن النبي ﷺ كان مخصوصاً بالنكاح بغير شهود ولا يشترط الإعلان مع

قوله: (والجواب أن العبرة في العقود للمعاني الخ) يعني أن المصنف أراد لفظ النكاح والتزويج وما يؤدي معناهما. قال في النهر: وفيه ما لا يخفى قول المصنف: (أو محدودين) أي في قذف. وقيده في النهر بقوله «وقد تابا» قال: وهذا القيد لا بد منه وإلا لزم التكرار وفيه نظر. أما أولاً فلأن قوله «لا بد من هذا القيد» ممنوع لأن المقصود من إطلاق المصنف الإشارة إلى خلاف الشافعي في الفاسق المظهر والمحدود قبل التوبة، وأما المستور والمحدود بعد التوبة فلا خلاف له فيهما كما في شرح المجمع والحقائق، فظهر أن قوله «لا بد من القيد» فرية بلا مرية بل لا بد من اعتبار عدمه ومن ثم قال في البرهان: أو محدودين في قذف غير تائبين. وأما ثانياً فلأن قوله «وإلا لزم التكرار» ممنوع أيضاً لأن المحدود في القذف أخص مطلقاً من الفاسقين ولم يقل أحد إن ذكر الخاص بعد العام تكرار كيف وهو واقع في كلام الله تعالى الذي هو في غاية الإعجاز على أنه قد صرح في الحواشي السعدية من كتاب الإكراه بأنه إذا قوبل الخاص بالعام يراد بالعام ما عدا الخاص. هذا ولا يخفى أن في عبارة المصنف عطف الخاص على العام بـ«أو» وهو مما تفردت به الواو و«حتى» كما في المغني حوى قال

---

(١) رواه الترمذي في كتاب النكاح باب ١٥.

رجلٌ قال لآخر: (من فرشته نو أم)[(١)] في موضع كذا أعيثك على أمرك، فقد قيل: إنه لا يكفرُ، وكذا إذا قال: أنا ملكٌ، بخلاف ما إذا قال: أنا نبيٌّ كذا في «التتارخانية».

رجلٌ تزوّج امرأة، ولم يحضر الشهود، قال: (خدايرا ورسول را گواه كردم)[(٢)] أو قال: (خدايرا وفرشتكانرا گواه كردم)[(٣)] كفر، ولو قال: (فرشته دست راست راگواه كردم وفرشته دست چپ راگواه كردم)[(٤)] لا يكفرُ، كذا في «الفصول العمادية».

ومنها: ما يتعلّقُ بالقرآن. من قال بخلقِ القرآنِ فهو كافرٌ، كذا في «الفصول العمادية».

إذا أنكر الرجل آيةً من القرآن، أو تسخر بآيةٍ من القرآن، وفي «الخزانة»: أو عابَ، كفر كذا في «التتارخانية».

ولو أنكر الرجلُ كونَ المعوذتين من القرآن لا يكفرُ، وقال بعض المتأخرين: يكفر لانعقاد الإجماع بعد الصدر الأول على أنهما من القرآن، والصحيحُ: هو الأولُ؛ لأن الإجماع المتأخر لا يرفعُ الاختلافَ المتقدِّم، كذا في «الظهيرية».

إذا قرأ القرآنَ على ضرب الدفّ والقصب، فقد كفر.

رجلٌ يقرأ القرآن، فقال رجل: (اين چه بانك طوفان است)[(٥)] فهذا كفرٌ، كذا في «المحيط».

ولو قال: قرأتُ القرآنَ كثيراً فما رغبت الجنابةُ عنّا، يكفرُ كذا في «الخلاصة».

من قال لغيره: (قل هو الله أحدٌ رابوست باز كردي)[(٦)]، أو قال: (ألم نشرح راگريبان كرفته)[(٧)]، أو قال لمن يقرأ عند المريض: (يس دردهان مرده منه)[(٨)]، أو قال لغيره: (أي كوتاه تراز ﴿إِنَّآ أَعۡطَيۡنَٰكَ ٱلۡكَوۡثَرَ﴾)[(٩)]، أو قال لمن يقرأ القرآن ولا يتذكر كلمة ﴿وَٱلۡتَفَّتِ ٱلسَّاقُ بِٱلسَّاقِ﴾، أو ملأ قدحاً، وجاء به وقال: ﴿وَكَأۡسٗا دِهَاقٗا﴾ أو قال: ﴿فَكَانَتۡ سَرَابًا﴾ في المزاح، أو قال عند الكيل والوزن: ﴿وَإِذَا كَالُوهُمۡ أَو وَّزَنُوهُمۡ يُخۡسِرُونَ﴾ بطريق المزاح، أو قال لغيره «منا» ﴿أَلَمۡ ... سنة[(١٠)] يعني: ألقيت العلم، أو جمع أهل موضع وقال: ﴿فَجَمَعۡنَٰهُمۡ جَمۡعٗا﴾ أو قال: ﴿وَحَشَرۡنَٰهُمۡ فَلَمۡ نُغَادِرۡ مِنۡهُمۡ﴾ ... أو قال لغيره: كيف تقرأ ﴿وَٱلنَّٰزِعَٰتِ غَرۡقٗا﴾ نزعاً بنصب العين، أو برفعها؟ وأراد به الطنز، أو قال لرجل اقرع: ... فإن الله تعالى قال: ﴿كَلَّا بَلۡ رَانَ﴾، أو دعا إلى الصلاة بالجماعة فقال: أنا أصلي وحدي إن الله تعالى قال: ﴿إِنَّ ٱلصَّلَوٰةَ تَنۡهَىٰ﴾، أو قال لغيره: تفشيله بجوز، فإن الفشل يذهب بالريح قال الله تعالى: ﴿وَلَا تَنَٰزَعُواْ فَتَفۡشَلُواْ وَتَذۡهَبَ رِيحُكُمۡ﴾ كفر في هذه الصور كلها. وإذا قال لغيره: (خانه چنان باك كرده كه جون ﴿وَٱلسَّمَآءِ وَٱلطَّارِقِ﴾)[(١١)] قيل: ... وقال الإمام أبو بكر بن إسحاق رحمه الله تعالى: إن كان القائل جاهلاً لا يكفرُ، وإن كان عالماً يكفر، إذا قال: ﴿كَهيعص﴾ ... شده است[(١٢)] فهذه مخاطرة عظيمة. وإذا قال لباقي القدح: ﴿وَٱلۡبَٰقِيَٰتُ ٱلصَّٰلِحَٰتُ﴾ فهذه مخاطرة عظيمة أيضاً.

... القرآنُ أعجميٌّ كفر، ولو قال: في القرآن كلمةٌ عجميةٌ، ففي كفره نظرٌ، هكذا ذكر أبو القاسم الصفار رحمه الله. كذا في «الفصول العمادية».

في «خزانة الفقه»: لو قيل: لم لا تقرأ القرآن؟ فقال: (بيزار شدم از قرآن)[(١٣)] يكفرُ وفي «رسالة» صدر الصدور ... قاضي القضاة كمال الملة والدين: (اكر مردى سودتى از قرآن يا دداردو آن سورة بسيار مى خواند ديكرى ...

(١) - والمعنى: أنا ملكٌ.

(٢) - والمعنى: أشهدتُ الله والرسول.

(٣) - والمعنى: أو قال: جعلتُ الله والملائكة شهوداً.

(٤) - والمعنى: جعلتُ ملكَ اليد اليمنى شاهداً، وجعلتُ ملكَ اليد اليسرى شاهداً.

(٥) - والمعنى: ما هذا الصوت الذي كالطوفان؟

(٦) - والمعنى: قلبت جلد قل هو الله أحد.

(٧) - والمعنى: أو قال: تعلقتُ بعنق ألم نشرح.

(٨) - والمعنى: لا تضع يس في فم الميت.

(٩) - والمعنى: يا أقصر من إنا أعطيناك الكوثر.

(١٠) - والمعنى: أخذت عمامة ألم نشرح.

(١١) - والمعنى: نظفت البيت مثل والسماء والطارق.

(١٢) - والمعنى: صار فاماً منقصماً.

(١٣) - والمعنى: زهدت من القرآن.

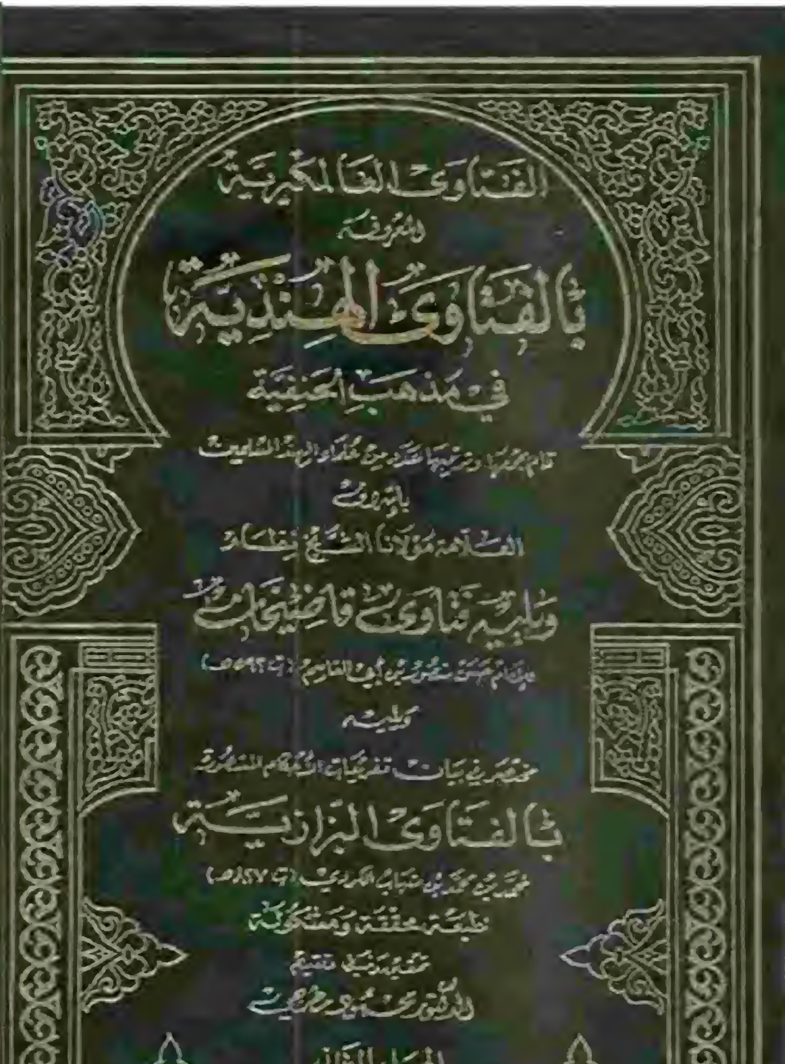

ویا رضا کافر شود مسئله خدا را بچشم گفتن درست و پا در رو گفتن کفر است مسئله اگر

کفر باختیار خود گوید و نداند که این کلمه کفر است اکثر علما بر آنند که کافر شود و معذور نباشد

و اگر بی قصد بر زبان رود کافر نشود مسئله اگر اراده کفر کرد اگرچه بعید

فی الفور کافر شود مسئله اگر حرام قطعی را حلال گوید و حلال قطعی را حرام یا فرض

فرض نداند کافر شود مسئله اگر گوشت مردار بفروشد و گوید که این مردار

از حلال است کافر شود مسئله مردی دیگری را گفت که از خدا نمی ترسی گفت

کافر شود نزد محمد بن فضیل اگر در معصیت باشد کافر شود والا نه مسئله اگر گفت

وی اگر خدا شود من حق خود از وی بستانم کافر شود مسئله اگر گوید که خدا

نمی بخشد من چگونه با تو بخش آیم کافر شود مسئله اگر گوید که مرا بر آسمان خدا است

و بر زمین تو کافر شود مسئله اگر پسر کسی مرد گفت که خدا را بایسته بود کافر شود و اگر

گفت که خدا بر تو ظلم کرد کافر شود مسئله اگر شخصی بر دیگری ظلم کرد و مظلوم

گفت ای خدا تو از وی مپذیر اگر تو از وی بپذیری من نپذیرم کافر شود

مسئله اگر گوید سخن از ثواب و عذاب در کلام کافر گردد مسئله اگر کسی

شود و نکاح کرد و گفت که خدا و رسول خدا را گواه کردم یا فرشته را گواه کردم کافر

شود مسئله و از مجمع النوازل آورده اگر گفت که فرشته دست راست و دست چپ

را گواه کردم کافر نشود اگرچه نکاح صحیح نباشد مسئله اگر جانوری آواز کرد پس گفت

که بیمار میرد یا غله گران شود یا جانوری آواز کرد از سفر باز گشت در کفر او اختلاف است

مسئله اگر گفت که خدا می داند که من همیشه پیوسته ترا یاد میکنم بعضی گفته که کافر شود

اگر گفت که خدا می داند که غمی و شادی تو چنانم که غمی و شادی خود بعضی گفت کافر

وصیت نامہ

رسالہ احکام عقیقہ

مالابدمنہ

احوال حضرت مصنف

رسالہ احکام اضحیہ

تتمہ کلمات کفر

فہرست مضامین کتاب

میر محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی

وقال الإمام ظهير الدين وكثير من المشايخ: لا يجوز الرجوع إلى الشافعي في أمثاله إلا في اليمين المضافة، لأن كثيراً من الصحابة رضوان الله عليهم أجمعين معه فيه، ولو فعل نفذ. وكذا في العجز قبل الدخول عن المهر المعجّل أو النفقة إذا كان الزوج حاضراً، يصحّ حكم الشافعيّ بالفراق، وكذا الحنفيّ إذا رأى ذلك وأدّى إليه اجتهاده، وإن قضى مخالفاً لرأيه فعلى الروايتين. وإن أمر الحنفيّ شافعياً بذلك، إن مأذوناً بالاستخلاف صحّ وإلا لا. وإن كان الزوج غائباً وبرهن على العجز، الصحيح: أنه لا يصحّ القضاء لأنه جزاف، لأن عجز الغائب لا يعلم؛ لأن المراد من العجز الإعسار لا عدم الوصول مطلقاً.

• سُئل شيخ الإسلام عن أبي الصغيرة زوّجها من صغير، وقبل عنه أبوه بشهادة الفسقة، وكبر أو بينهما غيبة منقطعة، للقاضي أن يبعثه إلى شافعيّ حتى يقضي ببطلان هذا النكاح بهذا السبب، وللقاضي الحنفيّ أن يفعله بنفسه أيضاً أخذاً بهذا المذهب، وإن كان على خلاف مذهبه بناءً على أن قضاء القاضي بخلاف مذهبه نافذ عند الإمام.

• وروي عن الإمام الثاني: أنه صلّى يوم الجمعة مغتسلاً من الحمّام، وصلّى بالناس وتفرّقوا، ثم أخبر بوجود فأرة ميتة في الحمّام فقال: إذن نأخذ بقول إخواننا من أهل المدينة: «إذا بلغ الماء قلّتين لم يحمل خبثاً»[1].

• وسُئل أيضاً عن بكر بالغة شافعية زوّجت نفسها من حنفيّ أو شافعيّ بلا رضا الأب، هل يصحّ هذا النكاح؟ أجاب عنه: نعم، وإن كنا نعتقد عدم الصحّة، لأنا نجيب بمذهبنا لا بمذهب الخصم، لاعتقادنا أنه خطأ يحتمل الصواب، وإن سُئلنا كيف مذهب الشافعي فيه؟ لا نجيب إلا بمقال الإمام مسنداً إلى الإمام، لأن الإفتاء بما هو خطأ عنده لا يجوز.

• ولو زوّجت نفسها بلا إذن الوليّ من غير كفء، يُفتى في زماننا برواية الحسن عن الإمام رحمهما الله أنه لا يجوز النكاح، لأن كلّ قاضٍ لا يعدل، ولا كلّ شاهد يعدل، ولا كلّ واقع يدفع ويرفع، فكان الاحتياط في إبطال النكاح، حتى لو طلّقها زوجها ثلاثاً فتزوّجت غير كفء ودخل بها الزوج الثاني، لا تحلّ للأول لأنه ليس بنكاح صحيح في المختار، واختار صاحب «الأسرار» قول محمد هنا لما قلنا، وذكر برهان الأئمة: أن الفتوى في جواز النكاح بكراً كانت أو ثيباً على قول الإمام الأعظم رضي الله عنه لقوة دليل الإمام قال الله تعالى ﴿فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَن يَنكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ﴾ [البقرة: ٢٣٢].

الفصل السادس: في الشهود. يصحّ بحضور ابنيه منها، والأصل: أن من صلح فيه وليّاً بنفسه صلح شاهداً فيه، كالأعمى والأخرس الذي يسمع، والفاسق والمحدود في القذف، والمغفّل لا العبد والكافر والصبي والمجنون والمكاتب.

• ولو بلغ الصبيّ وعتق العبد وشهدا جاز، لأن العبرة لوقت الأداء.

• تزوّجها بالعربيّ وهما يعقلان لا الشهود، قال في «المحيط»: الأصحّ أنه ينعقد. وعن محمد: تزوّجها بحضرة هنديين لم يفهما ولم يمكنهما أن يعبّرا، لم يجز تهما نصّ على أنه لا يجوز في الأول أيضاً، وسماع كلّ واحد من العاقدين كلام الآخر شرط، ولا يشترط سماع الشاهدين كلامهما حتى انعقد بحضرة الأصمّين، وعامة المشايخ شرطوا سماع الشاهدين كلامهما أيضاً.

• وفي «الفتاوى»: تزوج بشهادة رجلين فسمع أحدهما ولم يسمع الآخر فأعاد الكلام فسمع الآخر لا الأول، لا يجوز، وهذا دليل على أن سماعهما كلامهما شرط، وفي «المنتقى»: لا يجوز إذا كان العقدان في مجلسين لوجود الشهادة فرداً على كلّ عقد، ولو في مجلس جاز عند محمد، وعن الإمام الثاني: لا يجوز حتى يسمعا معاً. تزوّجها بحضرة السكارى وهم لا يعرفون أمر النكاح، غير أنهم يذكرونه إذا صحوا ينعقد.

• تزوّجها بشهادة الله تعالى جلّ جلاله ورسوله عليه الصّلاة والسّلام: لا ينعقد ويخاف عليه الكفر، لأنه يعتقد

---

(١) من حديث جابر، وهو حديث ضعيف جداً. أخرجه: قط: ١/ ٢٦ والعقيلي: ٣/ ٤٧٣ وابن عدي: ٦/ ٢٠٥٨، وموضوعات ابن الجوزي: ٢/ ٧٧ ومن حديث ابن عمر مرفوعاً بلفظ: «إذا بلغ الماء قلّتين أو ثلاثاً لم ينجّسه شيء» وهو حديث صحيح أيضاً. أخرجه: حم(٥١٨) وحم: ٢/ ٢٣ وقط: ١/ ٢٢ وهق: ١/ ٦٢٦٢ وك: ١/ ١٣٤

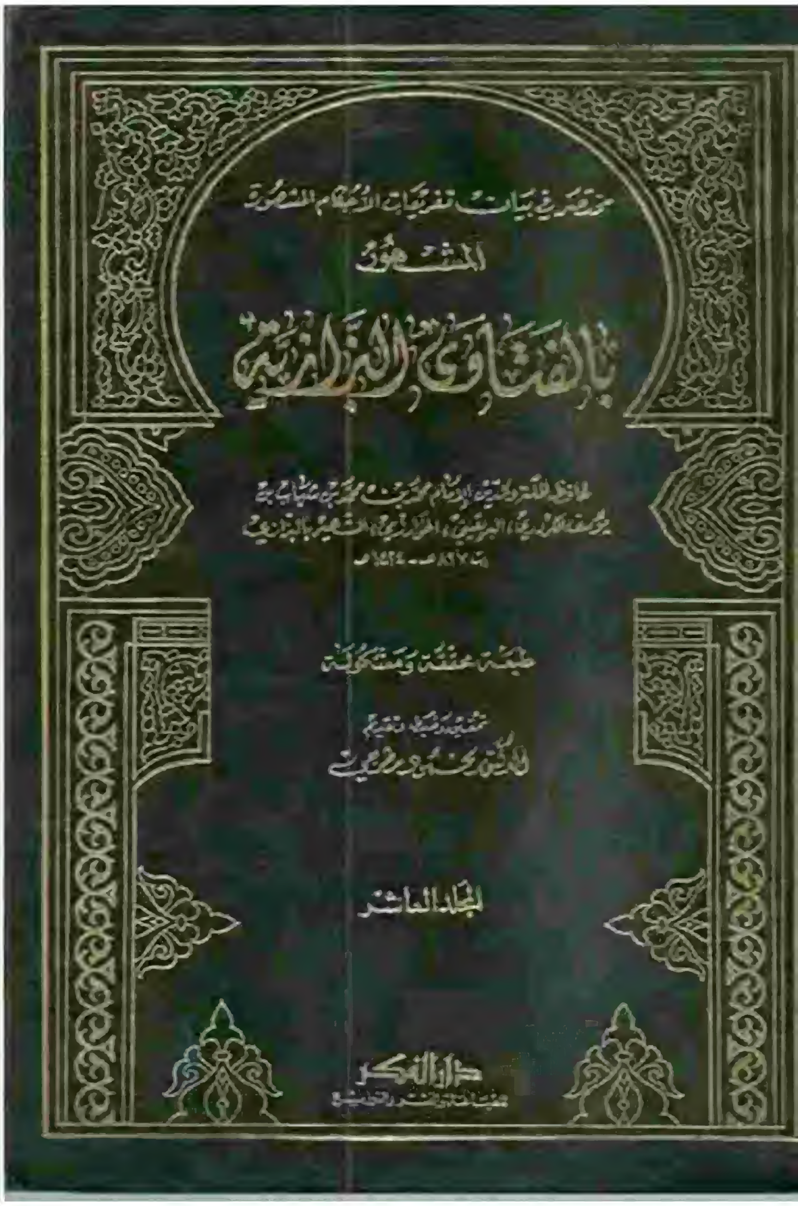

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي قَدْ عَلِمْتُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تُؤَنِّسُونَ مِنِّي شِدَّةً وَغِلْظَةً وَذَالِكَ إِنِّي كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَكُنْتُ عَبْدَهٗ وَخَادِمَهٗ۔	اے لوگو میں جانتا ہوں کہ تم مجھ میں سختی و درشتی پاتے تھے اور اس کا سبب یہ ہے کہ میں حضور کے ساتھ تھا حضور کا بندہ اور حضور کا خادم ہوں۔ (ازالۃ الخفاء)

مسئلہ علم غیب

حضرات اہلِ سنت کا یہ عقیدہ حقہ ہر طرح صحیح او ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے فضل اور کرم سے علم ما کان و ما یکون عطا فرمایا اور ایسی کوئی شے نہ تھی جس پر آپ کی نگاہ نہ پہنچتی ہو۔ اس مسئلہ میں جن لوگوں نے لغزش کھائی وہ علم ذاتی اور وہبی کے باعث حضرات اہلِ سنت کے نزدیک اللہ تبارک و تعالیٰ کے علم عطا فرما دینے سے آپ کو گذشتہ، موجودہ، آیندہ کا علم حاصل تھا اور یہ سب وسعتِ علم خدا کا عطیہ ہے۔ یہاں مختصراً چند ضروری سطور بطور اصول کے درج کی جاتی ہیں۔

۱۔ ایک علم غیب بالذات ہے جو تمام کلیات و جزئیات ممکن الوجود اور غیر ممکن الوجود کو حاوی ہے۔

۲۔ دوسرے علم غیب بالعرض وہبی جو اللہ کے اعلام اور سکھانے سے حاصل ہو یہی علم انبیائے کرام کا ہے اور بعض خواص اولیاء اللہ کو حضور پاک کے فیض و عطا سے حاصل ہوا۔

خدا کا علم بالذات اور خود بخود ہے اور حضرات انبیائے کرام کا بعطائے الٰہی اور یہ علم تمام عالم انسانیت کے احوال گذشتہ و موجودہ، آیندہ پر محیط ہو کر خدا کے علم کے بعد تمام انسانوں کے مقابلہ میں سب سے زیادہ اعلیٰ جس میں کوئی انسان شریک نہیں یوں سمجھو کہ خدا کے علم کے مقابلہ میں دریا کا ایک قطرہ اور تمام انسانوں کے مقابلہ میں ایک دریا۔

خدا نے جس طرح آپ پر دوسری نعمتوں کو ختم کر دیا اور آپ ہر صفت میں لاشریک اسی طرح آپ کا علم غیب اتنا وسیع تھا کہ جمیع انبیائے عالم اور گذشتہ و آیندہ کی باتیں آپ کے سامنے اس طرح تھیں جیسے کفِ دست۔ حضور کے اس علم پر آیات قرآنی اور احادیث نبوی شاہد ہیں۔ بعض آیات میں جس غیب کا اختصاص اپنے لیے فرمایا وہاں اس غیب سے علم بالذات

یہ تینوں روایتیں صحیح ہیں تو تینوں لفظ ارشادِ اقدس (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) سے ثابت ہیں۔ یعنی میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور جو کچھ مشرق سے مغرب تک ہے۔ ہر چیز مجھ پر روشن ہوگئی اور میں نے پہچان لی اور روشن ہونے کے ساتھ پہچان لینا اس لئے فرمایا کہ کبھی شے معروف (یعنی معلوم) ہوتی ہے پیشِ نظر نہیں اور کبھی شے پیشِ نظر ہوتی ہے اور معروف نہیں جیسے ہزار آدمیوں کی مجلس کو چھت پر سے دیکھو، وہ سب تمہارے پیشِ نظر ہوں گے مگر ان میں بہت کو پہچانتے نہ ہوں گے۔ اس لئے ارشاد فرمایا کہ تمام اشیائے عالم ہمارے پیشِ نظر بھی ہوگئیں، اور ہم نے پہچان بھی لیں کہ ان میں نہ کوئی ہماری نگاہ سے باہر رہی نہ علم سے خارج وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

مسلمان دیکھیں نصوص میں بلاضرورت تاویل وتخصیص باطل ونامسموع ہے (یعنی ناقابلِ قبول ہے)۔ **اللّٰہ** عزوجل نے فرمایا ہر چیز کا روشن بیان کردینے کو یہ کتاب ہم نے تم پر اتاری۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر چیز مجھ پر روشن ہوگئی اور میں نے پہچان لی تو بلاشبہ یہ رویت ومعرفت (یعنی دیکھنا اور پہچاننا)، جمیع مکنوناتِ قلم ومکتوباتِ لوح (یعنی قلم اور لوحِ محفوظ کے تمام سربستہ رازوں) کو شامل ہے جس میں سب "مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ مِنَ الْیَوْمِ الْاَوَّلِ اِلَی یَوْمِ الْاٰخِرِ" (یعنی روزِ اول سے روزِ آخر تک جو کچھ ہوا۔ یا۔ ہوگا) وجملہ ضمائر وخواطر (یعنی تمام پوشیدہ امور بشمول احوالِ دل) سب کچھ داخل ولہٰذا الطبرانی ونعیم بن حماد استاذِ امام بخاری وغیرہما نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ قَدْ رَفَعَ لِیَ الدُّنْیَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْھَا وَاِلٰی مَا ھُوَ کَائِنٌ فِیْھَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ کَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰی کَفِّیْ ھٰذِہٖ	بے شک **اللّٰہ** (عزوجل) نے میرے سامنے دنیا اٹھالی ہے تو میں اسے اور اس میں جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسا دیکھ رہا ہوں جیسا اپنی اس ہتھیلی کو۔

(مجمع الزوائد کتاب علامات النبوۃ باب ۳۳، الحدیث ۱۴۰۶۷، ج۸، ص ۵۱۰)

اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کے صدقے میں **اللّٰہ** تعالیٰ نے حضور کے غلاموں کو یہ مرتبہ عنایت فرمایا۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں: "وہ مرد نہیں جو تمام دنیا کو مثل ہتھیلی کے نہ دیکھے۔" انہوں نے سچ فرمایا اپنے مرتبہ کا اظہار کیا۔ ان کے بعد حضرت شیخ بہاء الملۃ والدین نقشبند قدس سرہٗ نے فرمایا: "میں کہتا ہوں مرد وہ نہیں جو تمام عالم کو انگوٹھے کے ناخن کی مثل نہ دیکھے۔" اور وہ جو نسب میں حضور کے صاحبزادے اور نسبت میں حضور کے ایک اعلیٰ جاہ کفش بردار (یعنی بلند رتبہ غلام) ہیں اعنی (یعنی) حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ قصیدۂ غوثیہ شریف میں ارشاد فرماتے ہیں:

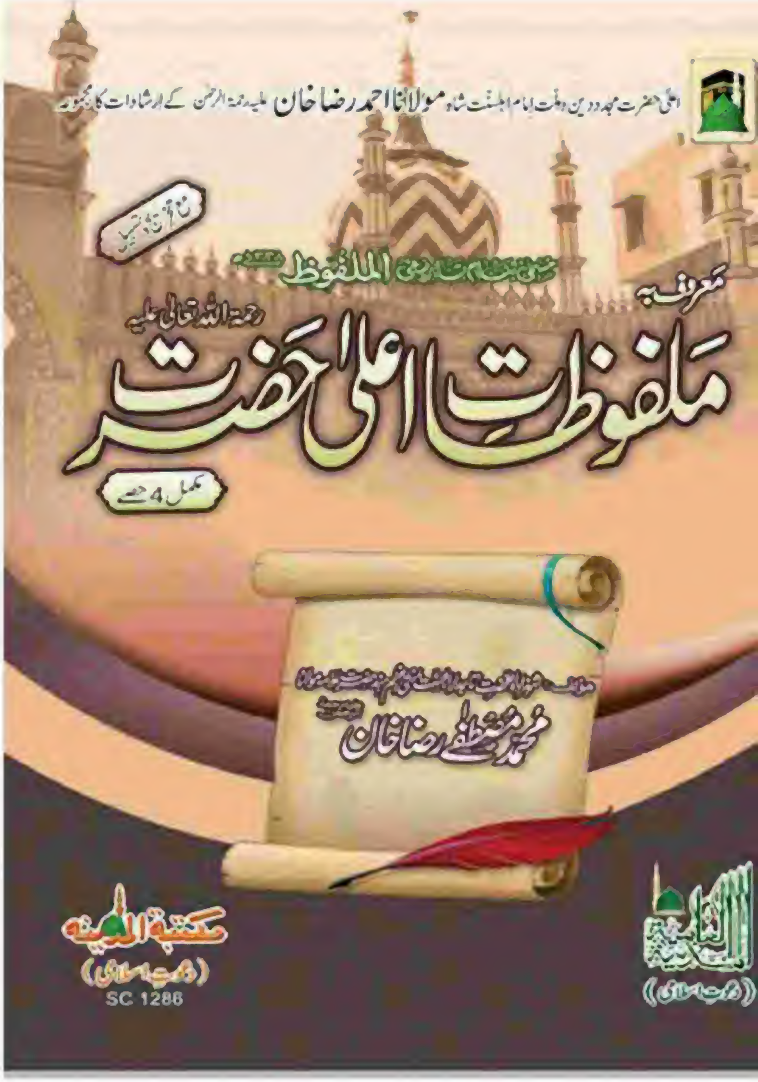

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

القواعد

فی

العقائد

تالیف

شیخ الحدیث والتفسیر

پیر سائیں غلام رسول قاسمی قادری نقشبندی

دامت برکاتہم العالیہ

ناشر

رحمۃ للعالمین پبلی کیشنز بشیر کالونی سرگودھا

048-3215204-0303-7931327

افضل سمجھنا اور ختنین سے محبت کرنا، موزوں پر مسح کو جائز سمجھنا، تمام صحابہ واہل بیت علیہم الرضوان کا ادب، اجماع امت کی حجیت کو تسلیم کرنا، ہمیشہ جماعت کا ساتھ دینا اور شذوذ سے بچنا۔

(iii)۔ثابتاتِ محکمہ:۔ یہ ایسے عقائد ہیں جو ظنی دلائل سے ثابت ہوں۔ یہ دلائل اس قدر وزنی ہوتے ہیں کہ جانبِ خلاف کو پچھاڑ کر رکھ دیتے ہیں۔ جیسے صحیح خبرِ واحد اور قول جمہور۔ ان کا خلاف بھی کوئی معمولی آفت نہیں، اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے یَدُ اللّٰہِ عَلَی الۡجَمَاعَۃِ۔ مثلاً گستاخ رسول کی توبہ کا عدمِ قبول، انبیاء کی فرشتوں پر افضلیت، حضرت عثمان غنی ﷺ کی سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم پر افضلیت۔

(iv)۔ظنیاتِ محتملہ:۔ یہ نظریات ایسی ظنی دلیل سے ثابت ہوتے ہیں جو محض راجح ہو اور جانبِ خلاف کے لیے گنجائش بھی موجود ہو۔ مثلاً محبوب کریم ﷺ کو عالمِ ماکان و ما یکون سمجھنا، حاضر ناظر سمجھنا، مختارِ کل سمجھنا، آپ ﷺ کی نورانیت حسی، یارسول اللہ کہنے کا جواز، حضور ﷺ کا سایہ نہ ہونا، علماء و شہداء کے شفیع بننے کا عقیدہ، مزارات کی زیارت اور صاحبِ مزار سے توسل، بخاری شریف کو اَصَحُّ الۡکُتُبِ بَعۡدَ کِتَابِ اللّٰہِ سمجھنا۔

بعض کام ایسے ہیں جن کا تعلق عقیدے سے نہیں بلکہ عمل سے ہے اور عصرِ حاضر میں اختلافی ہونے کی وجہ سے انہیں عقائد کے ساتھ نتھی کر دیا جاتا ہے۔ مثلاً ایصال ثواب کے لیے دن مقرر کرنا، میلاد شریف منانا، کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام پڑھنا، محبوب کریم ﷺ کے اسم گرامی پر انگوٹھے چومنا، جنازہ کے بعد دعا مانگنا، ایصال ثواب کی مختلف صورتیں مثلاً سوئم چالیسواں عرس وغیرہ۔ یہ سب باتیں مستحب ہیں، ان کا کرنا ثواب ہے، لیکن ان کے ترک سے نہ گناہ لازم آتا۔

ایک محقق کو معلوم ہونا چاہیے کہ کونسی دلیل سے کیا ثابت ہوتا ہے اور کون سے دعویٰ پر کونسی دلیل درکار ہوتی ہے۔ آج کچھ لوگ ایسے ہیں جو قطعی باتوں کے انکار کو بھی کفر نہیں کہتے اور کچھ لوگ ایسے ہیں جو ظنیاتِ محتملہ اور مستحبات پر شرک کا فتویٰ داغ رہے ہیں۔ ایسا بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ مکفر محض اپنے پسندیدہ احتمال پر مصر ہوتا ہے اور اس احتمال کے منکر کو کافر کہہ رہا ہوتا ہے۔ جبکہ فریق مخالف کے پاس قول مختار ہوتا ہے۔ چور الٹا کوتوال کو ڈانٹتا ہے۔ نہ صرف ڈانٹتا ہے بلکہ اسے کافر کہتا ہے۔ اس صورتِ حال

جملہ حقوق بحق مفتی اقتدار احمد خان محفوظ ہیں۔

۷۸۶
۹۲

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کا ہے سایہ تجھ پر
بول بالا ہے ترا ذکر ہے اونچا تیرا

الحمد للہ کہ کتاب لاجواب نافع شیخ وشاب مفید عاقل موقظ غافل
مسمّٰی بہ

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ

المعروف

فیصلہ مسائل

(جلد اول)

اضافات جدیدہ و ضمیمہ عجیبہ کے ساتھ
جس میں موجودہ زمانہ کے عام مختلف فیہ مسائل کا نہایت محققانہ مدلل فیصلہ کر دیا گیا ہے

مصنفہ
حضرت حکیم الامت مولانا المفتی الحاج احمد یار خاں صاحب اوجھانوی بدایونی مدظلہ
سرپرست مدرسہ غوثیہ گجرات پاکستان

باہتمام
محمد اقتدار خاں عرف مصطفٰے میاں
ناشر:- مفتی اقتدار احمد خان مالک نعیمی کتب خانہ گجرات

---

(۵) باتیں کرو۔ یہ بھی انکسار فرمایا۔ دوم یہ کہ کھیل کود، گانے بجانے کے درمیان نعت کے اشعار پڑھنے سے ممانعت فرمائی اس کے لیے ادب چاہیئے۔ تیسرے یہ کہ غیب کی نسبت اپنی طرف کرنے کو ناپسند فرمایا۔ چوتھے یہ کہ مرثیہ کے درمیان نعت ہونا ناپسند فرمایا۔ جیسا کہ آج کل نعت خواں کرتے ہیں کہ نعت و مرثیہ کربلا ملا کر پڑھتے ہیں۔ مرقاۃ میں اسی حدیث کے ماتحت ہے۔

لِكَرَاهَةِ نِسْبَةِ عِلْمِ الْغَيْبِ اِلَيْهِ لِاَنَّهٗ لَا يَعْلَمُ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَاِنَّمَا يَعْلَمُ الرَّسُوْلُ مِنَ الْغَيْبِ مَا اَعْلَمَهٗ اَوْ لِكَرَاهَةِ اَنْ يُّذْكَرَ فِیْ اَثْنَاءِ ضَرْبِ الدُّفِّ وَاَثْنَاءِ مَرْثِيَةِ الْقَتْلٰی لِعُلُوِّ مَنْصَبِهٖ عَنْ ذَالِكَ۔

منع فرمایا علم کی نسبت اپنی طرف کرنے کو۔ کیونکہ علم غیب خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا اور رسول وہ ہی غیب جانتے ہیں جو اللہ بتائے یا یہ ناپسند کیا کہ آپ کا ذکر دف بجانے میں یا مقتولین کے مرثیہ کے درمیان کیا جاوے۔ کہ آپ کا درجہ اس سے اعلیٰ ہے۔

اشعۃ اللمعات میں اسی حدیث کے ماتحت ہے۔"

"گفتہ اند کہ منع آنحضرت ازیں قول بجہت آں است کہ دروے اسناد علم غیب است بہ آنحضرت را ناخوش آمد و بعضے گویند کہ بجہت آں است کہ ذکر شریف وے در اثنائے لہو مناسب نہ باشد۔"

شارحین نے کہا ہے حضور علیہ السلام کا اس کو منع فرمانا اس لیے ہے کہ اس میں علم غیب کی نسبت حضور کی طرف ہے لہٰذا آپ کو ناپسند آئی اور بعض نے فرمایا کہ آپ کا ذکر شریف کھیل کود میں مناسب نہیں۔

اعتراض (۲) مدینہ پاک میں انصار باغوں میں نر درخت کی شاخ مادہ درخت میں لگاتے تھے تاکہ پھل زیادہ دے۔ اس فعل سے انصار کو حضور علیہ السلام نے منع فرمایا (اس کام کو عربی میں تلقیح کہتے ہیں) انصار نے تلقیح چھوڑ دی۔ خدا کی شان پھل گھٹ گئے اس کی شکایت سرکار عالم کی خدمت میں پیش ہوئی تو فرمایا۔

اَنْتُمْ اَعْلَمُ بِاُمُوْرِ دُنْيَاكُمْ

اپنے دنیاوی معاملات تم جانتے ہو۔

معلوم ہوا کہ آپ کو یہ علم نہ تھا کہ تلقیح روکنے سے پھل گھٹ جاویں گے اور انصار کا علم آپ سے زیادہ ثابت ہوا۔

جواب:۔ حضور علیہ السلام کا فرمانا اَنْتُمْ اَعْلَمُ بِاُمُوْرِ دُنْيَاكُمْ اظہار ناراضی ہے کہ جب تم صبر نہیں کرتے تو دنیاوی معاملات تم جانو۔ جیسے ہم کسی سے کوئی بات کہیں اور وہ اس میں کچھ تامل کرے تو کہتے ہیں بھائی تو جانے۔ اس سے نفی علم مقصود نہیں۔ شرح شفاء ملا علی قاری بحث معجزات میں فرماتے ہیں۔

وَخَصَّهُ اللّٰهُ مِنَ الْاِطِّلَاعِ عَلٰی جَمِيْعِ مَصَالِحِ

اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو تمام دینی و دنیاوی

صلوٰتک سکن لّهم کی تفسیر کے ذیل میں اس کی مکمل تنقیح ہو چکی ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ بے شک جو لوگ اللہ کو اذیت دیتے ہیں۔

بغوی نے لکھا ہے ان لوگوں سے مراد ہیں یہودی، عیسائی اور مشرک۔ یہودی تو کہتے تھے عُزَیْرُ ابْنُ اللّٰهِ اور یَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ اور اِنَّ اللّٰهَ فَقِیْرٌ وَّ نَحْنُ اَغْنِیَآءُ اور عیسائی کہتے تھے اَلْمَسِیْحُ ابْنُ اللّٰهِ اور کہتے تھے اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ اور مشرک کہتے تھے ملائکہ خدا کی بیٹیاں ہیں اور بت معبود ہونے میں اللہ کے ساجھی ہیں۔

حضرت ابوہریرہؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ نے ارشاد فرمایا ہے آدم کے بیٹے نے میری تکذیب کی اور اس کو ایسا کرنا جائز نہ تھا اور آدم کے بیٹے نے مجھے گالی دی اور اس کے لئے یہ جائز نہ تھا میری تکذیب تو یہ ہوئی کہ وہ کہتا ہے جس طرح خدا نے مجھے پہلی بار پیدا کیا ایسا دوبارہ نہیں کرے گا حالانکہ پہلی مرتبہ پیدا کرنا دوسری مرتبہ پیدا کرنے سے آسان نہیں ہے اور میرے لئے گالی یہ ہوئی کہ وہ کہتا ہے کہ اللہ نے اپنی اولاد بنائی ہے حالانکہ میں احد ہوں بے نیاز ہوں نہ کسی کا والد ہوں نہ کسی کا مولود میر اکفو کوئی نہیں۔

حضرت ابن عباسؓ کی روایت اس طرح ہے اس کا مجھے گالی دینا یہ ہے کہ وہ (میرے متعلق) کہتا ہے کہ میری اولاد ہے حالانکہ میں اس سے پاک ہوں کہ کسی کو اپنی بیوی بناؤں یا اولاد۔ رواہ البخاری۔

حضرت ابوہریرہؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ فرماتا ہے۔ آدم کا بیٹا دہر (زمانہ) کو گالی دے کر مجھے دکھ دیتا ہے حالانکہ میں ہی دہر (کا حکمران) ہوں میرے ہی ہاتھوں میں حکم دینا ہے میں ہی رات دن کو الٹ پلٹ کرتا ہوں۔ متفق علیہ۔

بعض نے کہا اللہ کو اذیت پہنچانے سے مراد ہے اللہ کے اسماء و صفات میں کج روی اختیار کرنا (کیونکہ اللہ کو اذیت پہنچانا اور اللہ کا اذیت پانا ممکن نہیں راحت و تکلیف کا احساس تو جسمانی خواص میں شامل ہے اللہ ہر تاثر سے پاک ہے۔ مترجم)

عکرمہ نے کہا وہ (خدا کو اذیت دینے والے) مصور ہیں (یعنی اَلَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ سے مراد مصور ہیں)

ابو زرعہ نے حضرت ابوہریرہؓ کی روایت سے بیان کیا حضرت ابوہریرہؓ نے کہا میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا اللہ فرماتا ہے اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون جو میری تخلیق کی طرح پیدا کرنے چلا ہے ایک چھوٹی چیونٹی تو بنا لیں ایک دانہ یا ایک جو تو بنائیں۔ متفق علیہ۔

بخاری نے حضرت ابن عباسؓ کا قول لکھا ہے کہ جو شخص کوئی تصویر بنائے گا اللہ (قیامت کے دن) اس کو عذاب دے گا کہ وہ اس کے اندر جان ڈالے اور جان تو کبھی نہیں ڈال سکے گا (اس لئے عذاب سے بھی کبھی نہیں چھوٹے گا)

بعض علماء کا قول ہے کہ اذیت سے مراد ہے گناہوں کا ارتکاب اور اللہ کے احکام کی مخالفت حقیقی معنی مراد نہیں اللہ تو ہر دکھ (سکھ) سے پاک ہے کلام کی بناء عرف عام پر ہے (آپس میں لوگ حکم کی خلاف ورزی کو ایذا دہی سے تعبیر کر لیتے ہیں)

وَرَسُوْلَهٗ اور اس کے رسول کو۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا لوگوں نے اللہ کے رسول ﷺ کے چہرہ کو زخمی کر دیا حضور کا دانت توڑ دیا کسی نے ساحر کہا کسی نے شاعر کسی نے دیوانہ پاگل (یہ سب اللہ کے رسول ﷺ کو ایذا دینے کی صورتیں تھیں) یہ تشریح ان لوگوں کی نظر میں صحیح ہوگی جو (ایک وقت میں) ایک لفظ کا دو معنی پر اطلاق جائز قرار دیتے ہیں۔ (اللہ کو ایذا پہنچانے کا مفہوم کچھ اور ہے اور اللہ کے رسول ﷺ کو دکھ دینے کا مطلب اور ہے یہ لفظ یُؤْذُوْنَ ایک ہی ہے) جمہور کے نزدیک (یُؤْذُوْنَ کا ایک ہی معنی مراد ہے) مطلب یہ ہے کہ ایسے کام کرتے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول کو ناپسند ہیں۔ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ ایذاء اللہ کا ذکر رسول اللہ ﷺ کی عظمت کے اظہار کے لئے کیا گیا ہو یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ کا معنی یُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ہی ہو گویا جس نے اللہ کے رسول کو دکھ پہنچایا اس نے اللہ کو ایذا پہنچائی۔

ابن ابی حاتم نے بطریق عوفی حضرت ابن عباسؓ کا قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب حضرت صفیہ بنت حیی

تفسیر مظہری

جلد نہم

سورۂ نمل سے سورۂ یٰسین تک

پارہ ۱۹ رکوع ۱۵ تا پارہ ۲۳ رکوع ۴

تالیف

حضرت علامہ قاضی محمد ثناء اللہ عثمانی مجددی پانی پتیؒ

تشریحی ترجمہ مع ضروری اضافات

مولانا سید عبدالدائم الجلالی

رفیق ندوۃ المصنفین

ناشر

دارالاشاعت

اردو بازار کراچی ۱ — فون ۲۱۳۷۶۸

آٹھواں فائدہ: ابلیس بیک وقت ہر سمت سے ہر شخص کے پاس پہنچ سکتا ہے وہ کسی سمت کا پابند نہیں۔ یہ فائدہ من بین ایدیھم سے حاصل ہوا۔ نواں فائدہ: ابلیس در اصل انسانوں کا دشمن ہے اگر بعض جنات ایمان قبول کر لیں تو ان کا دشمن ہو جاتا ہے کہ انہوں نے انسانوں کے سے کام کیوں کئے۔ نور و غلمان کا دشمن نہیں وہ تو آدم علیہ السلام کا بدلہ ان کی اولاد سے لے رہا ہے یہ فائدہ لا تیتھم سے حاصل ہوا کیونکہ ھم کی ضمیر انسانوں یعنی اولاد آدم کی طرف ہے۔ دسواں فائدہ: اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو علم غیب بخشا ہے۔ دیکھو اس نے قیامت تک کے انسانوں کے متعلق کہا لا تجد اکثرھم شاکرین اور بالکل سچ کہا واقعی تھوڑے انسان شاکر ہیں بہت سے کافر ہیں۔ رب فرماتا ہے وقلیل من عبادی الشکور جب شیطان کو عطاء علم غیب ہوئی تو مقبول بندوں کے لئے علم غیب کی عطا کا شرک کیسے ہو سکتا ہے۔ گیارھواں فائدہ: تقیہ کرنا بدترین جرم ہے دیکھو شیطان نے رب کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تقیہ نہیں کیا بلکہ جو اس نے کرنا تھا وہی صاف صاف کہہ دیا۔ بارھواں فائدہ اللہ کے نیک بندوں کا قرب شیطان سے بچاؤ کا بہترین ذریعہ ہے دیکھو ابلیس ہمارے دائیں بائیں سمت سے ہم سے قریب نہیں ہوتا اور نہ ہم کو بہکا سکتا ہے کیونکہ ادھر فرشتے موجود ہیں یہ فائدہ عن ایمانھم اور عن شمائلھم میں عن فرمانے سے حاصل ہوا جیسا کہ ہم نے ابھی تفسیر میں تفصیل سے عرض کر دیا۔

پہلا اعتراض: اس آیت سے معلوم ہوا کہ شیطان کو اللہ تعالیٰ نے گمراہ کیا سب کو گمراہ کرنے والا ابلیس ہے اور ابلیس کو گمراہ کرنے والا رب ہے تو سب کی گمراہی کی ذمہ داری رب تعالیٰ پر ہونی چاہیے دیکھو فرمایا کیا اغویتنی (استغفر اللہ) پرکش کہ جواب: اس بیہودہ اعتراض کا جواب ابھی تفسیر میں بھی گزر گیا اور پارہ الم میں تفصیل سے عرض کر دیا گیا کہ برائی کی رغبت دینا برا ہے یہ کام شیطان کا ہے اور برائی پیدا فرمانا برا نہیں اس میں لاکھوں حکمتیں ہیں ہر کام رب تعالیٰ کا ہے چھری چاقو بنانا اچھا ہے مگر اس سے کسی کو ظلماً قتل کرنا برا ہے۔ اغویتنی کے معنی ہیں کہ تو نے مجھ میں گمراہی پیدا کی اور اگر اس کے معنی یہ ہوں کہ تو نے مجھے رغبت دے کر گمراہ کیا تو یہ شیطان کی بکواس ہے رب نے شیطان کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تھا جو ہدایت ہی ہدایت تھا سجدہ نہ کرنا اس کی اپنی حرکت تھی اس نہ کرنے سے وہ گمراہ ہوا۔ دوسرا اعتراض: شیطان دوزخ کی طرف بلاتا ہے تو چاہیے کہ ٹیڑھے راستے پر بیٹھے سیدھے راستہ پر کیوں بیٹھتا ہے یہ تو جنتیوں کا راستہ ہے۔ جواب: تین وجہوں سے ایک یہ کہ ادھر آنے والوں کو وہاں سے ہٹانے اور ٹیڑھے پر پہنچانے کی کوشش کرتا ہے دوزخیوں کو صرف ٹیڑھے راہ پر رہتا ہے جہاں آسان ہے ہٹانا مشکل ہے اس لئے وہ مشکل مقام پر بیٹھتا ہے دوسرے یہ کہ اسی راستہ پر اللہ کی قائم کردہ حفاظتی چوکیاں محافظین بندے رہتے ہیں حضرات انبیاء اولیاء کیونکہ یہ رب کا قائم کردہ راستہ ہے ٹیڑھے راستوں پر یہ کچھ نہیں اس لئے یہ بھی وہاں ہی رہتا ہے۔ تیسرے یہ کہ شیطان گویا ڈاکو ہے ڈاکو وہاں ہی رہتا ہے جہاں سے مال والے لوگ گزرتے ہوں ایمان والے اعمال والے عرفان والے تقویٰ والے لوگ یہاں سے ہی گزرتے ہیں اس لئے وہ یہاں ہی رہتا ہے ٹیڑھے راستہ والوں کے پاس ہوتا ہی کچھ نہیں ان سے کیا چھینے۔ تیسرا اعتراض: جب شیطان صاف صاف کہہ رہا تھا کہ میں قیامت تک یہ حرکتیں کروں گا تو اسے رب نے اسی وقت ہلاک کیوں نہ کر دیا نہ شیطان رہتا نہ دنیا میں کفر و گناہ ہوتے۔ جواب: دو وجہ سے ایک یہ کہ شیطان اپنی درازیٔ عمر کا رب سے پہلے ہی وعدہ لے چکا تھا تو وعدہ خلافی عیب۔ دوسرے یہ کہ ارادہ الٰہی یہی تھا کہ شیطان دنیا میں رہے اسی کی وجہ سے ہزارہا بلائیں رہا نہیں ہوں گی جو اس کی وجہ سے حضرات انبیاء و اولیاء مقبولین کریں گے۔ دنیا کی بقا جوڑ توڑ ہی سے ہے ہر کسی کی

جملہ حقوق بحق مفتی اقتدار احمد خان محفوظ ہیں

٧٨٦
٩٢

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کا ہے سایہ تجھ پر
بول بالا ہے ترا ذکر ہے اونچا تیرا

الحمد للہ کہ کتاب لاجواب نافع شیخ وشاب مفید عاقل موقظ غافل
مسمّٰی بہ

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ

المعروف

فیصلہ مسائل

(جلد اول)

اضافات جدیدہ و ضمیمہ عجیبہ کے ساتھ

جس میں موجودہ زمانہ کے عام مختلف فیہ مسائل کا نہایت محققانہ مدلل فیصلہ کر دیا گیا ہے

مصنفہ

حضرت حکیم الامت مولٰنا المفتی الحاج احمد یار خاں صاحب اوجھانوی بدایونی مدظلہ
سرپرست مدرسہ غوثیہ گجرات پاکستان

باہتمام
محمد اقتدار خاں عرف مصطفٰے میاں

ناشر:- مفتی اقتدار احمد خان مالک نعیمی کتب خانہ گجرات

نقل ہے کہ شیخ ابن حجر کے والد کا کوئی بچہ نہ جیتا تھا۔ ملول دل ہو کر شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے شیخ نے فرمایا کہ تمہاری پشت سے ایسا فرزند ہوگا کہ اپنے علم سے دنیا کو بھر دے گا۔

یہاں تک تو علوم خمسہ کے نقلی دلائل تھے۔ اسکی عقلی دلیل یہ ہے کہ مخالفین بھی مانتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کا علم تمام مخلوق سے زیادہ ہے۔ جس کا حوالہ ہم تحذیر الناس سے پیش کر چکے ہیں اب دیکھنا یہ ہے کہ مخلوق میں سے کسی کو ان پانچ چیزوں کا علم دیا گیا یا نہیں۔ مشکوٰۃ کتاب الایمان بالقدر میں ہے کہ شکم مادر میں بچہ بننے کا ذکر فرماتے ہوئے حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

ثُمَّ يَبْعَثُ اللّٰهُ اِلَيْهِ مَلَكًا بِاَرْبَعِ كَلِمٰتٍ فَيَكْتُبُ عَمَلَهٗ وَاَجَلَهٗ وَرِزْقَهٗ وَشَقِيٌّ اَوْ سَعِيْدٌ ثُمَّ يُنْفَخُ فِيْهِ الرُّوْحُ

یعنی پھر رب تعالیٰ ایک فرشتہ کو چار باتیں بتا کر بھیجتا ہے وہ فرشتہ لکھ جاتا ہے اسکا عمل اسکی موت اس کا رزق اور یہ کہ نیک بخت ہے یا بدبخت پھر روح پھونکی جاتی ہے۔

یہ ہی علوم خمسہ ہیں اور تمام موجودہ اور گذشتہ لوگوں کی یہ پانچ باتیں وہ فرشتہ کاتب تقدیر جانتا ہے مشکوٰۃ اسی باب میں ہے۔

كَتَبَ اللّٰهُ مَقَادِيْرَ الْخَلَائِقِ قَبْلَ اَنْ يَّخْلُقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِخَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ

اللہ نے زمین و آسمان کی پیدائش سے پچاس ہزار برس پہلے مخلوقات کی تقدیریں لکھ دیں۔

معلوم ہوا کہ لوح محفوظ میں علوم خمسہ ہیں۔ تو وہ ملائکہ جو لوح محفوظ پر مقرر ہیں اسی طرح انبیاء و اولیاء جن کی نظر لوح محفوظ پر رہتی ہے ان کو یہ علوم خمسہ حاصل ہوئے۔ مشکوٰۃ کتاب الایمان بالقدر میں ہے کہ میثاق کے دن حضرت آدم علیہ السلام کو تمام اولاد آدم کی روحیں سیاہ و سفید رنگ میں دکھا دی گئیں کہ سیاہ روحیں تو کافروں کی ہیں اور سفید مسلمانوں کی۔ معراج میں حضور علیہ السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس طرح دیکھا کہ ان کے داہنے جانب سفید اور بائیں جانب سیاہ رنگ کی ارواح ہیں یعنی جنتی دوزخی لوگ مومنوں کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور کفار کو ملاحظہ فرما کر غمگین۔ اسی مشکوٰۃ کتاب الایمان بالقدر میں ہے۔ کہ ایک دن حضور علیہ السلام اپنے دونوں ہاتھوں میں دو کتابیں لیئے ہوئے مجمع صحابہ میں تشریف لائے۔ اور داہنے ہاتھ کی کتاب کے بارے میں فرمایا کہ اس میں تمام جنتی لوگوں کے نام مع ان کے قبیلے کے ناموں کے ہیں۔ اور دوسری کتاب میں تمام دوزخیوں کے نام مع ان کے قبائل کے ہیں۔ اور آخر میں ان ناموں کا ٹوٹل بھی لگا دیا گیا ہے کہ کل کتنے۔ اس حدیث کی شرح میں ملا علی قاری نے مرقات

کوئی عاقل بلکہ نیم پاگل بھی ایسی بات کو جو ہر انسان ہر بھنگی چمار بلکہ ہر جانور بلکہ ہر کافر مرتد میں موجود ہو محل مدح میں ذکر نہ کریگا نہ اس میں اپنے لئے فضل و شرف جانے گا بھلا کہیں براہین غلامیہ میں یہ بھی لکھا کہ سچا خدا وہی ہے جس نے مرزا کی ناک میں دو نتھنے رکھے مرزا کے کان میں دو گھونگے بنائے یا خدا نے براہین احمدیہ میں لکھا ہے کہ اس عاجز کی ناک ہونٹوں سے اوپر اور بھوؤں کے نیچے ہے۔ کیا ایسی بات لکھنے والا پورا مجنون پکا پاگل نہ کہلایا جائیگا اور شک نہیں کہ وہ معنی لغوی یعنی کسی چیز کی خبر رکھنا یا دینا یا بھیجا ہوا ہونا ان مثالوں سے بھی زیادہ عام ہیں بہت جانوروں کے ناک کان بھوں اصلاً نہیں ہوتیں مگر خدا کے بھیجے ہوئے وہ بھی ہیں اللہ نے انھیں عدم سے وجود نرکی پیٹھ سے مادہ کے پیٹ سے دنیا کے میدان میں بھیجا جس طرح اس مردک خبیث نے بچھو کو رسول بمعنی لغوی بنایا مولوی معنوی قدس سرہ القوی مثنوی شریف میں فرماتے ہیں:[1]

۱	کل یوم ھو فی شان بخواں	مر ورا بیکار و بے فعلے مداں
۲	کمتریں کارش کہ ہر روز ست آں	کو سہ لشکر روانہ میکند
۳	لشکرے زاصلاب سوئے امہات	بہرآں تا در رحم روید نبات
۴	لشکرے زارحام سوئے خاکدان	تا ز نر و مادہ پر گردد جہاں
۵	لشکرے از خاکداں سوئے اجل	تا بہ بیند ہر کسے حسن عمل[1]

(۱) روزانہ اللہ تعالٰی اپنی شان میں، پڑھ۔ اس کو بیکار اور بے عمل ذات نہ سمجھ (۲) اس کا معمولی کام ہر روز یہ ہوتا ہے کہ روزانہ تین لشکر روانہ فرماتا ہے (۳) ایک لشکر پشتوں سے امہات کی طرف تاکہ عورتوں کے رحموں میں پیدائش ظاہر فرمائے (۴) ایک لشکر ماؤں کے رحموں سے زمین کی طرف تاکہ نرومادہ سے جہان کو پُر فرمائے (۵) ایک لشکر دنیا سے موت کی جانب تاکہ ہر ایک اپنے عمل کی جزا کو دیکھے۔ (ت)

حق عزوجل فرماتا ہے:

فارسلنا علیھم الطوفان والجراد والقمل والضفادع والدم[2] — ہم نے فرعونیوں پر بھیجے طوفان اور ٹیریاں اور جوئیں اور مینڈکیں اور خون۔

کیا مرزا ایسی ہی رسالت پر فخر رکھتا ہے جسے ٹیری اور مینڈک اور جوں اور مچھر اور سور سب کو شامل مانے گا، ہر جانور بلکہ ہر حجر و شجر بہت سے علوم سے خبردار ہے اور ایک دوسرے کو خبر دینا بھی صحاح احادیث سے ثابت؛

---

[1] المثنوی المعنوی قصہ آنکس کہ در یارے بکوفت گفت الخ نورانی کتب خانہ پشاور دفتر اول ص ۹،

[2] القرآن الکریم ۷/ ۱۳۳

کوئی عاقل بلکہ نیم پاگل بھی ایسی بات کو جو ہر انسان ہر بھنگی چمار بلکہ ہر جانور بلکہ ہر کافر مرتد میں موجود ہو محلِ مدح میں ذکر نہ کریگا نہ اس میں اپنے لئے فضل وشرف جانے گا بھلا کہیں براہین غلامیہ میں یہ بھی لکھا کہ سچا خدا وہی ہے جس نے مرزا کی ناک میں دو نتھنے رکھے مرزا کے کان میں دو گھونگے بنائے یا خدا نے براہین احمدیہ میں لکھا ہے کہ اس عاجز کی ناک ہونٹوں سے اُوپر اور بھوؤں کے نیچے ہے۔ کیا ایسی بات لکھنے والا پُورا مجنون پکا پاگل نہ کہلایا جائیگا؟ اور شک نہیں کہ وہ معنیٔ لغوی یعنی کسی چیز کی خبر رکھنا یا دینا یا بھیجا ہُوا ہونا اُن مثالوں سے بھی زیادہ عام ہیں بہت جانوروں کے ناک کان بھویں اصلاً نہیں ہوتیں مگر خدا کے بھیجے ہوئے وُہ بھی ہیں، اللہ نے انھیں عدم سے وجود نرکی پشت مادہ کے پیٹ سے دنیا کے میدان میں بھیجا جس طرح اس مردک خبیث نے بچھو کو رسول بمعنی لغوی بنایا مولوی معنوی قدس سرہ القوی مثنوی شریف میں فرماتے ہیں : ؎

۱	کل یوم ھو فی شان بخواں	مر ورا بیکار و بے فعلے مداں
۲	کمتریں کارش کہ ہر روز ست آں	کو سہ لشکر روانہ میکند
۳	لشکرے ز اصلاب سوئے امہات	بہر آں تا در رحم روید نبات
۴	لشکرے ز ارحام سوئے خاکداں	تا ز نر و مادہ پر گردد جہاں
۵	لشکرے از خاکداں سوئے اجل	تا بہ بیند ہر کسے حسن عمل[1]

(۱) روزانہ اللہ تعالٰی اپنی شان میں، پڑھ۔ اس کو بیکار اور بے عمل ذات نہ سمجھ (۲) اس کا معمولی کام ہر روز یہ ہوتا ہے کہ روزانہ تین لشکر روانہ فرماتا ہے (۳) ایک لشکر پشتوں سے امہات کی طرف تاکہ عورتوں کے رحموں میں پیدائش ظاہر فرمائے (۴) ایک لشکر ماؤں کے رحموں سے زمین کی طرف تاکہ نر و مادہ سے جہان کو پُر فرمائے (۵) ایک لشکر دنیا سے موت کی جانب تاکہ ہر ایک اپنے عمل کی جزا کو دیکھے۔ ت)

حق عزوجل فرماتا ہے :

فارسلنا علیھم الطوفان والجراد والقمل والضفادع والدم[2]

ہم نے فرعونیوں پر بھیجے طوفان اور ٹیریاں اور جوئیں اور مینڈکیں اور خون۔

کیا مرزا ایسی ہی رسالت پر فخر رکھتا ہے جسے ٹڈی اور مینڈک اور جُوں اور کُتے اور سور سب کو شامل مانے گا، ہر جانور بلکہ ہر حجر و شجر بہت سے علوم سے خبردار ہے اور ایک دوسرے کو خبر دینا بھی صحاح احادیث سے ثابت؛

---

[1] المثنوی المعنوی قصہ آنکس کہ در یارے بکوفت گفت الخ نورانی کتب خانہ پشاور دفتر اول ص ۹،
[2] القرآن الکریم ۷/ ۱۳۳

مکروہ ہے خواہ آگے ہو یا پیچھے یا دہنے یا بائیں یا اُوپر یا سجدہ کی جگہ اور اُن سب میں بدتر جائے سجود یا جانبِ قبلہ ہونا ہے پھر اوپر پھر دہنے بائیں پھر پیچھے اور اس میں کراہت کے متعدد وجوہ ہیں اُس مکان کا معبدِ کفار سے مشابہ ہونا، تصویر کا بطور اعزاز ظاہر طور پر رکھا یا لگا ہونا، آگے یا جائے سجود پر ہو تو اس کی عبادت سے مشابہ ہو، ملائکۂ رحمت کا اُس مکان میں نہ آنا متواتر حدیثوں میں ہے کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

ان الملئکۃ لا تدخل بیتا فیہ کلب ولا صورۃ[1] — بیشک فرشتے اُس گھر میں نہیں جاتے جس میں کُتّا یا تصویر ہو۔

یہ وجہ اُن تمام صور مذکورہ کو شامل اور وہم مذکور فی السوال کا علاج کامل ہے واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۱۰۱۹ از بھنڈی بازار مرسلہ محمد فضل الرحمٰن سادہ کار ۵ ربیع الاول ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو امام ازار ٹخنوں کے نیچے تک پہن کر نماز پڑھائے وہ نماز مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی؟ قبلہ رُخ ایک قدم کو نہ رکھنا یا ایک قدم پر کھڑا رہنا نماز میں جائز ہے یا خلافِ سنت اور مکروہِ تنزیہی ہے؟ براہِ ہمدردی استفتا بحوالہ عبارت کتب متداولہ معتبرہ فقیہ ارقام فرمائیں۔ بینوا توجروا۔

www.alahazratnetwork.org

الجواب

ازار کا گٹوں سے نیچے رکھنا اگر برائے تکبر ہو حرام ہے اور اس صورت میں نماز مکروہ تحریمی ورنہ صرف مکروہِ تنزیہی، اور نماز میں بھی اُس کی غایت خلافِ اولٰی۔ صحیح بخاری شریف میں ہے، صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! میرا تہبند لٹک جاتا ہے جب تک میں اس کا خاص خیال نہ رکھوں۔ فرمایا: لست ممن یصنعہ خیلاء[2] (تم ان میں نہیں ہو جو براہِ تکبر ایسا کریں)، فتاوٰی عالمگیریہ میں ہے:

اسبال الرجل ازارہ اسفل من الکعبین ان لم یکن للخیلاء ففیہ کراھۃ تنزیہ کذا فی الغرائب[3]۔ واللہ تعالٰی اعلم۔ — کسی آدمی کا ٹخنوں سے نیچے تہبند لٹکا کر چلنا اگر تکبر کی بنا پر نہ ہو تو مکروہ تنزیہی ہے۔ غرائب میں یونہی ہے۔ واللہ تعالٰی اعلم (ت)

[1] مسند احمد بن حنبل مروی من ابی طلحۃ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۴/ ۳۰

[2] صحیح بخاری باب فی جر ازارہ من غیر خیلاء مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۸۶۰

[3] فتاوٰی ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب التاسع فی اللبس نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۳۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسلمانو! وہابیوں اور مرزائیوں سے بچو

سنہ ۱۳۵۴ھ

انوار آفتاب صداقت

سنہ ۱۹۳۵ء

مصنّفہ

قاضی فضل احمد صاحب عفا اللہ تعالیٰ عنہ سنی حنفی نقشبندی صادقی
کورٹ انسپکٹر پولیس پنشنر لودھیانہ

کتب خانہ سمنانی اندرکوٹ
میرٹھ نے شائع کیا

میں اور ثابت کردیا ہے کہ سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معلومات میں ان پانچ غیبوں سے کوئی علم غیب باقی نہیں رہا اور تمام غیبوں کو شامل ہے۔ اور وہ کتاب ہم نے اسی ہی بحث میں تصنیف کی ہے۔ بلفظ کتاب منیر الدین مؤلفہ مولانا محمد بشیر الدین صاحب مطبوعہ مصطفائی سیٹم پریس نل بازار بمبئی نمبر ۹ سنہ ۱۳۳۷ھ ❊

(۲۱) عینی شرح صحیح بخاری جلد رابع صفحہ ۲۲۱۔ عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال خطب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یوم الجمعۃ فقال اخرج یا فلان فانک منافق اخرج یا فلان فانک منافق فاخرج منھم ناسًا ففضحھم الحدیث بلفظ یعنے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمعہ کے روز خطبہ میں فرمایا کہ اے فلاں نکل جا یہاں سے تو واقعی منافق ہے۔ اے فلاں نکلجا یہاں سے کہ تو واقعی منافق ہے پس نکالدیئے بہت آدمی اور انکی فضیحت ہوئی یعنے اُن کی رسوائی ہوئی۔

(۲۲) شرح شفا حضرت مُلّا علی قاری جلد اوّل صفحہ ۲۴۱ قال ابن عباس رضی اللہ عنہ کان المنفقون من الرجال ثلث مائۃ ومن النساء مائۃ وسبعین بلفظ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے (بموجب ارشاد حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) بتلایا منافق مرد تین سو تھے اور عورتیں منافقات ایک سو ستر تھیں ❊

یہاں یہ بات بھی صاف ہوگئی جیسا کہ منافق کہتے تھے کہ ہم حضرت کے پاس رہتے ہیں لیکن ہمکو نہیں پہچانتے! اور اور غیب کی باتیں بتلاتے ہیں مگر بموجب حکم اللہ تعالیٰ منافقوں کو مسلمانوں سے جدا کرکے رکھدیا۔ اور تعداد بھی بتلادی وہ حکم اللہ تعالیٰ کا ما کان اللہ لیذر المومنین الآیۃ میں ہے جو فصل دوم میں لکھا جا چکا ہے

(۲۳) مجموعہ فتاویٰ مولوی عبد الحی مرحوم لکھنوی جلد دوم صفحہ ۹۷ سطر ۲۔ سوائے اسکے ہزارہا دلائل حضور کے تولد شریف کے باب میں موجود ہیں۔ چنانچہ جواب سوال عباس عم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے یعنی حضرت عباس رضی اللہ عنہ (رضی اللہ عنہ) نے پوچھا کہ یا رسول اللہ چاند آپ کے ساتھ کیا معاملہ کرتا تھا اور آپ اُن دنوں میں چہل روزہ تھے آپ نے فرمایا کہ مادر مشفقہ نے ہاتھ میرا مضبوط باندھ دیا تھا اُسکی اذیت سے مجھے رونا آتا تھا اور چاند منع کرتا تھا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا آپ اُن دنوں میں چہل روزہ تھے یہ حال کیونکر معلوم ہوا۔ فرمایا کہ لوح محفوظ پر قلم چلتا تھا اور میں سُنتا تھا حالانکہ شکم مادر میں تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسلمانو! وہابیوں ور مرزائیوں سے بچو

سنہ ۱۳۵۴ھ

انوار آفتاب صداقت

سنہ ۱۹۳۵ء

مصنفہ

قاضی فضل احمد صاحب عفا اللہ تعالیٰ عنہ سنی حنفی نقشبندی صادقی
کورٹ انسپکٹر پولیس پنشنر لودھانہ

کتب خانہ سمنانی اندر کوٹ
میرٹھ نے شائع کیا

ونواہی اور غیب کے علوم ہیں ❊

(۶) تفسیر معالم التنزیل زیر آیت خلق الانسان علمہ البیان۔ قال ابن کیسان خلق الانسان یعنی محمدا صلی اللہ علیہ وسلم علمہ البیان یعنی بیان ما کان وما سیکون اھ یعنے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ پیدا کیا انسان کو اور سکھلایا اسکو بیان۔ ابن کیسان کہتے ہیں کہ پیدا کیا انسان یعنی محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور سکھلایا اُن کو بیان یعنے بیان اور بیان ہے جو کچھ ہو چکا اور جو آئندہ ہوگا۔ سب کچھ بتا دیا ❊

(۷) تفسیر جامع البیان برحاشیہ تفسیر جلالین صفحہ ۸۵ وعلمک مالم تکن تعلم۔ قبل نزول ذلک من خفیات الامور۔ بلفظہ یہ آیت شریف مخفی امور کی تعلیم کے متعلق ہے ❊

(۸) تفسیر مدارک علمک مالم تکن تعلم۔ من امور الدین والشرائع ومن خفیات الامور وضمائر القلوب۔ بلفظہ یعنے یہ آیت شریف کہ اے رسول سب کچھ تم کو سکھلا دیا جسکو آپ نہیں جانتے تھے۔ وہ تمام امور دین اور شریعت کے اور تمام غیب کی باتیں اور تمام لوگوں کے دلوں کے بھید اور اندرونی حالات ہیں ❊

(۹) تفسیر بیضاوی جلد اوّل صفحہ ۲۰۱ سطر ۱۴ وعلمک مالم تکن من خفیات الامور او امور الدین والشرائع او الاحکام اس آیت شریف میں تمام غیب کی باتیں یا تمام دین اور شریعت واحکام وامر ونواہی ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تعلیم فرمائے گئے ہیں۔

(۱۰) تفسیر قادری جلد اول صفحہ ۱۹۲ وعلمک اور تعلیم کر دیا تجھے مالم تکن تعلم جو نہ تھا تو کہ آپ سے جان لیتا چھپی ہوئی باتیں اور دلوں کے بھید اور بہت علمائے کہا ہے کہ وہ علم ربوبیت حق اور اس کے جلال کا۔ اور پہچاننا عبودیت نفس اور اسکے حال کا اور بحر الحقائق میں لکھا ہے کہ جو کچھ ہو چکا یہ اسکا علم ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے شب معراج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کو عطا فرمایا جیسا کہ معراج کی حدیثوں میں وارد ہے کہ میں عرش کے نیچے تھا ایک قطرہ میرے حلق میں ڈالدیا۔ پس جان لیا میں نے جو کچھ ہو گیا ہے اور جو کچھ ہونیوالا ہے۔ بلفظہ ❊

(۱۱) تفسیر قادری جلد اوّل صفحہ ۲۶۵ ۔ تلک یہ قصہ جو مذکور ہوا من انباء الغیب غیب کی خبروں میں سے جبریل علیہ السلام کے ذریعہ سے نوحیھا الیک وحی کی ہم نے تیری طرف۔ بلفظہ۔

(۱۲) تفسیر قادری جلد دوم صفحہ ۴۹۰ (سورہ الرحمن) خلق الانسان پیدا کی خدا نے آدمیوں کی جنس علمہ البیان تعلیم کر دیا اسکو بیان یعنے جو کچھ اس کے دل میں ہے اُسے کہکر یا لکھکر ظاہر

تقدیس الوکیل
عن توہین الرشید والخلیل

مؤلفہ و مرتبہ

حضرت مولانا ابو عبدالرحمن غلام دستگیر صاحب ہاشمی نقشبندی قصوری نور اللہ مرقدہ

دریاؤں سے ایک نہر ہے اھ اور نیز یہی قاری مرقات میں حدیث کہ تم مجھ پر درود بھیجا کرو، تمہارا درود مجھ کو ضرور پہنچتا ہے جہاں سے تم بھیجو گے، قاضی نے کہا اور یہ اس لئے کہ پاک نفس جب بدنی علائق سے خالی ہو کر اوپر چڑھ جاتے اور ملاء اعلیٰ سے متصل ہوتے ہیں اور کوئی پردہ نہیں رہتا ہے تو سب کو دیکھتے ہیں، جیسا کوئی دیکھ رہا ہے یا فرشتہ کی خبر دینے سے اُن کو اور اس میں بھید ہے مطلع ہوتا اس پر جس پر آسان ہو، اور ایسا ہی امام سیوطی کے رسالہ انموذج اور شاہ ولی اللہ کے حجۃ اللہ البالغہ میں درج ہے، اور یہ دعویٰ کہ بعض متاخرین نے جو روایت تکفیر تارکہ لشہادۃ اللہ ورسولہ میں گفتگو کی ہے اس کی بنیاد اس پر ہے کہ جب ایک مسئلہ میں کئی وجوہ قوی تکفیر کے ہوں اور ایک وجہ ضعیف عدم تکفیر کی ہو تو ترجیحان عدم تکفیر کو ہوگا محض کذب ہے کیوں کہ اس مسئلہ میں تو کوئی ایک وجہ بھی تکفیر کی نہیں ہے چہ جائیکہ بہت وجوہ تکفیر کی ہوں، اس لئے کہ یہ مخالف ہے آیت کے کہ خدا غیب دان ہے، اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا مگر رسول پسندیدہ کو جیسا کہ معتبر فقہا کے اس پر تصریح ہوئی ہے اور یہ جو کہا ہے کہ اس میں ہم متفق ہیں کہ آپ پر اشیاء عرض ہوتے ہیں، اور آپ بعض غیب باعلام الٰہی جانتے ہیں، لیکن اس سے مطلق علم غیب محیط کا ثبوت نہیں ہوتا ہے پس اگر اس سے مراد نفی علم غیب مطلق اور احاطہ اشیاء مانند علم اور احاطہ باری تعالیٰ کی ہے، تو ہم بھی اس کی

حدیث۔ صلوا علی فان صلوتکم تبلغنی حیث کنتم قال القاضی وذلک ان النفوس الزکیۃ القدسیۃ اذا تجردت عن العلائق البدنیۃ عرجت واتصلت بالملاء الاعلیٰ ولم یبق لہا حجاب فتری الکل کالمشاہد بنفسہا او باخبار الملک لہا وفیہا سر یطلع علیہ من تیسر لہ انتہی ۱۲

القاموس المحيط

تأليف

العلامة اللغوي مجد الدين محمد بن يعقوب الفيروزآبادي

(المتوفى سنة ٨١٧ هـ)

تحقيق

مكتب تحقيق التراث في مؤسسة الرسالة

بإشراف

محمد نعيم العرقسوسي

طبعة فنية منقحة مفهرسة

مؤسسة الرسالة

●كِزْبِلُ، كزِبْرِجٍ: ماءٌ بجَبَلَيْ طَيِّىءٍ، وحِصْنٌ بساحِلِ بَحْرِ الشامِ، وة بفِلَسْطِينَ.

●الكَسَلُ، محرَّكةً: التَّثاقُلُ عن الشيءِ والفُتورُ فيه. كَسِلَ، كفرِحَ، فهو كَسِلٌ وكَسْلانُ، ج: كُسالَى، مُثَلَّثَةَ الكاف، وكَسالِي، بكسر اللام. وكَسْلَى، كقَتْلَى، وهي كَسِلَةٌ وكَسْلانَةٌ[1] وكَسُولٌ ومِكْسالٌ، وهما أيضاً نَعْتٌ للجارِيَةِ المُنَعَّمَةِ التي لا تَكادُ تَبْرَحُ من مَجلِسِها، مَدْحٌ، وقد أكْسَلَهُ الأمرُ. والكِسْلُ، بالكسر وكمِنبرٍ: وتَرُ المِنْدَفَةِ إذا نُزِعَ منها. وأكْسَلَ في الجماعِ: خالَطَها ولم يُنْزِلْ، أو عَزَلَ ولم يُرِدْ وَلَداً، ككَسِلَ، كفرِحَ. والكُوسالَةُ، بالضم، والكَوْسَلَةُ: الحَشَفَةُ. والكِسْلَى، كخِلْبِقَى: عِيدانٌ كالقُوَّةِ مائِلَةٌ إلى الحُمْرَةِ مُسَمِّنٌ، مُعَرَّبُ كِهِبْلَى بالهِنْدِيَّةِ. ونَسَبٌ مِكْسَلٌ، كمِنبرٍ: إذا كان قليلَ الآباءِ في السُّؤْدُدِ والصَّلاحِ. ووادٍ مُكْسِلٌ، كمُحْسِنٍ: يأتيهِ السَّيْلُ من قُرْبٍ. وكَسْفِيَةُ: اسمٌ.

●الكَسْطَلُ، والكَسْطالُ: الغُبارُ، لُغَةٌ في القاف.

●الكَسْمَلَةُ: المَشْيُ في تَقارُبِ الخُطا.

●الكَرْشَلَةُ والكَرْشالَةُ: القَمْلَةُ العظيمةُ.

●الكَضْلُ، بالضاد المعجمة: الدَّفْعُ.

●الكَعْلُ: الرَّجيعُ من كلِّ شيءٍ جِيَفٌ بَعْضُه، وما يَتَعَلَّقُ بخُصَى الكِباشِ من الوَسَخِ، والرجُلُ القصيرُ الأسْوَدُ، كالكُعَلِ، كصُرَدٍ، والراعي اللَّئيمُ، والتَّمْرُ المُلْتَزِقُ[2]، والغَنِيُّ البَخيلُ. وتَكَعَّلَ: اشْتَدَّ البَزاقُه. وكمُحْدِثٍ: المُنْتَفِخُ غَضَباً، ومَنْ يُحَرِّكُ اسْتَهُ.

●كَمْطَلَ: عَدا عَدْواً شديداً أو بَطيئاً، ضِدٌّ، و بيديه: تَمَطَّى وتَمَلَّكَ. وأسَدٌ كَمْطَلٌ ومُكَمْطِلٌ.

●كَمْظَلَ: لغةٌ في كَمْطَلَ في جميعِ مَعانيهِ.

●الكَفَلُ، محرَّكةً: العَجُزُ، أو رِدْفُه، أو القَطَنُ، ج: أكْفالٌ. والكِفْلُ، بالكسر: الضِّعْفُ، والنَّصيبُ والحَظُّ وخِرْقَةٌ على عُنُقِ الثَّوْرِ تحتَ النِّيرِ، والوَتَرُ يَثْبُتُ بعدَ الوَتَرِ الناصِلِ، ومن لا يَثْبُتُ على الخَيْلِ، والرجُلُ يكونُ في مُؤَخَّرِ الحَرْبِ هِمَّتُه التَّأَخُّرُ والفِرارُ، والمِثْلُ، كالكَفِيلِ، ومَن يُلْقِي نَفْسَه على الناسِ، ومَرْكَبٌ للرِّجالِ، يُؤْخَذُ كِساءٌ، فيُعْقَدُ طَرَفاهُ، فيُلْقَى مُقَدَّمُه على الكاهِلِ ومُؤَخَّرُه مما يلِي العَجُزَ، أو شيءٌ مُسْتَدِيرٌ يُتَّخَذُ من خِرَقٍ أو غيرِها، ويُوضَعُ على سَنامِ البعيرِ. واكْتَفَلَ البعيرَ: جَعَلَ عليه كِفْلاً. وهو الكِفْلُ: لَيِّنٌ. والكافِلُ: العائِلُ، وقد كَفَلَهُ وكَفَّلَهُ، والذي لا يأكُلُ، أو يَصِلُ الصِّيامَ، أو الذي جَعَلَ على نَفْسِه أن لا يَتَكَلَّمَ في صِيامِه، ج: كُرَّكَّعٍ، والضامِنُ، كالكَفِيلِ، ج: كُفَّلٌ وكُفَلاءُ وكَفِيلٌ أيضاً. وقد كَفَلَ بالرجُلِ، كضَرَبَ ونَصَرَ وكَرُمَ وعَلِمَ، كَفْلاً وكُفولاً وكَفالَةً وتَكَفَّلَ واكْتَفَلَهُ إياهُ وكَفَّلَهُ: ضَمَّنَهُ. والمُكافِلُ: المجاوِرُ المُحالِفُ، والمُعاقِدُ المُعاهِدُ. واكْتَفَلَ بكذا: وَلاَّهُ كَفَلَهُ.

●الكُلُّ، بالضم: اسمٌ لجميعِ الأجزاءِ، للذَّكَرِ والأُنثَى، أو يقالُ: كُلُّ رجُلٍ، وكُلَّةُ امرأةٍ، وكُلُّهُنَّ مُنْطَلِقٌ ومُنْطَلِقَةٌ، وقد جاءَ بمعنى بعضٍ، ضِدٌّ، ويقالُ: كُلٌّ وبعضٌ مَعْرِفتانِ، لم يَجِيءْ عن العَرَبِ بالألِفِ واللامِ، وهو جائزٌ. وهو العالِمُ كُلُّ العالِمِ: المُرادُ التَّناهي، وأنه بَلَغَ الغايَةَ فيما تَصِفُه به. وبالفتحِ: قَفا السِّكِّينِ والسيفِ، والوكيلُ، والصَّنَمُ، والمُصيبَةُ تَحْدُثُ، واليتيمُ، والثَّقيلُ لا خيرَ فيه، والعَيِّلُ والعِيالُ، والثِّقْلُ، ج: كُلُولٌ، والإِعْياءُ، كالكَلالِ والكَلالَةِ، ومن لا وَلَدَ له ولا والِدَ. وقد كَلَّ يَكِلُّ فيهما. وكَلَّ البَصَرُ والسيفُ وغيرُهُما يَكِلُّ كِلَّةً وكَلاًّ، بالكسرِ، وكَلالَةً وكُلولَةً وكُلولاً وكَلَّلَ، فهو كَليلٌ وكَلٌّ: لم يَقْطَعْ. وكَلَّ لِسانُه ونَصَرُه يَكِلُّ: نَبا. وأكَلَّهُ البُكاءُ. والكَلالَةُ: مَن[3] لا وَلَدَ له ولا والِدَ، وما لم يكنْ من النَّسَبِ لَحّاً، أو مَن تَكَلَّلَ نَسَبُه بنَسَبِكَ، كابنِ العَمِّ وشِبْهِه، أو هي الأُخُوَّةُ[4] للأُمِّ، أو بنو العَمِّ الأباعِدُ، أو ما خَلا الوالِدَ والوَلَدَ، أو هي من العَصَبَةِ مَن وَرِثَ معه الإِخْوَةُ للأُمِّ. وكَلَّلَ تَكْليلاً: ذَهَبَ وتَرَكَ أهْلَهُ بمَضْيَعَةٍ، و في الأمرِ: جَدَّ، و السَّبُعُ: حَمَلَ ولم يُحْجِمْ، و عن الأمرِ: أحْجَمَ وجَبُنَ، ضِدٌّ، و فلاناً: ألْبَسَهُ الإِكْليلَ. والكِلَّةُ: الشَّفْرَةُ الكالَّةُ، وبالضم: التأخيرُ، وتأنيثُ الكُلِّ، وبالكسر: الحالَةُ، والسِّتْرُ الرَّقيقُ، وغِشاءٌ رَقيقٌ يُتَوَقَّى به من البَعوضِ، وصُوفَةٌ حَمْراءُ في رأسِ الهَوْدَجِ. والإِكْليلُ، بالكسر: التاجُ، وشِبْهُ عِصابَةٍ تُزَيَّنُ بالجَوْهَرِ، ج: أكاليلُ،

اهـ وعبارته تقتضي أنه مضموم، كما ضبط هنا، وفي غير موضع من القاموس. اهـ مصححه.

(١) هي لغة أسدية، والمشهور كَسْلى، كسكرى، وعليها فكسلان غير مصروف، كما يستفاد من الشارح نقلاً عن شيخه اهـ بهامش المتن.

(٢) هكذا في أغلب النسخ، وفي بعضها: المتلزق. اهـ.

(٣) الرَّجُلُ.

(٤) هو هكذا في النسخ، بضم الهمزة والخاء وتشديد الواو المفتوحة، والذي في المحكم: قيل هم الإخوة إلخ. اهـ شارح.

بنہایت جلوہ گر گردید الی قولہ و عنایت رحمانی و تربیت یزدانی بلا واسطۂ احدی متکفل حال ایشاں شد۔

ناظرین کرام دیکھیں یہ وہی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور وہی علی مرتضیٰ ہیں جن کے لیے تقویۃ الایمان میں کہا تھا۔ "جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک و مختار نہیں" لیکن جب اپنے پیر کی بات آئی تو وہی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے تصرف والے ہو گئے کہ خواب میں تشریف لا کر کھجوریں بھی کھلائیں اور اسمٰعیل کے پیر کو راہ نبوت کا سالک بھی بنائیں اور علی مرتضیٰ اور فاطمۃ الزہراء ایسی مختار ہوئیں کہ پیر جی کو نہلا گئے اور لباس فاخرہ پہنا گئے تو ان کے اوپر طریق نبوت کے کمالات بنہایت جلوہ گر ہو گئے۔ اور براہ راست عنایت رحمانی ان کی کفیل حال ہو گئی اور نبوت کس چیز کا نام ہے۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ معترض بہادر ایسے امام کا دم بھرو اور پھر دوسروں کا عقیدہ مصنوعی بتاؤ۔

شرم تم کو مگر نہیں آتی

رہا آپ کا ہماری نسبت یہ کہنا کہ حضور عالم الغیب ہیں بالکل افتراء ہے۔ عالم غیب مثل رحمٰن و قیوم و قدوس وغیرہ اسماء خاصۂ بذات باری میں سے ہے اس کا اطلاق غیر خدا کے لیے ہم اہلسنت کے نزدیک حرام و ناجائز ہے۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ انبیاء و اولیاء کے لیے علم غیب کا حکم ہی ثابت نہ ہو۔ بے شک وہ بعطاء الٰہی انبیاء کرام کے لیے اور ان کے فیض متابعت سے اولیاء کرام کے لیے ثابت ہے۔ بحمد اللہ ہم نے اس کا ثبوت حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی اور شاہ ولی دہلوی کے کلمات سے دیا بلکہ خود امام الطائفہ کے اپنے پیر کے حق اس قول بدتر از بول سے بھی دیا معترض بہادر ابھی اگر کچھ چاہتے ہیں تو ٹھہریں۔ معترض کا یہ کہنا کہ "بس فرق رہے کہ اللہ کا علم غیب ذاتی ہے اور حضور کا علم غیب عطائی ہے۔" اقول وبحول اللہ احوال۔ بس یہی فرق ہرگز نہیں بلکہ بہت سارے فرق ہیں باذن اللہ المعین امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کی کتاب مستطاب انباء المصطفیٰ سے نقل کروں۔ فرماتے ہیں افسوس ان شرک فروش اندھوں کو اتنا نہیں سوجھتا کہ علم الٰہی ذاتی ہے اور علم خلق عطائی وہ واجب یہ ممکن وہ قدیم یہ حادث وہ نامخلوق یہ مخلوق وہ نامقدور یہ مقدور وہ ضروری البقاء یہ جائز الفناء وہ ممتنع التغیر یہ ممکن التبدل ان عظیم تفرقوں کے باوجود احتمال شرک نہ ہوگا مگر کسی مجنون کو۔ اہ معترض صاحب بہادر یہ پورے چودہ فرق ہوئے منجملہ ان کے ایک فرق یہ بھی ہے مگر آپ یہی گا رہے ہیں کہ بس یہی فرق ہے کہ اللہ کا علم ذاتی ہے اور حضور کا علم غیب عطائی ہے اور منہ بھر کے جھوٹ بولتے شرم نہیں آتی۔ ثانیاً یہی فرق قاطع شرک ہے اور سارے مذکورہ تفرقوں کا جامع ہے اس لیے علم الٰہی عطائے غیر سے نہیں اور غیر کا علم اس کی عطا سے جیسا کہ ظاہر ہے تو علم الٰہی نہ ہوگا مگر ذاتی اور ذاتی نہ ہوگا مگر واجب قدیم نامخلوق الخ اور غیر کا علم نہ ہوگا مگر عطائی اور عطائی نہ ہوگا مگر حادث تو اس تفرقہ کو جناب نہ ماننا اور اس کے متعلق یہ کہنا کہ "اس سے شرک کے دروازے کھلتے ہیں" اس کے متعلق سوا اس کے کیا کہوں کہ اس تقسیم نے تو شرک کے دروازے کھولے بلکہ توڑ دیئے۔ ہاں معترض بہادر آپ حضرات نے علم عطائی ماننے پر آنکھیں میچ کر شرک کا مستانہ گیت گا کر کفر و ضلالت کے لیے سب رستے کھول دیئے۔ والعیاذ باللہ العلی العظیم۔ معترض صاحب بہادر ذرا قرآن تو اٹھا کر دیکھئے اللہ عزوجل کی عطا کے جلوے نظر آئیں گے۔ وقال تعالیٰ وعلمک مالم تکن تعلم تمہیں وہ سب سکھا دیا جو تم نہ جانتے تھے۔ وقال عز وجل الرحمٰن علم القرآن خلق الانسان علمہ البیان۔ رحمٰن نے قرآن سکھایا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا فرمایا انہیں گزشتہ و آئندہ کا بیان بتایا۔ وعلم آدم الاسماء کلھا۔ اللہ نے آدم علیہ السلام کو تمام مخلوقات کے نام سکھا دیئے۔ نیز فرماتا ہے۔

انوارِ رضا

رحمۃ اللہ علیہ

ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ۔ لاہور

مگر برائی کر گزرتا ہے اور بسا اوقات برائی کا ارادہ کرنے والا ہوتا ہے مگر بھلا کام کر لیتا ہے۔ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ (اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کس زمین میں مرے گا)۔

یعنی کہاں اس کی موت واقع ہوگی بعض اوقات وہ ایک مقام پر مقیم ہوتا ہے اور اپنے خیمے گاڑے ہوتا ہے زبان سے عزم و بلند کرتا ہے میں یہاں سے نہ جاؤں گا۔ تقدیر کے فیصلے اس کو اس مکان پر لا ڈالتے ہیں جہاں اس کے متعلق طے ہوتا ہے حالانکہ اس کے کسی گوشۂ خیال میں بھی یہ بات نہیں ہوتی۔

روایت تفسیر یہ ہے:

کہ سلیمان علیہ السلام کے پاس موت کا فرشتہ گزرا۔ وہ آپ کے پاس بیٹھنے والوں میں سے ایک کو غور سے دیکھنے لگا آدمی نے اسی دم کہا یہ کون ہے؟ سلیمان علیہ السلام نے فرمایا ملک الموت ہے اس نے کہا اس طرح معلوم ہوتا ہے۔ یہ مجھے چاہ رہا ہے اور سلیمان علیہ السلام سے عرض کیا کہ ہوا کو حکم دیں وہ مجھے ہندوستان میں ڈال دے آپ نے اس کی بات مان لی۔ پھر ملک الموت سلیمان علیہ السلام سے عرض پیرا ہوا۔ میں اس کی طرف تعجب سے دیکھ رہا تھا کیونکہ مجھے حکم ملا تھا کہ میں اس کی روح ہندوستان میں قبض کروں مگر وہ آپ کے پاس بیٹھا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے علم موت تو اپنے لئے مقرر فرمایا۔ اور درایت بندوں کو عنایت فرمائی کیونکہ درایت میں ہی حیلہ اور چالاکی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کوئی نفس موت کو نہیں جانتا اگرچہ وہ حیلہ کام میں لائے جو اس کے لئے مخصوص ہے۔ اور انسان کیلئے اس کی کمائی اور انجام سے بڑھ کر کوئی چیز خاص نہیں۔ پس جب انسان ان دونوں چیزوں کو معلوم نہیں کر سکتا۔ تو ان کے علاوہ چیزیں تو بہت دور ہیں کہ ان کو جان سکے۔

ایک نجومی کا عمل:

نجومی جو بادل و بارش اور موت کے اوقات کی خبریں دیتے ہیں تو محض قیاس ہے اور ستاروں کے ذریعہ ہے وہ دلیل سے ادراک نہیں کرتے۔ ان کا یہ قیاس غیب نہ بن سکے گا۔ کیونکہ وہ محض گمان و تخمینہ ہے علم نہیں ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مفاتح غیب پانچ ہیں۔ اور آپ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ ([illegible]) [illegible] ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جس نے ان پانچ چیزوں میں سے کسی ایک کے علم کا دعویٰ کیا اس نے جھوٹ بولا۔

منصور عباسی کا خواب:

منصور نے خواب میں دیکھا کہ ایک فرشتہ شکل ہے۔ منصور نے اس سے پوچھا میری عمر کتنی باقی ہے اس فرشتے نے اپنی انگلیوں سے اشارہ کیا تعبیر کرنے والوں نے اس کی تعبیر پانچ سال سے کر دی۔ بعض نے پانچ ماہ اور بعض نے پانچ ایام سے کر دی۔ ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا اس میں پانچ انگلیوں سے اس آیت کی طرف اشارہ ہے۔ اس لئے کہ پانچ علوم اللہ تعالیٰ کے

سوا کوئی نہیں جانتا۔ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ (بیشک اللہ تعالیٰ غیوبات کو جاننے والے ہیں)۔ خَبِیْرٌ (وہ باخبر ہے)۔ جو کچھ ہو چکا اور جو آئندہ ہوگا۔

قول زہری رحمہ اللہ:

سورۃ لقمان کی اکثر قرات کیا کرو کیونکہ اس میں عجائبات ہیں۔

الحمد للہ سورۃ لقمان کا تفسیری ترجمہ آج بروز بدھ ۷ ذوالحجہ ۱۴۲۳ھ ۱۹ فروری ۲۰۰۳ء قبل الظہر اختتام پذیر ہوا۔

ذات باری تعالیٰ میں منحصر ہو گیا لہٰذا جس نے ان پانچ کے علم کا دعویٰ کیا وہ جھوٹا ہے اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہیں: جس نے ان پانچ باتوں کے علم کا دعویٰ کیا۔ اس نے جھوٹ کیا۔ تم اپنے آپ کو کاہنوں سے دور رکھو اور انہیں بھی اپنے قریب نہ پھٹکنے دو کیونکہ "کہانت" شرک کی طرف دعوت دیتی ہے اور شرک اور اس کے اہل، جہنمی ہیں۔

مروی ہے کہ منصور نے خواب میں فرشتہ کی صورت دیکھی اور اس سے پوچھا بتاؤ میری عمر کتنی ہے؟ اس نے پانچ انگلیوں سے اشارہ کیا۔ اس اشارہ کی بعض حضرات نے تعبیر یہ نکالی کہ پانچ سال عمر باقی ہے یا پانچ مہینے یا پانچ دن باقی ہے۔ پھر جب اس کی تعبیر کے بارے میں حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا آپ نے فرمایا: یہ اس طرف اشارہ ہے کہ پانچ باتوں کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے، دوسرا کوئی نہیں جانتا۔

آیت کریمہ کا ظاہر ایک مشکل میں ڈال دیتا ہے۔ وہ یہ کہ "منجم" جو غیب کی خبر دیتا ہے اور "جن" جو غیب کی خبر دیتا ہے اور اولیائے عارفین جو عموماً غیب کی خبریں دیتے ہیں (یہ اس بات کا تقاضا کرتی ہیں کہ غیب کا علم صرف ذاتی باری میں منحصر نہ ہو اور آیت "حصر" کا تقاضا کرتی ہے) صاحب مدارک نے اس بارے میں لکھا ہے کہ "منجم" جو بادل برسنے کی خبر دیتا ہے وہ "قیاس" کے ساتھ کہتا ہے اور مطالع میں نظر کے ساتھ کہتا ہے اور جو چیز "دلیل" سے حاصل کی جائے وہ "غیب" نہیں کہلاتی۔ علاوہ ازیں اس کی یہ باتیں "ظن" ہوتی ہیں اور ظن "علم" نہیں ہوتا۔ صاحب مدارک کے الفاظ کا ترجمہ ختم ہوا۔

رہا دوسرا اشکال کہ جن کی خبر غیب میں شامل ہے یا نہیں؟ تو اس کا مشہور جواب یہ ہے کہ یہ درحقیقت "غیب" کی خبریں نہیں ہوتیں بلکہ وہ کچھ انداز و طریقہ کی ہوتی ہیں مثلاً زید نامی شخص کی موت ملک شام میں ہو گئی اور جنات وہاں موجود تھے۔ وہ وہاں اس منظر کو دیکھ کر جلدی سے روانہ ہو گئے اور اسی لمحہ اس بات کی خبر انہوں نے روم میں جا پہنچائی کہ زید کا ملک شام میں انتقال ہو گیا ہے۔

پھر جب زید کے مرنے کی خبر دینے والا (انسان) ایک مہینہ کے بعد روم پہنچتا ہے یا روم سے زیادہ عرصہ کے بعد پہنچتا ہے اور اس بات کی خبر دیتا ہے، جس کی جن ایک ماہ پہلے خبر دے چکا تھا۔ لوگ گمان کرتے ہیں کہ جنات نے "غیب" کی خبر دی لیکن نہیں جانتے کہ "غیب" اس واقعہ سے تعلق رکھتا ہے جو ہونے والا ہو۔ نہ اس سے جو ہو چکا ہو اور جنات ایسے واقعہ کی خبر دے رہے ہیں جو ہو چکا ہے لیکن وہ بہ نسبت انسانوں کے زیادہ تیزی سے سفر کرتے ہیں اس لئے انسانوں کی بہ نسبت پہلے خبر دے دیتے ہیں۔

رہا حضرات اولیائے عارفین کا معاملہ کہ ان میں سے بعض حضرات کے متعلق غیب کی خبریں دینا حد شہرت کو پہنچا ہوا ہے تو میرا اس بارے میں ظن یہ ہے کہ جب تک اور جہاں تک ان حضرات کی باتوں کو ان کے ظاہر سے پھیرنے کی گنجائش ہو انہیں پھیر لینا چاہیے۔ وہ اس طرح کہ ہم کہتے ہیں جب کوئی ولی اللہ "رحم مادر" کے بارے میں خبر دیتے ہیں کہ وہ مذکر ہے یا مؤنث ہے یا بارش برسنے کی قبل از وقت خبر دیتے ہیں اور بارش اس خاص وقت پر برس پڑتی ہے تو ہم کہیں گے کہ مذکور ولی اللہ اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ پر مطلع نہ تھے اور نہ ہی "نزول بارش" کا علم رکھتے تھے بلکہ وہ

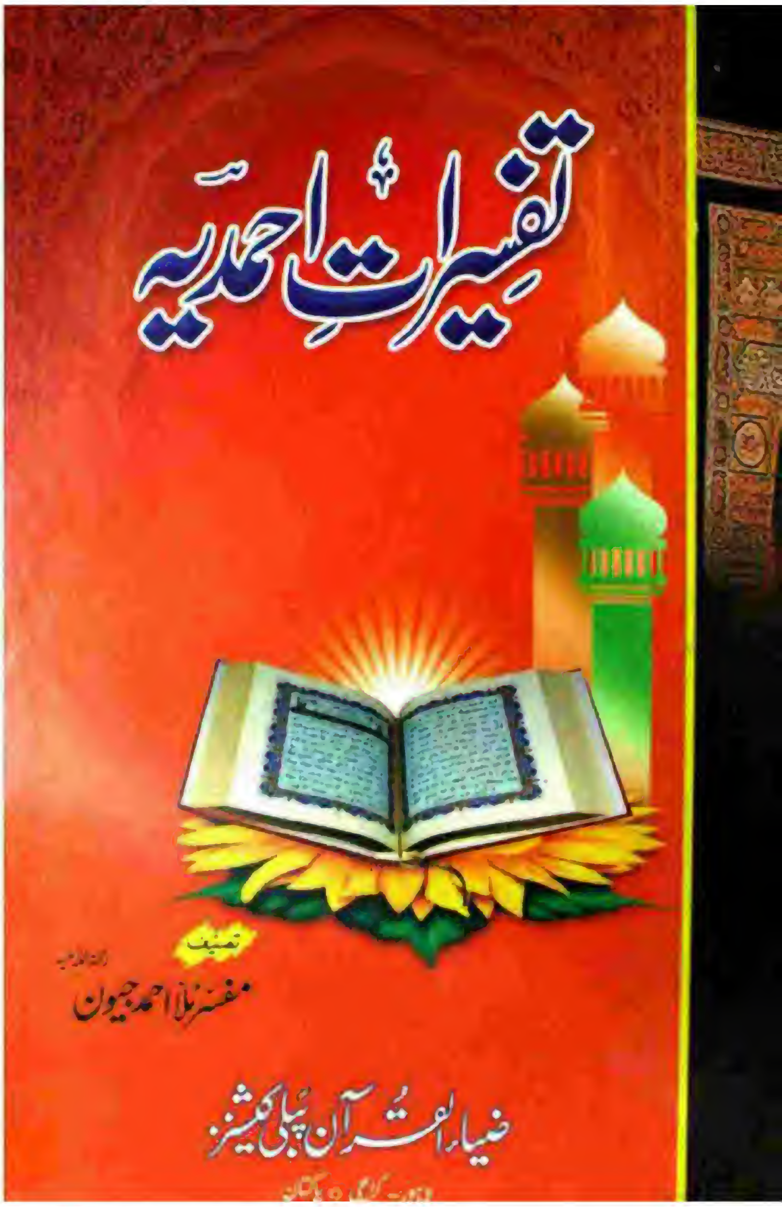

مرقاة المفاتيح

للعلامة الشيخ علي بن سلطان محمد القاري المتوفى سنة ١٠١٤هـ

شرح مشكاة المصابيح

للإمام العلامة محمد بن عبد الله الخطيب التبريزي المتوفى سنة ٧٤١هـ

تحقيق

الشيخ جمال عيتاني

تنبيه:

وضعنا متن المشكاة في أعلى الصفحات، ووضعنا أسفل منها نص «مرقاة المفاتيح» وألحقنا في آخر المجلد الحادي عشر كتاب «الإكمال في أسماء الرجال» وهو تراجم رجال المشكاة للعلامة التبريزي

الجزء الأول

المحتوى

كتاب الإيمان - كتاب العلم

منشورات
محمد علي بيضون
لنشر كتب السنة والجماعة
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

٣ - (٢) ورواه أبو هريرة مع اختلاف، وفيه: «وإذا رأيتَ الحُفاةَ العُراةَ الصمَّ البُكْمَ، مُلوكَ الأرض في خمسٍ

[بالنيات] بمنزلة البسملة، وهذا الحديث بمنزلة الفاتحة المصدرة بالحمدلة، وهذا وجه وجيه وتنبيه نبيه لاختيارهما في صدر الكتاب ومفتتح الأبواب.

٣ - (ورواه أبو هريرة) أي هذا الحديث أيضاً (مع اختلاف) أي بين بعض ألفاظهما (وفيه) أي في مروي أبي هريرة «ردوا عليّ الرجل» فأخذوا يرادونه فلم يروا شيئاً فأخبرهم أنه جبريل ذكره ابن حجر، وتقدم الجمع عن النووي مع أن كون هذا الإخبار في المجلس غير صريح فلا ينافي ما تقدم من إعلام عمر بعد ثلاثة أيام في الصحيح، وفيه أيضاً (وإذا رأيت الحفاة العراة الصم) أي عن قبول الحق (البكم) أي عن النطق بالصدق، جُعلوا لبلادتهم وحماقتهم وعدم تمييزهم كأنه أصيبت مشاعرهم مع كونها سليمة تدرك ما ينتفعون به (ملوك الأرض) منصوب على أنه مفعول ثان لرأيت، أو على أنه حال والمراد بأولئك أهل البادية لما في رواية: «قال: ما الحفاة العراة، قال: العريب» مصغر العرب (في خمس) هو في موضع النصب على الحال أي تراهم ملوك الأرض متفكرين في خمس كلمات إذ من شأن الملوك الجهال التفكر في أشياء لا تعنيهم ولا تغنيهم، أو متعلق بأعلم أي ما المسؤول عنها بأعلم من السائل في علم خمس، فإن العلم بها مختص به تعالى، وفيه إشارة ظاهرة إلى إبطال الكهانة والتنجيم[1] ونحوهما من كل ما فيه تسوّر على علم شيء كلي أو جزئي من هذه الخمس، وإرشاد للأمة وتحذير لهم عن إتيان من يدعي علم الغيب لقوله تعالى: ﴿قل لا يعلم من في السموات والأرض الغيب إلا الله﴾ [النمل - ٦٥] فإن قلت قد أخبر الأنبياء والأولياء بشيء كثير من ذلك فكيف الحصر؟ قلت: الحصر باعتبار كلياتها دون جزئياتها، قال تعالى: ﴿فلا يظهرُ على غيبهِ أحداً ● إلا منِ ارْتضى من رسول﴾ [الجن - ٢٦ - ٢٧] بناء على اتصال الاستثناء الذي هو الأصل وأخرج أحمد عن ابن مسعود: «أوتي نبيكم علم كل شيء سوى هذه الخمس»[2]، وأخرجه عن ابن عمر بنحوه مرفوعاً، وقال القرطبي: «من ادعى علم شيء منها غير مستند إليه عليه الصلاة والسلام كان كاذباً في دعواه»، قال: «وأما[3] ظن الغيب فقد يجوز من المنجم وغيره إذا كان

الحديث رقم ٣: أخرجه البخاري في صحيحه ١/ ١١٤ حديث رقم ٥٠ ومسلم ١/ ٣٩ حديث رقم ٩.

(١) وهو يراد منه مناسبة الأرواح البشرية مع الأرواح المجردة (الجن والشياطين) والاستعلام بهم عن الأحوال الجزئية الحادثة في عالم الكون والفساد المخصوصة بالمستقبل. والتنجيم هو النظر بالنجوم. وقد حرم الإسلام ذلك كله قال الله تعالى: ﴿قل لا يعلم من في السموات والأرض الغيبَ إلا الله﴾ [النمل: ٦٥] وأخرج البخاري عن عائشة رضي الله عنها قالت: «سألَ ناس رسول الله ﷺ عن الكهان فقال: ليس بشيء. فقالوا: يا رسول الله إنهم يحدثوننا أحياناً بشيء فيكون حقاً. فقال رسول الله ﷺ تلك الكلمة من الحق يخطفها الجني فيقرها في أذن وليه. فيخلطون معها مائة كذبة».

(٢) أخرجه أحمد بمسنده ١/ ٣٨٦ و١/ ٤٤٥.

(٣) في المخطوطة «ما».

فہرست عنوانات	صفحہ
فائدہ جلیلہ۔	۳۸۵
مانی ہوئی باتیں چار قسم پر ہوتی ہیں ۔ضروریات دین	
ضروریات مذہب اہل سنت، ثابتات محکمہ، ظنیات محتملہ۔	۳۸۵
عقیدہ عاشرہ (دسواں عقیدہ)	۳۸۶
شریعت وطریقت۔	۳۸۶
نبی ہونے کے باوجود سیدنا موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام نے	
سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا امتی ہونے کی خواہش	
کیوں کی۔	۳۹۰
عوام مومنین سے عوام ملائکہ کا مرتبہ زیادہ ہے یا نہیں۔	۳۹۱
عوام مومنین کی تشریح۔	۳۹۱
تقلید فرض قطعی ہے۔	۳۹۲
فقہ کو نہ ماننے والا شیطان ہے۔	۳۹۳
فقہ کو نہ ماننے کی قباحتیں۔	۳۹۳
آمین بالجہر نماز میں درست نہیں۔	۳۹۳
تعظیم کبھی قیام میں اور کبھی باادب بیٹھنے سے ہوتی ہے۔	۳۹۴
راماسنکھم آریہ کے افتراء وجہالت وناسمجھی وبے ایمانی پہنچی	
ایک سوال کا جواب۔	۳۹۵
صاحب کشاف معتزلی ہے۔	۳۹۶
مسئلہ مغفرت ذنب کی بحث اور اس کے بارے میں آریہ	
کے اعتراضات اور ان کے جوابات کی تفصیل۔	۳۹۶
راماسنکھم اب آریہ نہیں نصرانی ہے لہذا روئے جواب	
جانب نصاریٰ کرتے ہوئے سوال مذکور کا جواب باسلوب	
دیگر۔	۴۰۲
حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے علم غیب عطائی	
کا ثبوت۔	۴۰۴
مصنف علیہ الرحمہ کی تحقیق میں لفظ عالم الغیب کا اطلاق	
حضرت عزت عزجلالہ کے ساتھ خاص ہے کہ اس سے عرفاً	
علم بالذات متبادر ہے۔	۴۰۵
حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ماکان ومایکون کے	

فہرست عنوانات	صفحہ
تمام غیب منکشف فرمادیے گئے۔	۴۰۸
ملا علی قاری کی ایک عبارت کی توجیہ۔	۴۰۸
☆رماح القہار علی کفر الکفار	
(تمہید "خالص الاعتقاد")	۴۱۱
رسالہ "خالص الاعتقاد" کی وجہ تصنیف اور تفصیلی پس	
منظر۔	۴۲۱
کفر پارٹی کی دو تدبیریں۔	۴۱۳
تدبیر اول معارضہ بالمثل	۴۱۳
مسائل تین قسم کے ہوتے ہیں ۔ضروریات دین	
ضروریات عقائد اہل سنت، علمائے اہل سنت میں مختلف	
فیہ۔	۴۱۳
مسائل علم غیب کے اقسام واحکام۔	۴۱۴
وہابیہ کی مکاریاں۔	۴۱۶
غایۃ المامول والے منور علی رامپوری کی چوری اور	
سرزوری۔	۴۱۸
منور علی رامپوری کی بکف چراغی۔	۴۱۹
منور علی رامپوری کی کتر بیونت۔	۴۱۹
شر علی جھانولی۔	۴۲۰
دوسری تدبیر۔	۴۲۱
نامہ اول از حضرت سید حسین حیدر میاں مارہروی بنام	
اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما	۴۲۹
نامہ دوم۔	۴۳۰
☆رسالہ خالص الاعتقاد	
(مسئلہ علم غیب پر عظیم اور مدلل کتاب جو ایک سو بیس دلائل	
پر مشتمل ہے)	۴۳۳
مراسلۂ مصنف علیہ الرحمہ بنام حضرت سید حسین حیدر	
میاں مارہروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	۴۳۳
امر اول	۴۳۴
مخالفین کی افتراء پردازیاں۔	۴۳۴

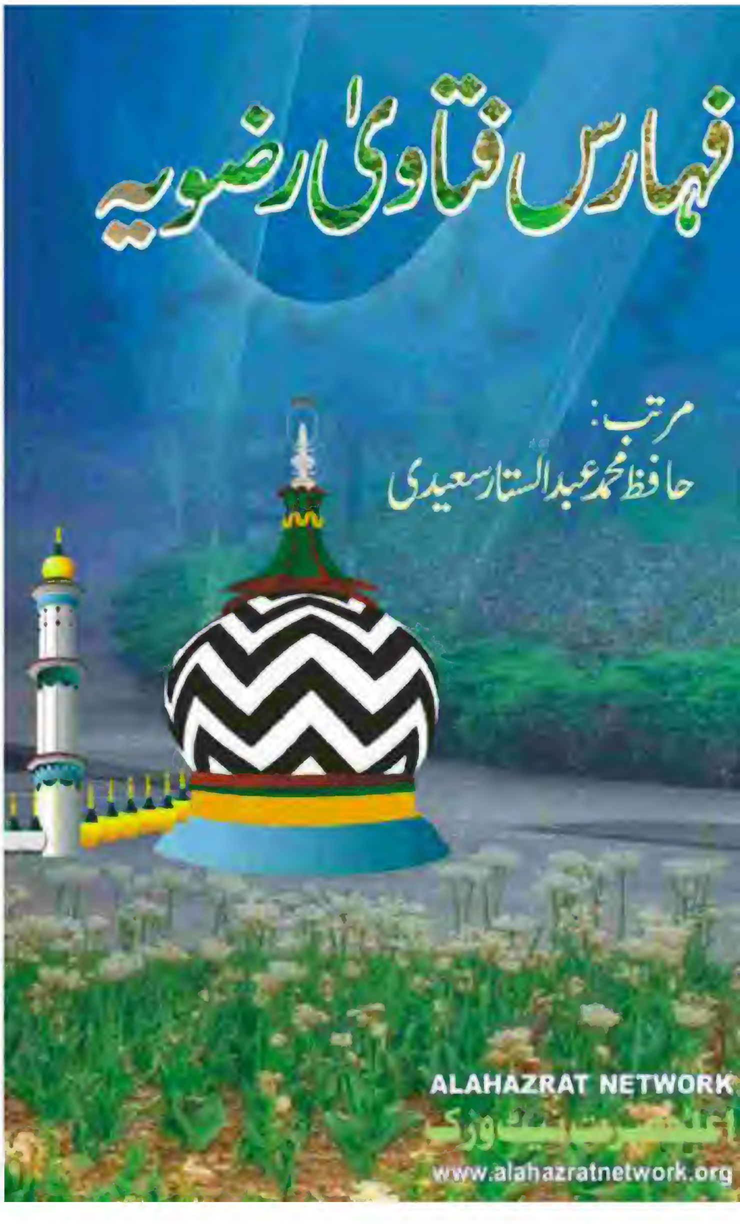

ارشاد: تو اس سے آپ کا مطلب یہ ہے کہ ان کا قول نہ مانا جائے۔ قرآنِ عظیم ایک حرف نہیں چل سکتا تا وقتیکہ احادیث اور آئمہ کے قول کو نہ مانا جائے۔

آئمہ سے مُراد

عرض: آئمہ سے مراد آئمہ تفسیر ہیں؟

ارشاد: ہاں۔

آئمۂ تفسیر کون ہیں؟

عرض: بہت مقامات پر آئمہ تفسیر کا قول نہیں مانا جاتا ہے مثلاً قاضی بیضاوی نے یا اور آئمہ مثلاً خازن وغیرہ نے تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ کو مُخصص بتایا ہے!

ارشاد: قاضی بیضاوی یا خازن وغیرہ آئمہ تفسیر نہیں۔ کسی فن کا امام ہونا اور بات ہے اور اس فن میں کتاب لکھ دینا اور بات۔ آئمہ تفسیر صحابہ ہیں اور تابعین عظام وتبع تابعین میں بھی عظام (یعنی زیادہ بلند مرتبہ حضرات) کی تخصیص ہے۔

(پھر اصل جواب کی طرف توجہ فرمائی اور فرمایا) قرآنِ عظیم میں یہ فرمایا ہے کہ توریت میں ہم نے "تَفْصِيلَ كُلِّ شَيْءٍ" نازل کی تھی۔ یہ نہیں فرمایا کہ وہ تفصیل ہمیشہ باقی رکھی جائے گی تو اب اس کا "تَفْصِيلَ كُلِّ شَيْءٍ" ہونا تو قطعی مگر اس کا "تَفْصِيلَ كُلِّ شَيْءٍ" رہنا یقینی نہیں اور خبرِ احاد بھی مفیدِ ظن اور ظن، ظن کا مقابل ہوسکتا ہے۔ جب خبرِ احاد سے ثابت ہوگیا کہ توریت میں "تَفْصِيلَ كُلِّ شَيْءٍ" نہ رہی تو مان لیا گیا۔

عرض: حضور! اسی طرح قرآن کو فرمایا گیا ہے "تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ" (پ۱۴، النحل ۸۹) یہ نہیں فرمایا گیا کہ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ باقی رہے گا تو علم مَا كَانَ وَمَا يَكُوْنُ[1] کس طرح ثابت ہوگا؟

ارشاد: بلاشبہ اگر اس کے خلاف کسی حدیث میں آیا ہو کہ "تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ" باقی نہ رہا تو مان لیا جائے گا لیکن خلاف آنا تو درکنار احادیثِ صحیحہ میں اس کی تائید ہی آئی ہے۔ البتہ مطلقاً علمِ غیب کا منکر کافر ہے کہ وہ سرے ہی سے نبوت کا منکر

1: جو ہو چکا یا ہوگا اس کا علم۔

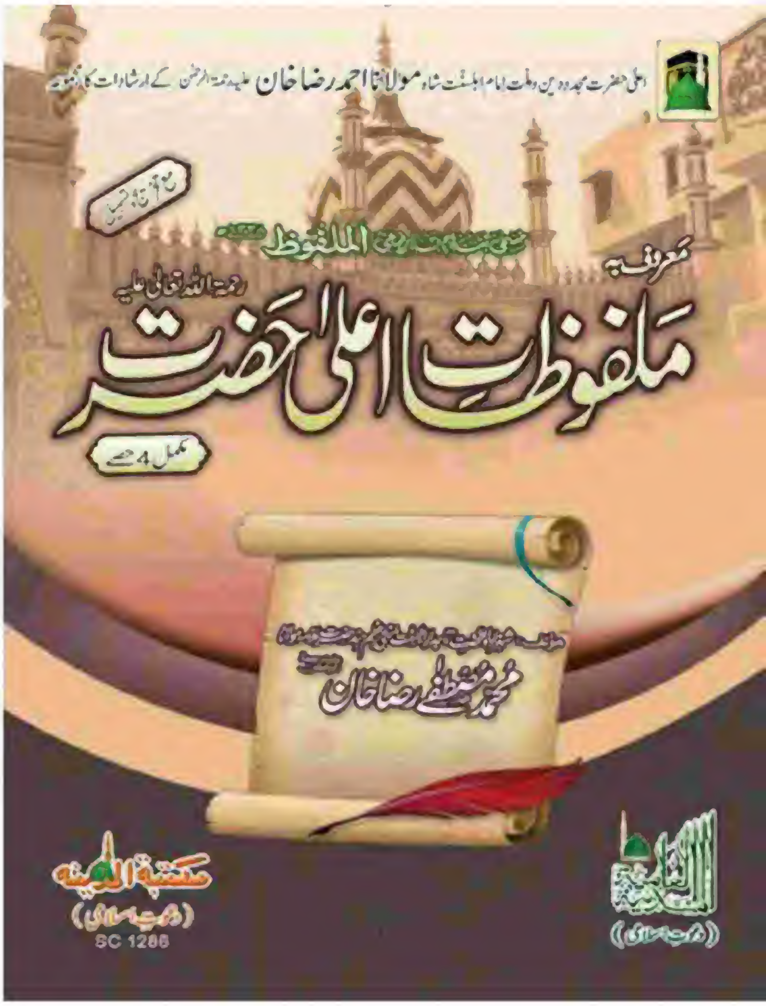

من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین

العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ

مع تخریج و ترجمہ عربی عبارات

تحقیقاتِ نادرہ پر مشتمل چودھویں صدی کا عظیم الشان فقہی انسائیکلوپیڈیا

جلد اوّل (حصہ اوّل)

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز

۱۲۷۲ھ ——— ۱۳۴۰ھ
۱۸۵۶ء ——— ۱۹۲۱ء

رضا فاؤنڈیشن ٥ جامعہ نظامیہ رضویہ

اندرون لوہاری دروازہ، لاہور ۔ پاکستان (۵۴۰۰۰)

فون ۷۶۵۷۷۲، ۷۶۵۳۱۳

www.alahazratnetwork.org

واقلہ منفعۃ تنام عیناہ ولاینام قلبہ[1] وفیہ قولہ عن نفسہ نعم تنام عینای ولاینام قلبی[2]

جو ایک آنکھ کا ہے ہر چیز سے زیادہ ضرر والا اور سب سے کم نفع والا، اس کی آنکھیں سوتی ہیں اور اس کا دل نہیں سوتا — اور اس میں خود ابن صیاد کا اپنے متعلق یہ قول مذکور ہے کہ ہاں میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا۔

قال القاری قال القاضی رحمہ اللہ تعالٰی ای لاتنقطع افکارہ الفاسدۃ عنہ عند النوم لکثرۃ وساوسہ وتخیلاتہ وتواتر مایلقی الشیطان الیہ کمالم یکن ینام قلب النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من افکارہ الصالحۃ بسبب ماتواتر علیہ من الوحی والالہام[3] اھ۔

مولانا علی قاری لکھتے ہیں کہ قاضی عیاض رحمہما اللہ تعالٰی نے فرمایا: یعنی سونے کے وقت بھی اس کے فاسد خیالات کا سلسلہ اس سے منقطع نہ ہوگا کیونکہ اس کے لئے وسوسوں اور خیالات کی کثرت ہوگی متواتر و مسلسل شیطان اسے یہ سب القا کرتا رہے گا جیسے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا قلب ان کے صالح و پاکیزہ افکار سے خوابیدہ نہ ہوتا کیونکہ مسلسل ان پر وحی و الہام ہوتا رہتا اھ۔

اقول لقد ثقلت[ف] ہذہ الکاف علی واحسن منہ قول مرقاۃ الصعودان ہذا کان من المکر بہ لیستیقظ القلب فی الفجور والمفسدۃ لیکون ابلغ فی عقوبتہ بخلاف استیقاظ قلب المصطفٰی صلی اللہ تعالٰی

اقول یہ "جیسے" مجھ پر گراں گزر رہا ہے۔ اس سے بہتر مرقاۃ الصعود میں امام جلال الدین سیوطی کی عبارت ہے وہ لکھتے ہیں: "یہ اس کے ساتھ خفیہ تدبیر تھی کہ فساد و فجور میں اس کا دل بیدار رہے تاکہ اس کا عقاب بھی سخت تر ہو بخلاف قلبِ مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی بیداری کے کہ

ف: تطفل علی الامام القاضی عیاض والعلامۃ علی القاری۔

---

[1] سنن الترمذی کتاب الفتن باب ماجاء فی ذکر ابن صیاد حدیث ۲۲۵۵ دارالفکر بیروت ۴/ ۱۰۹
[2] " " " " " " " " " " "
[3] مرقاۃ المفاتیح " باب قصۃ ابن صیاد تحت الحدیث ۵۵۰۳ المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ ۹/ ۳۴۴

روح المعاني

في

تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني

لخاتمة المحققين وعمدة المدققين مرجع أهل العراق
ومفتي بغداد العلامة أبي الفضل
شهاب الدين السيد محمود الالوسي البغدادي
المتوفى سنة ١٢٧٠ هـ سقى الله ثراه
صيب الرحمة وأفاض عليه سجال
الاحسان والنعمة آمين

الجزء الحادي والعشرون

عنيت بنشره وتصحيحه والتعليق عليه للمرة الثانية باذن من ورثة المؤلف بخط وإمضاء علامة العراق
﴿ المرحوم السيد محمود شكري الألوسي البغدادي ﴾
إدارة الطباعة المنيرية
دار
إحياء التراث العربي
بيروت - لبنان

مصر : درب الاتراك رقم ١

وقرأ سماك بن حرب . وأبو حيوة (الغرور) بضم الغين وهو مصدر والكلام من باب جد جده ، ويمكن تفسيره بالشيطان بجعله نفس الغرور مبالغة ﴿ إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ ﴾ الخ ، أخرج ابن المنذر عن عكرمة ان رجلا يقال له الوارث بن عمرو جاء الى النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فقال : يامحمد متى قيام الساعة؟ وقد أجدبت بلادنا فمتى تخصب ؟ وقد تركت امرأتي حبلى فما تلد ؟ وقد علمت ما كسبت اليوم فماذا أكسب غدا ؟ وقد علمت بأي أرض ولدت فبأي أرض أموت ؟ فنزلت هذه الآية ، وذكر نحوه محيي السنة البغوي . والواحدي . والثعلبي فهو نظرا الى سبب النزول جواب لسؤال محقق ونظرا الى ماقبلها من الآي جواب لسؤال مقدر كأن قائلا يقول : متى هذا اليوم الذي ذكر من شأنه ما ذكر ؟ فقيل ان الله ، ولم يقل ان علم الساعة عند الله مع أنه أخصر لأن اسم الله سبحانه أحق بالتقديم ولأن تقديمه وبناء الخبر عليه يفيد الحصر كما قرره الطيبي مع ما فيه من مزية تكرر الاسناد ، وتقديم الظرف يفيد الاختصاص أيضا بل لفظ عند كذلك لأنها تفيد حفظه بحيث لا يوصل اليه فيفيد الكلام من أوجه اختصاص علم وقت القيامة بالله عز وجل ، وقوله تعالى: ﴿ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ﴾ أي في ابانه من غير تقديم ولا تأخير في بلد لا يتجاوزه به وبمقدار تقتضيه الحكمة ، الظاهر أنه عطف على الجملة الظرفية المبنية على الاسم الجليل على عكس قوله تعالى : (ونسقيكم مما في بطونها ولكم فيها منافع) فيكون خبرا مبنيا على الاسم الجليل مثل المعطوف عليه فيفيد الكلام الاختصاص أيضا والمقصود تقييدات التنزيل الراجعة الى العلم لا محض القدرة على التنزيل إذ لا شبهة فيه فيرجع الاختصاص الى العلم بزمانه ومكانه ومقداره كما يشير الى ذلك كلام الكشف ، وقال العلامة الطيبي في شرح الكشاف : دلالة هذه الجملة على علم الغيب من حيث دلالة المقدور المحكم المتقن على العلم الشامل ، وقوله تعالى : ﴿ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ ﴾ أي أذكر أم أنثى أتام أم ناقص وكذلك ماسوى ذلك من الاحوال عطف على الجملة الظرفية أيضا نظير ما قبله ، وخولف بين (عنده علم الساعة) وبين هذا ليدل في الاول على مزيد الاختصاص اعتناء بأمر الساعة ودلالة على شدة خفائها ، وفي هذا على استمرار تجدد التعلقات بحسب تجدد المتعلقات مع الاختصاص ، ولم يراع هذا الاسلوب فيما قبله بأن يقال : ويعلم الغيث مثلا اشارة باسناد التنزيل الى الاسم الجليل صريحا الى عظم شأنه لما فيه من كثرة المنافع لأجناس الخلائق وشيوع الاستدلال بما يترتب عليه من احياء الأرض على صحة البعث المشار اليه بالساعة في الكتاب العظيم قال تعالى : (وان كانوا من قبل أن ينزل عليهم من قبله لمبلسين فانظر الى آثار رحمة الله كيف يحيي الأرض بعد موتها ان ذلك لمحيي الموتى) وقال سبحانه : (ويحيي الارض بعد موتها وكذلك تخرجون) الى غير ذلك ، وربما يقال : إن لتنزيل الغيث وان لم يكن الغيث المعهود دخلا في البعث بناء على ما ورد من حديث مطر السماء بعد النفخة الأولى مطرا كمني الرجال ، وقيل : الاختصاص راجع الى التنزيل وما ترجع اليه تقييداته التي يقتضيها المقام من العلم ، وفي ذلك رد على القائلين مطرنا بنوء كذا وللاعتناء برد ذلك لما فيه من الشرك في الربوبية عدل عن يعلم الى (ينزل) وهو كما ترى ، وقوله تعالى : ﴿ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ ﴾ أي كل نفس برة كانت أو فاجرة كما يدل عليه وقوع النكرة في سياق النفي ﴿ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا ﴾ أي في الزمان المستقبل من خير أو شر ، وقوله

حَاشِيَةُ الشِّهَابِ

المُسَمَّاة

عِنَايَةُ القَاضِي وَكِفَايَةُ الرَّاضِي

عَلَى

تَفْسِيرِ البَيْضَاوِي

الجُزْءُ السَّابِع

دار صادر
بيروت

الى التخصيص لان جزاء الوالد في الدنيا يتحقق في الكلام فهو أوجه لبر بني لان الشفاعة ليست بغنماء
ولو سلم فتوقفها على القبول بكون القضاء منه تعالى حقيقة وتخصيص الاعتراض عما الاوجه له
أصلا وقطع بالجزم معطوف على مجرور اللام أو على وزلة ماق الكشاف من أن في لفظ المولود أيضا
تأكيدا لانه من ولد بغير واسطة بخلاف الولد فانه عام فاذا لم ينفع للاب الادنى الذي ولد منه فكيف لغيره
قيل لان هذه التفرقة لم يثبتها أهل اللغة وقد رد بأن الزمخشري والمطرزي ذكرا ذلك وكفى بهما حجة (قوله
تعالى ان وعد الله حق الخ) تعليل لعدم الجزاء وقوله بالثواب والعقاب بمعنى الوعد تغليب أو هو بمعناه
اللغوي وقوله يرجيكم بالتشديد أي يوقعكم في الرجاء ويجعلكم راجين وهو المراد وقد يرد بمعنى المخفف
كقوله وبح الفتى المحصر ما ان رأيته ● على السن خيرا لا يزال يزيد
وقوله بالله صلة يغرنكم بمعنى يخدعكم أو قسم (قوله علم وقت قيامها) بيان لحاصل المعنى أو انه تقدير
التقدير وهذا على أن الساعة اسم للقيامة لا للوقت أو لجعل ان علم الساعة عند الله مع أنه أخصر لان اسم
الله أحق بالتقديم ولان تقديمه وبناء الخبر عليه يفيد الحصر كما قرره الطيبي مع ما فيه من مزية تكرر
الاسناد وتقديم الظرف يفيد الاختصاص أيضا بل اقوى منه لانها تفيد حقيقته بحيث لا يوصل اليه فتوافق
الآية والحديث في الدلالة على الحصر مع أنه قال في شرح البخاري ان المغيبات لا تنحصر فيما ذكر وانما
خصت لوقوع السؤال عنها أو لنكتة أخرى وقوله الحرث بن عمرو رجل من محارب وهي قبيلة والحديث
المذكور رواه الثعلبي والواحدي بغير سند وقوله وعنه عليه الصلاة والسلام رواه البخاري وقوله مفاتح
باعتبار تأويل المفتاح بالآلة أو الخزانة وفي نسخة خمسة وهي ظاهرة والمراد بالمفاتح الخزائن التي لا يطلع
عليها الله استعارة (قوله تعالى وينزل الغيث) اذ قلنا علم الساعة فاعل الظرف الواقع خبرا وهذا
معطوف على الخبر فلا اشكال والا فيحتاج الى أن يقال الأصل أنه ينزل الغيث فحذف أن كقوله أحضر
الوغى سواء قلنا انه معطوف على علم أو على الساعة وكذا قوله ويعلم الخ وابانه بكسر الهمزة وتشديد الموحدة
بمعنى وقته وقوله في محله راجع لهما والمعنى لا يعلم الغيب وهذا على تقدير عطفه على الخبر من تقديم الجلالة
وبناء الخبر عليها كما ذكرناه آنفا وليس المقصود اختصاصه بانزاله لانه لا شبهة فيه بل بعلمه بزمانه ومكانه وهو
على هذا الوجه الثاني ظاهر وعلى الثالث أظهر فما قيل من أن قوله لا يعلم الغيب مقدر بقرينة وقوعه
جوابا للسائل المذكور لا صحة له اذ ليس كل سائل واقفا على ذلك السؤال فلا يصلح قرينة وكذا ما قيل انه
مقدر بقرينة السياق والحال تقدير والتشديد على أنه من التنزيل (قوله تعالى وما تدري نفس بأي
أرض تموت) لما كانت نفس نكرة في سياق النفي عمت جعل نفي العلم عن الجميع كناية عن اختصاصه تعالى
بعلم ذلك كما يقال لقوم تكلموا في مسئلة بحضرة العلماء أنتم لا تعلمون مثل هذا فيعلم منه أن العالم من كان
عندهم والجملة معطوفة على قوله ان الله عنده لا على الخبر كما اختاره صاحب الكشف وفيه وجه آخر ذكره
الطيبي لم يرتضه المدقق وقوله روى الخ رواه أحمد وابن أبي شيبة موقوفا (قوله العلم تعم الدراية لانه يفيد
الخ) لان أصل معنى درى رمى الدرية وهي الحلقة التي يقصد رميها الرماة وما يختفي خلفه الصائد وكل
منهما حيلة فلذا كانت الدراية أخص من العلم لانها علم بحيل وتكلف وأما كونها لا يوصف بها الله فلذلك
وقوله لاهم لا أدري وأنت الداري كلام اعرابي جلف لا يعرف ما يجوز اطلاقه على الله مما يمتنع فكلام
ذكره بعض أهل اللغة وتبعه بعضهم وقد وقع في البخاري ما يخالفه من اطلاقه على الله تعالى فالحق
لا يجد بهن الا الله تعالى فقال المكرمانى اطلقت الدراية على الله لانه أريد بها مطلق العلم وقد قال الممنوع
اطلاقه عليه بانفراده أما مع غيره تغليبا فلا وقد يقال في البيت انه مشاكلة (قوله ويدل) أي ما ذكر من
استعمال الدراية في جانب العبد وقوله ما هو الحق أي الاولى به وقيل انه أفعل تفضيل من حق بمعنى
لحق ويؤيده انه وقع في نسخة له الحق أفعل من المعروف ومن كسبه بيان لما وكسبه من قوله ماذا
تكسب وعاقبته من قوله بأي أرض تموت وقوله نصب مجهول نائب فاعله دليل وقيل معلوم فاعله ضمير

(ان وعد الله) بالثواب والعقاب (حق) لا يمكن
خلفه (فلا تغرنكم الحيوة الدنيا ولا يغرنكم بالله
الغرور) الشيطان بان يرجيكم التوبة
والمغفرة فيجسركم على المعاصي (ان الله عنده
علم الساعة) علم وقت قيامها لما روي أن
الحرث بن عمرو أتى رسول الله صلى الله عليه
وسلم فقال متى قيام الساعة واني قد ألقيت
حباتي في الارض فمتى تمطر السماء وحمل
امرأتي ذكر أم أنثى وما أعمل غدا وأين
أموت فنزلت وعنه عليه الصلاة والسلام
مفاتح الغيب خمس وتلا هذه الآية (وينزل
الغيث) في ابانه المقدر له والمحل المعين له في علمه
وقرأ نافع وابن عامر وعاصم بالتشديد (ويعلم
ما في الارحام) أذكر أم أنثى أتام أم ناقص
(وما تدري نفس ماذا تكسب غدا) من خير
أو شر وربما تعزم على شيء وتفعل خلافه
(وما تدري نفس بأي أرض تموت) كما لا تدري
في أي وقت تموت روي أن ملك الموت مر على
سليمان فجعل ينظر الى رجل من جلسائه يديم
النظر اليه فقال الرجل من هذا قال ملك الموت
فقال كأنه يريدني فمر الريح أن تحملني وتلقيني
بالهند ففعل فقال الملك كان دوام نظري اليه
تعجبا منه اذ أمرت أن أقبض روحه بالهند
وهو عندك وانما جعل العلم لله تعالى والدراية
للعبد لان فيها معنى الحيلة فيشعر بالفرق بين
العلمين ويدل على أنه ان عمل حيلة وأنفذ فيها
وسعه لم يعرف ما هو الحق به من كسبه
وعاقبته فكيف بغيره مما لم ينصب له دليل
عليه وقرئ بأية أرض

رُوحُ المَعَانِى

فِى

تَفْسِيرِ القُرآنِ العَظِيمِ وَالسَّبْعِ المَثَانِى

لخاتمة المحققين وعمدة المدققين مرجع أهل العراق
ومفتى بغداد العلامة أبى الفضل
شهاب الدين السيد محمود الالوسى البغدادى
المتوفى سنة ١٢٧٠ هـ سقى الله ثراه
صيب الرحمة وأفاض عليه سجال
الاحسان والنعمة آمين

الجزء الحادى والعشرون

عنيت بنشره وتصحيحه والتعليق عليه للمرة الثانية باذن من ورثة المؤلف بخط وإمضاء علامة العراق
﴿ المرحوم السيد محمود شكرى الألوسى البغدادى ﴾
ادارة الطباعة المنيرية
دار
احياء التراث العربى
بيروت - لبنان
مصر : درب الاتراك رقم ١

ولا يدرى أحد من الناس متى تقوم الساعة فى أى سنة ولا فى أى شهر أليلا أم نهارا وينزل الغيث فلا يعلم أحد متى ينزل الغيث أليلا أم نهارا ويعلم ما فى الارحام فلا يعلم أحد ما فى الارحام أذكرا أم أنثى أحمر أو اسود ولا تدرى نفس ماذا تكسب غدا أخيرا ام شرا وماتدرى بأى أرض تموت ليس أحد من الناس يدرى أين مضجعه من الأرض أفى بحر أم فى بر فى سهل أم فى جبل، والذى ينبغى أن يعلم أن كل غيب لا يعلمه إلا الله عز وجل وليس المغيبات محصورة بهذه الخمس وإنما خصت بالذكر لوقوع السؤال عنها أو لأنها كثيرا ما تشتاق النفوس إلى العلم بها، وقال القسطلانى: ذكر ﷺ خمسا وان كان الغيب لا يتناهى لأن العدد لا ينفى زائدا عليه ولأن هذه الخمسة هى التى كانوا يدعون علمها انتهى، وفى التعليل الاخير نظر لا يخفى وأنه يجوز أن يطلع الله تعالى بعض أصفيائه على إحدى هذه الخمس ويرزقه عز وجل العلم بذلك فى الجملة وعلمها الخاص به جل وعلا ما كان على وجه الاحاطة والشمول لأحوال كل منها وتفصيله على الوجه الاتم، وفى شرح المناوى الكبير للجامع الصغير فى الكلام على حديث بريدة السابق خمس لا يعلمهن الا الله على وجه الاحاطة والشمول كليا وجزئيا فلا ينافيه اطلاع الله تعالى بعض خواصه على بعض المغيبات حتى من هذه الخمس لأنها جزئيات معدودة، وانكار المعتزلة لذلك مكابرة انتهى، ويعلم مما ذكرنا وجه الجمع بين الاخبار الدالة على استئثار الله تعالى بعلم ذلك وبين ما يدل على خلافه كبعض اخباراته عليه الصلاة والسلام بالمغيبات التى هى من هذا القبيل يعلم ذلك من راجع نحو الشفاء والمواهب اللدنية مما ذكر فيه معجزاته ﷺ وأخباره عليه الصلاة والسلام بالمغيبات، وذكر القسطلانى أنه عز وجل اذا أمر بالغيث وسوقه الى ما شاء من الاماكن علمته الملائكة الموكلون به ومن شاء سبحانه من خلقه عز وجل، وكذا اذا أراد تبارك وتعالى خلق شخص فى رحم يعلم سبحانه الملك الموكل بالرحم بما يريد جل وعلا كما يدل عليه ما أخرجه البخارى عن أنس بن مالك عن النبى ﷺ قال: «إن الله تعالى وكل بالرحم ملكا يقول: يارب نطفة يارب علقة يارب مضغة فاذا أراد الله تعالى أن يقضى خلقه قال: أذكر أم أنثى شقى أم سعيد فما الرزق والأجل؟ فيكتب فى بطن أمه فحينئذ يعلم بذلك الملك ومن شاء الله تعالى من خلقه عز وجل» وهذا لا ينافى الاختصاص والاستئثار بعلم المذكورات بناء على ما سمعت منا من أن المراد بالعلم الذى استأثر سبحانه به العلم الكامل بأحوال كل على التفصيل فما يعلم به الملك ويطلع عليه بعض الخواص يجوز أن يكون دون ذلك العلم بل هو كذلك فى الواقع بلا شبهة، وقد يقال فيما يحصل للاولياء من العلم بشىء مما ذكر إنه ليس بعلم يقينى قال: على القارى فى شرح الشفا: الاولياء وإن كان قد ينكشف لهم بعض الاشياء لكن علمهم لا يكون يقينيا والهامهم لا يفيد الا أمرا ظنيا ومثل هذا عندى بل هو دونه بمراحل علم النجومى ونحوه بواسطة أمارات عنده بنزول الغيث وذكورة الحمل أو أنوثته أو نحو ذلك ولا أرى كفر من يدعى مثل هذا العلم فانه ظن عن أمر عادى، وقد نقل العسقلانى فى فتح البارى عن القرطبى أنه قال: من ادعى علم شىء من الخمس غير مسنده إلى رسول الله ﷺ كان كاذبا فى دعواه وأما ظن الغيب فقد يجوز من المنجم وغيره اذا كان عن أمر عادى وليس ذلك بعلم، وعليه فقول القسطلانى من ادعى علم شىء منها فقد كفر بالقرآن العظيم ينبغى أن يحمل العلم فيه على نحو العلم الذى استأثر الله تعالى به دون مطلق العلم الشامل للظن وما يشبهه، وبعد هذا كله ان أمر الساعة أخفى الامور المذكورة وان ما أطلع الله تعالى عليه نبيه ﷺ من وقت قيامها فى غاية الاجمال وان كان أتم من علم غيره من البشر ﷺ، وقوله عليه الصلاة والسلام: «بعثت أنا والساعة كهاتين» لا يدل على أكثر من العلم الاجمالى بوقتها ولا أظن أن خواص

اور اللہ کے واحد و لاشریک ہونے کی گواہی دے اور محمدؐ کے عبد و رسول ہونے کی۔ جب تو یہ کر لے تو تو مسلمان ہو گیا۔ پوچھا ' اچھا ایمان کس کا نام ہے؟ فرمایا ' اللہ پر' آخرت کے دن پر' فرشتوں پر' کتاب پر' نبیوں پر عقیدہ رکھنا۔ موت اور موت کے بعد کی زندگی کو ماننا' جنت دوزخ' حساب' میزان اور تقدیر کی بھلائی برائی پر ایمان رکھنا۔ پوچھا جب میں ایسا کر لوں تو کیا میں مومن ہو جاؤں گا؟ آپؐ نے فرمایا۔ ہاں۔ پھر احسان کا پوچھا اور جواب پایا جو اوپر مذکور ہوا۔ پھر قیامت کا پوچھا۔ آپ نے فرمایا سبحان اللہ! یہ ان پانچ چیزوں میں ہے جنہیں صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ پھر آپؐ نے اسی آیت کی تلاوت کی۔ پھر نشانیوں میں یہ بھی ذکر ہے کہ لوگ لمبی چوڑی عمارتیں بنانے لگیں گے۔

ایک صحیح سند کے ساتھ مسند احمد میں مروی ہے کہ بنو عامر قبیلے کا ایک شخص آنحضرت ﷺ کے پاس آیا' کہنے لگا' میں آؤں؟ آپؐ نے اپنے خادم کو بھیجا کہ جا کر انہیں ادب سکھاؤ۔ یہ اجازت مانگنا نہیں جانتے۔ ان سے کہو کہ پہلے سلام کرو۔ پھر دریافت کرو کہ میں آ سکتا ہوں؟ انہوں نے سن لیا اور اسی طرح سلام کیا اور اجازت چاہی یہ گئے اور جا کر کہا کہ آپ ہمارے لئے کیا لے کر آئے ہیں؟ آپ نے فرمایا بھلائی ہی بھلائی۔ سنو تم ایک اللہ کی عبادت کرو' لات و عزیٰ کو چھوڑ دو' دن رات میں پانچ نمازیں پڑھا کرو' سال بھر میں ایک مہینے کے روزے رکھو' اپنے مالداروں سے زکوتیں وصول کر کے اپنے فقیروں پر تقسیم کرو۔ انہوں نے دریافت کیا' یارسول اللہ کیا علم میں سے کچھ ایسا بھی باقی ہے جسے آپ نہ جانتے ہوں۔ آپ نے فرمایا' ہاں ایسا علم بھی ہے جسے بجز اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا۔ پھر آپؐ نے یہی آیت پڑھی۔

مجاہدؒ فرماتے ہیں' گاؤں کے رہنے والے ایک شخص نے آ کر حضورؐ سے دریافت کیا تھا کہ میری عورت حمل سے ہے' بتلائیے کیا بچہ ہو گا؟ ہمارے شہر میں قحط ہے' فرمایئے بارش کب ہو گی؟ یہ تو میں جانتا ہوں کہ میں کب پیدا ہوا۔ اب یہ آپ معلوم کرا دیجئے کہ کب مروں گا؟ اس کے جواب میں یہ آیت اتری کہ مجھے ان چیزوں کا مطلق علم نہیں۔ مجاہدؒ فرماتے ہیں' یہی غیب کی کنجیاں ہیں جن کی نسبت فرمان باری ہے کہ غیب کی کنجیاں اللہ ہی کے پاس ہیں۔ حضرت صدیقہؓ فرماتی ہیں' جو تم سے کہے کہ رسول اللہ ﷺ کل کی بات جانتے تھے تو سمجھ لینا کہ وہ بڑا جھوٹا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے' کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا کرے گا؟ قتادہؒ کا قول ہے کہ بہت سی چیزیں ہیں جن کا علم اللہ نے کسی کو نہیں دیا نہ نبیؐ کو نہ فرشتہ کو۔ اللہ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے۔ کوئی نہیں جانتا کہ کس سال' کس مہینے' کس دن یا کس رات میں وہ آئے گی۔ اسی طرح بارش کا علم بھی اس کے سوا کسی کو نہیں کہ کب آئے؟ اور کوئی نہیں جانتا کہ حاملہ کے پیٹ میں بچہ نر ہو گا یا مادہ' سرخ ہو گا یا سیاہ؟ اور کوئی نہیں جانتا کہ کل وہ نیکی کرے گا یا بدی؟ مرے گا یا جئے گا۔ بہت ممکن ہے' کل موت یا آفت آ جائے۔ نہ کسی کو یہ خبر ہے کہ کس زمین میں وہ دبایا جائے گا یا سمندر میں بہایا جائے گا یا جنگل میں مرے گا یا نرم یا سخت زمین میں جائے گا۔ حدیث شریف میں ہے' جب کسی کی موت دوسری زمین میں ہوتی ہے تو اس کا وہیں کا کوئی کام نکل آتا ہے اور وہیں موت آ جاتی ہے۔ اور روایت میں ہے کہ یہ فرما کر رسول کریم ﷺ نے یہ آیت پڑھی۔ اعشیٰ ہمدان کے شعر ہیں جن میں اس مضمون کو نہایت خوبصورتی سے ادا کیا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ قیامت کے دن زمین اللہ تعالیٰ سے کہے گی کہ یہ ہیں تیری امانتیں جو تو نے مجھے سونپ رکھی تھیں۔ طبرانی وغیرہ میں بھی یہ حدیث ہے۔

سورۂ لقمان کی تفسیر ختم ہوئی۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَحَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ۔

تفسیر سورة السجده

(تفسیر سورۂ سجدہ) حضرت امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے کتاب الجمعہ میں حدیث وارد کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن کی صبح کی نماز میں الم السجدۃ الخ اور ھل اتی علی الانسان الخ پڑھا کرتے تھے۔ مسند احمد میں ہے کہ حضورؐ ہمیشہ سونے سے پہلے سورۂ

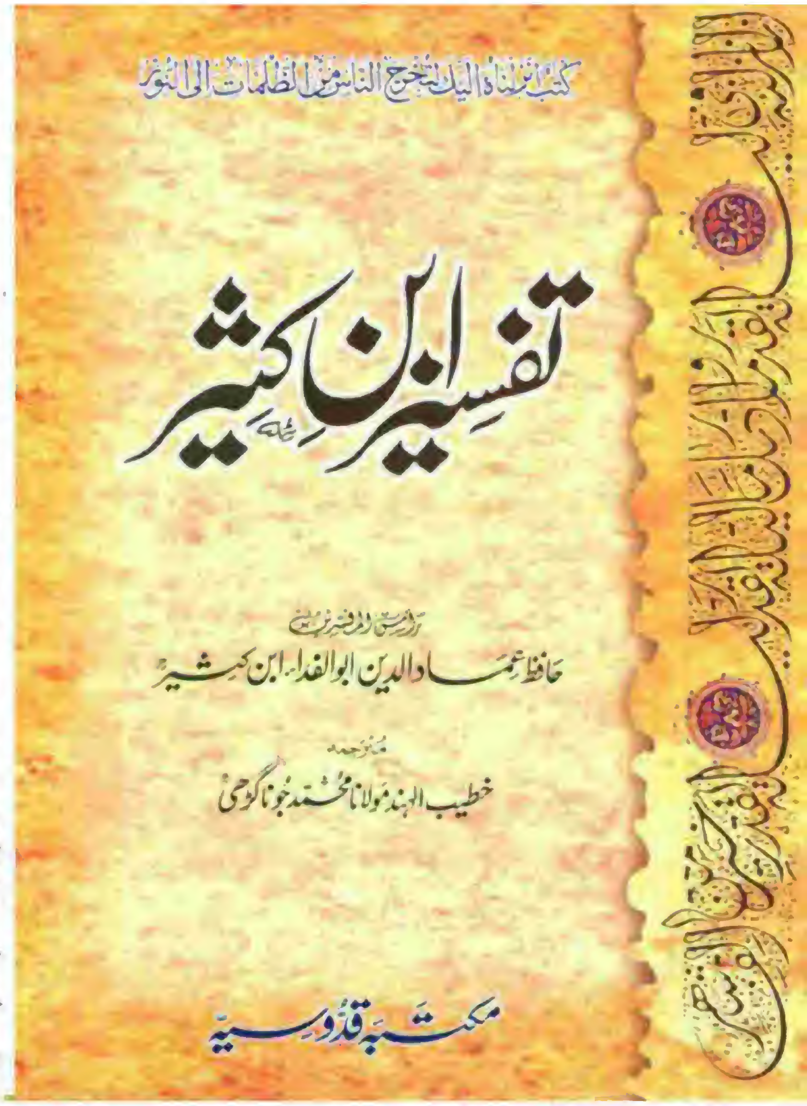

(۲۳۳۶۲) حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ وَأَبُو أَحْمَدَ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُهُمْ إِذَا خَرَجُوا إِلَى الْمَقَابِرِ فَكَانَ قَائِلُهُمْ يَقُولُ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنْ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ قَالَ مُعَاوِيَةُ فِي حَدِيثِهِ إِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ أَنْتُمْ فَرَطُنَا وَنَحْنُ لَكُمْ تَبَعٌ وَنَسْأَلُ اللَّهَ لَنَا وَلَكُمْ الْعَافِيَةَ [صححه مسلم (۹۷۵) وابن حبان (۳۱۷۳)] [انظر: ۲۳۴۲۷]

(۲۳۳۷۳) حضرت بریدہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ اپنے صحابہ ؓ کو یہ تعلیم دیتے تھے کہ جب وہ قبرستان جائیں تو یہ کہا کریں کہ مؤمنین و مسلمین کی جماعت والو! تم پر سلامتی ہو، ہم بھی ان شاء اللہ تم سے آ کر ملنے والے ہیں، تم ہم سے پہلے چلے گئے اور ہم تمہارے پیچھے آنے والے ہیں اور ہم اپنے اور تمہارے لیے اللہ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

(۲۳۳۷٤) حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي بُرَيْدَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ خَمْسٌ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللَّهُ تَعَالَى إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ

(۲۳۳۷۴) حضرت بریدہ ؓ سے مروی ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ پانچ چیزیں ایسی ہیں جنہیں اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا' قیامت کا علم اللہ ہی کے پاس ہے' وہی بارش برساتا ہے' وہی جانتا ہے کہ شکم مادر میں کیا ہے؟ (خوش نصیب یا بدنصیب) کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کمائے گا؟ کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کس علاقے میں مرے گا؟ بیشک اللہ ہر چیز سے واقف اور باخبر ہے۔

(۲۳۳۷۵) حَدَّثَنَا زَيْدٌ هُوَ ابْنُ الْحُبَابِ حَدَّثَنِي حُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ حَدَّثَنِي عَبْدُاللَّهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ احْتَبَسَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَام عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ مَا حَبَسَكَ قَالَ إِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ

(۲۳۳۷۵) حضرت بریدہ ؓ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جبریل ؑ نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے میں تاخیر کر دی' حاضر ہونے پر نبی ﷺ نے ان سے تاخیر کی وجہ پوچھی تو عرض کیا کہ ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جہاں کتا ہو۔

(۲۳۳۷٦) حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَبِي دَاوُدَ الْأَعْمَى عَنْ بُرَيْدَةَ الْخُزَاعِيِّ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ عَلِمْنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكَ فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ قَالَ قُولُوا اللَّهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَرَحْمَتَكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا جَعَلْتَهَا عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

(۲۳۳۷٦) حضرت بریدہ خزاعی ؓ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ہم لوگوں نے بارگاہ نبوت میں عرض کیا یا رسول اللہ! یہ تو ہمیں معلوم ہو گیا ہے کہ آپ کو سلام کیسے کریں' یہ بتایئے کہ آپ پر درود کس طرح پڑھیں؟ نبی ﷺ نے فرمایا یوں کہا کرو، اے اللہ! محمد ﷺ اور ان کی آل پر اپنی عنایات' رحمتوں اور برکتوں کا نزول فرما' جیسا کہ آل ابراہیم ؑ پر نازل فرمائیں بیشک تو قابل

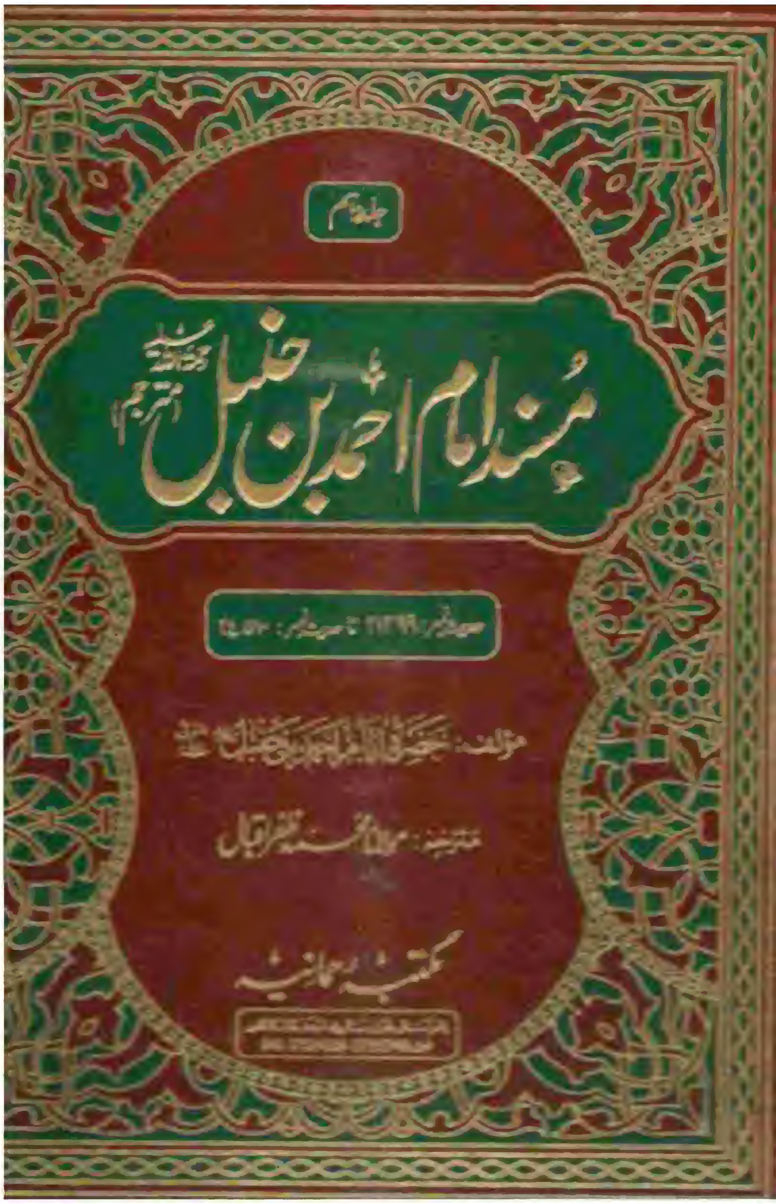

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صحیح بخاری

جلد دوم

جائیں گے اس کے بعد فرمایا کہ پانچ باتیں ہیں جن کو صرف اللہ ہی جانتا ہے، ایک یہ کہ قیامت کب آئے گی؟ دوسرے یہ کہ بارش کب ہوگی؟ عورت کے رحم میں کیا ہے، اس کے بعد وہ آدمی چلا گیا؟ آپ نے فرمایا اسے ذرا واپس لاؤ ہم نے دیکھا مگر نہیں ملا آپ نے فرمایا یہ جبریل تھے۔ لوگوں کو دین سکھانے آئے تھے۔

راوی: اسحاق، جریر، ابی حیان، ابی زرعہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

باب : تفاسیر کا بیان

اللہ تعالیٰ کا قول کہ قیامت کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔

جلد : جلد دوم　　حدیث 1894

راوی: یحیی بن سلیمان، ابن وھب، عمر بن محمد بن زید بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَفَاتِيحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ ثُمَّ قَرَأَ إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ تَنْزِيلُ السَّجْدَةِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ مَهِينٍ ضَعِيفٍ نُطْفَةُ الرَّجُلِ ضَلَلْنَا هَلَكْنَا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْجُرُزُ الَّتِي لَا تُمْطَرُ إِلَّا مَطَرًا لَا يُغْنِي عَنْهَا شَيْئًا يَهْدِ يُبَيِّنْ

یحیی بن سلیمان، ابن وہب، عمر بن محمد بن زید بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ غیب کے خزانہ کی کنجیاں پانچ ہیں اس کے بعد آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی کہ (اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ الخ آخر آیت تک۔(

راوی: یحیی بن سلیمان، ابن وہب، عمر بن محمد بن زید بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ

Free Download from QuranUrdu.com

والا اور کَفُوۡرٍ سے مراد اپنے رب کی ناشکری کرنے والا ہے۔(1)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے یہ روایت نقل کی ہے کہ الْغَرُوْرُ سے مراد شیطان ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ الْغَرُوْرُ سے مراد شیطان ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ الْغَرُوْرُ سے مراد شیطان ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ کا معنی ہے کہ تو برائی کرے اور مغفرت کی آرزو رکھے۔(2)

إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَ يَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ ۭ وَ مَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۭ وَ مَا تَدْرِيْ نَفْسٌۢ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ﴿۳۴﴾

"بیشک اللہ تعالیٰ کے پاس ہی ہے قیامت کا علم اور وہی اتارتا ہے مینہ اور جانتا ہے جو کچھ (ماؤں کے) رحموں میں ہے اور کوئی نہیں جانتا کہ کل وہ کیا کمائے گا اور کوئی نہیں جانتا کہ کس سرزمین میں مرے گا۔ بیشک اللہ تعالیٰ علیم (اور) خبیر ہے۔"

امام فریابی، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ دیہاتی علاقہ سے ایک آدمی آیا اس نے کہا میری بیوی حاملہ ہے۔ مجھے بتاؤ وہ کیا جنے گی؟ ہمارے علاقے بنجر ہیں، مجھے بتاؤ کب بارش ہوگی؟ مجھے علم ہے کہ میں کب پیدا ہوا، مجھے بتاؤ میں کب مروں گا؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔(3)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے ایک آدمی جسے وارث کہا جاتا جو بنو مازن بن حفصہ بن قیس غیلان سے تعلق رکھتا تھا۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کی اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کب واقع ہوگی؟ جب کہ ہمارے شہر بنجر ہیں کب سرسبزی ہوگی؟ میں نے اپنی بیوی کو حاملہ چھوڑا ہے، وہ کب بچہ جنے گی؟ مجھے علم ہے کہ میں نے آج کیا کیا ہے، میں کل کیا کام کروں گا؟ مجھے علم ہے کہ میں کہاں پیدا ہوا میں کس جگہ مروں گا؟ تو یہ آیت نازل ہوئی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے: پانچ چیزیں غیب سے تعلق رکھتی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کے ساتھ مختص کیا ہے جن پر وہ مقرب فرشتے اور کسی نبی مرسل کو آگاہ نہیں کرتا۔ کوئی انسان نہیں جانتا کہ قیامت کب واقع ہوگی، کس سال یا کس مہینہ میں رات کے وقت یا دن کے وقت۔ کوئی آدمی یہ نہیں جانتا کہ کب بارش ہوگی۔ رات کے وقت یا دن کے وقت۔ کوئی آدمی یہ نہیں جانتا کہ رحموں میں کیا ہے مذکر ہے یا مؤنث، سرخ ہے یا سیاہ، کوئی نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا۔ اچھا یا برا۔ لوگوں میں سے کوئی نہیں جانتا کہ زمین میں اس کی موت کی جگہ کہاں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 99 2۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 100 3۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 101

تفسیر دُرِّ منثور مترجم

جلد پنجم

تالیف

امام جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۱۱ھ

ترجمہ متن قرآن

ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ

مترجمین

سید محمد اقبال شاہ ○ محمد بوستان ○ محمد انور مگھالوی

ادارہ ضیاء المصنفین بھیرہ شریف

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور۔ کراچی ○ پاکستان

تفسیر دُرِّ منثور مترجم

جلد پنجم

تالیف

امام جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۱۱ھ

ترجمہ متن قرآن

ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ

مترجمین

سید محمد اقبال شاہ ○ محمد بوستان ○ محمد انور مگھالوی

ادارہ ضیاء المصنفین بھیرہ شریف

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور - کراچی ○ پاکستان

ں ہوگی سمندر میں یا خشکی میں، میدانی علاقہ میں یا پہاڑی علاقہ میں۔ (1)

امام فریابی، امام بخاری، امام مسلم، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مفاتیح غیب پانچ چیزیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے سوا انہیں کوئی نہیں جانتا۔ کل کیا ہوگا، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ قیامت کب ہوگی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ رحموں میں کیا ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ بارش کب ہوگی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ انسان کہاں فوت ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری، امام مسلم، ابن ابی حاتم، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ قیامت کب واقع ہوگی؟ رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا جس سے پوچھا جا رہا ہے وہ سائل سے زیادہ نہیں جانتا۔ لیکن میں اس کی نشانیاں تمہیں بتائے دیتا ہوں۔ جب عورت اپنی مالک جنے گی تو یہ اس کی نشانی ہے۔ جب ننگے پاؤں اور ننگے جسم لوگ لوگوں کے سردار بن جائیں گے۔ تو یہ قیامت کی نشانی ہے جب بکریوں کے چرواہے بڑی بڑی عمارتیں بنائیں گے تو یہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ غیب میں سے پانچ چیزیں ایسی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی۔ (3)

امام احمد، بزار، ابن مردویہ، رویانی اور ضیاء رحمہم اللہ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: پانچ چیزوں کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اس کی مثل روایت نقل کی ہے۔ (4)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے روایت نقل کی ہے کہ ایک بدو غزوۂ بدر کے دن نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کی اونٹنی دس ماہ کی گابن تھی۔ اس نے کہا اے محمد! ﷺ میری اس اونٹنی کے پیٹ میں کیا ہے؟ ایک انصاری نے اسے کہا رسول اللہ ﷺ کو چھوڑو۔ آؤ میں تمہیں بتاتا ہوں، تو نے اس اونٹنی کے ساتھ بدفعلی کی، اس کے پیٹ میں تیرا نطفہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے رخ پھیر لیا۔ پھر فرمایا اللہ تعالیٰ ہر حیاء دار، کریم، بات چھپانے والے کو پسند کرتا ہے اور ہر کمینے، فحش گو کو ناپسند کرتا ہے۔ پھر بدو کی طرف متوجہ ہوئے۔ فرمایا پانچ چیزوں کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سرخ قبہ میں تشریف فرما تھے کہ ایک آدمی گھوڑی پر آیا۔ پوچھا تو کون ہے؟ فرمایا میں رسول ہوں۔ پوچھا قیامت کب ہوگی؟ فرمایا وہ غیب ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا غیب کوئی نہیں جانتا۔ پوچھا میری گھوڑی کے پیٹ میں کیا ہے؟ فرمایا غیب ہے، اللہ تعالیٰ کے سوا غیب کوئی نہیں جانتا۔ پوچھا بارش کب ہوگی؟ فرمایا غیب ہے، اللہ تعالیٰ کے سوا غیب کوئی نہیں جانتا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 101، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ صحیح بخاری، باب قولہ تعالیٰ لا یظہر علی غیبہ احدا، جلد 2، صفحہ 1097، قدیمی کتب خانہ کراچی

3۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، جلد 1، صفحہ 29، قدیمی کتب خانہ کراچی

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 102

تفسیر دُرِّ منثور مترجم

جلد پنجم

تالیف

امام جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۱۱ھ

ترجمہ متن قرآن

ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ

مترجمین

سید محمد اقبال شاہ ○ محمد بوستان ○ محمد انور مگھالوی

ادارہ ضیاء المصنفین بھیرہ شریف

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور - کراچی ○ پاکستان

امام احمد اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے ہر چیز کی کنجیاں دی گئی ہیں مگر پانچ چیزوں کی۔

امام احمد، ابو یعلی، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ تمہارے نبی کریم ﷺ کو ہر چیز کی کنجیاں عطا کی گئی ہیں مگر پانچ چیزوں کی۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ تمہارے نبی پر کوئی چیز مخفی نہ رہی مگر پانچ چیزیں۔ غیب کے اسرار میں سے یہ آیت ہے جو سورۂ لقمان کے آخر میں ہے۔

امام سعید بن منصور، امام احمد اور امام بخاری رحمہم اللہ نے "ادب مفرد" میں حضرت ربعی بن حراش رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے بنی عامر کے ایک آدمی نے بتایا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ کیا علم میں سے کوئی ایسی چیز بھی ہے جو باقی ہو اور آپ کو اس کا علم نہ ہو تو حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے خیر کا علم عطا فرمایا۔ علم میں سے کچھ چیزیں ایسی بھی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا وہ پانچ ہیں۔

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہا میرے پاس رسول اللہ ﷺ میری شادی کے دن تشریف لائے جبکہ میرے پاس دو بچیاں تھیں جو گا نا گا رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں ہمارے درمیان ایسے نبی ہیں جو کل کی خبر رکھتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا رہی یہ بات تو یہ نہ کہا کرو کل کیا ہوگا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

امام طیالسی، امام احمد، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے "الاسماء والصفات" میں حضرت ابو غرہ ہذلی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی انسان کی روح کسی علاقہ میں قبض کرنا چاہتا ہے تو اس جگہ اس کے لیے کوئی ضرورت پیدا فرما دیتا ہے، اسے موت نہیں آتی یہاں تک کہ وہ اس جگہ پہنچ جاتا ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔

امام ترمذی جبکہ ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت مطر بن عکاس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی آدمی کے بارے میں یہ فیصلہ فرماتا ہے کہ اسے فلاں جگہ موت آئے تو اللہ تعالیٰ اس جگہ اس کے لیے حاجت پیدا کر دیتا ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے عامر یا ابو عامر یا حضرت ابو مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ صحابہ کی مجلس میں تشریف فرما تھے کہ جبرائیل امین اپنی اصلی صورت کے علاوہ ایک اور صورت میں تشریف لائے۔ حضور ﷺ نے انہیں ایک مسلمان گمان کیا حضرت جبرائیل امین نے سلام کیا۔ حضور ﷺ نے انہیں سلام کا جواب دیا۔ پھر انہوں نے اپنے ہاتھ حضور ﷺ کے گھٹنوں پر رکھے اور عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ اسلام کیا ہے؟ فرمایا اسلام یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کے لیے اپنے آپ کو جھکا لے، اس بات کی گواہی دے " لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ " نماز قائم کرے اور زکوٰۃ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 102، دار احیاء التراث العربی بیروت

ادا کرے۔ پوچھا جب میں یہ کرلوں تو میں مسلمان ہو جاؤں گا؟ فرمایا ہاں۔ پوچھا ایمان کیا ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ، یوم آخرت، فرشتوں، کتاب، انبیاء، موت، موت کے بعد زندگی، جنت، جہنم، حساب، میزان، اچھی اور بری تقدیر پر ایمان لانے۔ پوچھا کی جب میں یہ کرلوں تو میں مومن ہو جاؤں گا؟ فرمایا ہاں۔ پوچھا احسان کیا ہے؟ فرمایا تو ایسے عبادت کرے کہ تو اللہ تعالیٰ کا دیدار کر رہا ہو۔ اگر تو اسے نہ دیکھ سکے تو وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔ پوچھا جب میں ایسا کرلوں تو میں احسان کرنے والا ہو جاؤں گا؟ فرمایا ہاں۔ پوچھا قیامت کب ہوگی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سبحان اللہ! پانچ چیزیں ایسی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ پھر یہ آیت تلاوت کی۔ (1)

تمت بالخیر

جمعرات، مورخہ 10 جولائی 2003

تفسیر دُرِّ منثور مترجم

جلد پنجم

تالیف

امام جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر السیوطی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ متن قرآن

ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ

مترجمین

سید محمد اقبال شاہ ٭ محمد بوستان ٭ محمد انور مگھالوی

ادارہ ضیاء المصنفین بھیرہ شریف

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور۔ کراچی ٭ پاکستان

بدلے نہ کوئی کسی کا غم و رنج کرے گا' نہ کسی کی طرف سے کسی کو خیال ہو گا' نہ کسی پر رحم کرے گا نہ کسی کو کسی سے شفقت و محبت ہو گی- نہ ایک دوسرے کی طرف بکڑا جائے گا- ہر شخص نفسا نفسی میں ہو گا- ہر ایک اپنی فکر میں ہو گا- ہر ایک کو اپنا رونا پڑا ہو گا' ہر ایک اپنا بوجھ اٹھائے ہوئے ہو گا- کسی اور کا نہیں-

إِنَّ اللَّهَ عِندَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ
مَا فِي الْأَرْحَامِ ۖ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۖ وَ
مَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ﴿٣٤﴾

بیشک اللہ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے- وہی بارش نازل فرماتا ہے اور ماں کے پیٹ میں جو ہے اسے جانتا ہے- کوئی بھی نہیں جانتا کہ کل کیا کچھ کرے گا؟ نہ کسی کو یہ معلوم ہے کہ کس زمین میں مرے گا؟ یاد رکھو اللہ پورے علم والا اور صحیح خبروں والا ہے O

غیب کی پانچ باتیں: ☆☆ (آیت:۳۴) یہ غیب کی وہ کنجیاں ہیں جن کا علم بجز اللہ تعالیٰ کے کسی اور کو نہیں- مگر اس کے بعد کہ اللہ اسے علم عطا فرمائے- قیامت کے آنے کا صحیح وقت نہ کوئی نبی مرسل جانے نہ کوئی مقرب فرشتہ اس کا وقت صرف اللہ ہی جانتا ہے- اسی طرح بارش کب' کہاں اور کتنی برسے گی' اس کا علم بھی کسی کو نہیں- ہاں جب ان فرشتوں کو حکم ہوتا ہے جو اس پر مقرر ہیں' تب وہ جانتے ہیں اور جسے اللہ معلوم کرائے- اسی طرح حاملہ کے پیٹ میں کیا ہے؟ اسے بھی صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے- ہاں جب جناب باری کی طرف سے فرشتوں کو حکم ہوتا ہے جو اسی کام پر مقرر ہیں' تب انہیں پتہ چلتا ہے کہ نر ہو گا یا مادہ' لڑکا ہو گا یا لڑکی' نیک ہو گا یا بد؟ اسی طرح کسی کو یہ بھی معلوم نہیں کہ کل وہ کیا کرے گا؟ نہ کسی کو یہ علم ہے کہ وہ کہاں مرے گا؟ اور آیت میں ہے وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ غیب کی کنجیاں اللہ ہی کے پاس ہیں جنہیں بجز اس کے اور کوئی نہیں جانتا- اور حدیث میں ہے کہ غیب کی کنجیاں یہاں پانچ چیزیں ہیں جن کا بیان آیت إِنَّ اللَّهَ عِندَهٗ الخ' میں ہے- مسند احمد میں ہے- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' پانچ باتیں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا- پھر آپ نے اسی آیت کی تلاوت فرمائی- بخاری کی حدیث کے الفاظ تو یہ ہیں کہ یہ پانچ غیب کی کنجیاں ہیں جنہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا-

مسند احمد میں حضور ؐ کا فرمان ہے' مجھے ہر چیز کی کنجیاں دی گئی ہیں سوائے پانچ کے- پھر یہی آیت آپ نے پڑھی- حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں' حضور ؐ ہماری مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے جو ایک صاحب تشریف لائے- پوچھنے لگے یا رسول اللہؐ ایمان کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا' اللہ کو' فرشتوں کو' کتاب کو' رسولوں کو' آخرت کو' مرنے کے بعد جی اٹھنے کو مان لینا- اس نے پوچھا' اسلام کیا ہے؟ فرمایا ایک اللہ کی عبادت کرنا' اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا' نمازیں پڑھنا' زکوۃ دینا' رمضان کے روزے رکھنا- اس نے دریافت کیا' احسان کیا ہے؟ فرمایا تیرا اس طرح اللہ کی عبادت کرنا کہ گویا تو اسے دیکھ رہا ہے اور اگر تو نہیں دیکھتا تو وہ تو تجھے دیکھ رہا ہے- اس نے کہا' حضور ؐ قیامت کب ہے؟ فرمایا' اس کا علم نہ مجھے نہ تجھے' ہاں میں اس کی نشانیاں بتلاتا ہوں- جب لونڈی اپنے میاں کو جنے اور جب ننگے پیروں اور ننگے بدنوں والے لوگوں کے سردار بن جائیں- علم قیامت ان پانچ چیزوں میں سے ہے جنہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا- پھر آپ نے اسی آیت کی تلاوت کی- وہ شخص واپس چلا گیا- آپ نے فرمایا- جاؤ اسے لوٹا لاؤ- لوگ دوڑ پڑے لیکن وہ کہیں بھی نظر نہ آیا- آپ نے فرمایا- یہ جبرئیلؑ تھے- لوگوں کو دین سکھانے آئے تھے (بخاری) ہم نے اس حدیث کا مطلب شرح صحیح بخاری میں خوب بیان کر دیا ہے- مسند میں ہے کہ حضرت جبرئیلؑ نے اپنی ہتھیلیاں حضور ؐ کے گھٹنوں پر رکھ کر یہ سوالات کئے تھے کہ اسلام کیا ہے؟ آپ نے فرمایا یہ کہ تو اپنا چہرہ اللہ کی طرف متوجہ کر دے

کتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ

تفسیر ابن کثیرؒ

رئیس المفسرین
حافظ عماد الدین ابو الفداء ابن کثیرؒ

مترجمہ
خطیب الہند مولانا محمد جوناگڑھیؒ

مکتبہ قدوسیہ

فتوائے کانپور

(۱۳۸) فتاوئی حسام الحرمین واقعی علمائے حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً کے دستخط کردہ شدہ اور مصدقہ اور تحریر کردہ ہیں ان علما میں سے اکثر کو میں جانتا ہوں۔ اس زمانہ میں جب کہ ابن سعود نامسعود کے جور وتشدد کا زمانہ آیا تو ہندوستان کے غیر مقلدین ووہابیین کی بن آئی انہوں نے اپنی ریشہ دوانی سے ان علما سے جو بچے رہ گئے تھے ان کو اپنے دستگیر ابن سعود کے ذریعہ سے انواع واقسام کی تکالیف دلوائیں یہاں تک کہ بہت سے اہل مکہ وعلمائے مکہ طائف میں شہید کردیئے گئے۔ اور بہتوں نے حجاز کو چھوڑ دیا۔ کوئی افریقہ میں اور کوئی یمن میں اور کوئی ملک جاوا میں جا کر امن پذیر ہوا۔ ان فتاوئی پر ہر مسلمان اہلسنت و جماعت کو عمل کرنا ضروری ہے اور جو مسلمان بعد اطلاع کے عمل نہ کرے گا یا شک کرے گا انھیں وہابیوں کے ساتھ اس کا حشر ہوگا۔ وماعلینا الا البلاغ۔ ہر سنی مسلمان کا فرض ہے کہ ان فتاوئی کے مطابق عمل کرے۔ واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ مشتاق احمد عفا عنہ الصمد، سابق مدرس مدرسہ شمس العلوم بدایوں حالا نزیل کانپور، مسجد رنگیاں، مدرسہ دار العلوم۔

(۱۳۹) الجواب صحیح والمجیب مصیب۔

العبد فقیر محمد غفرلہ الصمد مدرس مدرسہ احسن المدارس، کانپور

(۱۴۰) جواب صحیح ہے اور مجیب نجیح ہے واقعی ان فتووں پر عمل کرنا ضروری ہے اور امور بالا کے معتقد کافر اور مرتد ہیں۔

کتبہ محمد سلیمان عفا عنہ ذنوبہ خادم آستانۂ احمدیہ دار العلوم، کانپور

(۱۴۱) الجواب حق لاشك فيه۔

خادم العلما ابو المکرم محمد وسیم خاں عفا عنہ المنان

مدرس مدرسۂ دار العلوم کانپور۔

اپنے سے دور کردے گو اپنا ہی کیوں نہ ہو۔ ھٰذا بیان للناس وھدی وموعظۃ وبشری للمؤمنین۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعندہ ام الکتاب۔

خادم مفتی الاسلام ابوالولی محمد عبدالرحمٰن مجی، ناظم نورالاسلام، پوکھریرا
محلہ نورالحکیم شاہ شریف آباد، ڈاکخانہ رائے پور، ضلع مظفرپور، بہار

(۹۵) الجواب صحیح والمجیب نجیح: فقیر رشید احمد عرف صاحب جاں کمیاوی دربھنگوی کان اللہ و رسولہ لہٗ۔

(۹۶) زہے کتاب مبارک حسام الحرمین ست کہ مزین بتصدیقات علمائے حرمین طیبین ست۔ دراں لغو ودروغ بنظر نمی آید مگر کسے را کہ قائل کذب خدائے قدوس باشد، وصفِ حقانیتِ اواز من مپرسید، برحقیتِ او گواہ عادل کلامِ اہلِ حرم را بہ بینند۔

محمد عطاء الرحمٰن المتخلص بعطا عُفِیَ عَنْہُ مدرس دوم مدرسہ نورالہدیٰ پوکھریرا

(۹۷) حسام الحرمین کتاب لاریب فیہ، ھدی للمتقین فھو رب العلمین علی المرتدین من الوھابیین والنجدیین والقادیانیین خذلھم اللہ انّٰی یؤفکون۔

محمد ولی الرحمٰن غفرلہ المنان قادری رشیدی علیمی حلیمی
مدرس اول مدرسہ نورالہدیٰ پوکھریرا۔

(۹۸) صدق المجیب۔ محمد شفاء الرحمٰن قادری رضوی کان اللہ لہ مدرس سوم مدرسہ نورالہدیٰ پوکھریرا۔

(۹۹) الجواب حق والمجیب مُجِقٌّ۔ شرف الدین مدرس اول مدرسہ نورالعلوم واقع کومان۔

(۱۰۰) کتاب حسام الحرمین کے ہر مسئلہ پر مسلمان کو عمل کرنا ضروری ہے وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب۔ محمد رحیم بخش قادری رضوی عُفِیَ عَنْہُ۔

(۱۰۱) فتاویٰ حرمین شریفین زَادَ ھُمَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا کا ہر فتویٰ محقق وواجب العمل ہے رہے مخالفین تو لھم فی الدنیا خزی ولھم فی الاخرۃ عذاب عظیم مھین۔

محمد مجیب الرحمٰن مدرس چہارم مدرسۂ نورالہدیٰ پوکھریرا۔

(۱۰۲) مجیب محقق کا جواب لاجواب ہے۔ فقیر عبدالکریم بلیاوی عُفِیَ عَنْہُ۔

کردگار ہے۔ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْغَفَّارِ.

یونہیں قاسم نانوتوی جس نے قرآن عظیم پر بے ربطی کی لَم لگائی جس نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام، پھر صحابۂ کرام، تمام ائمہ عظام وعلمائے اعلام اور سب مسلمانوں خواص وعوام کو نافہم وخطا کار ٹھہرایا، جس نے وضاحت سے ختم نبوت کا انکار کیا وَغَیْرَ ذٰلِکَ مِنَ الْهَذَیَانَاتِ.

یو ہیں رشید احمد گنگوہی و خلیل احمد انبیٹھی جنہوں نے شیطان کے علم کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم عظیم سے زائد بتایا، جنہوں نے نبی ﷺ کے لئے علم غیب ماننے کو شرک جانا اور خود شیطان کے لئے علم محیط ارض مانا اور یوں ابلیس کو خدا کا شریک جانا۔ جنہوں نے مجلس میلادِ مبارک کو کنھیا کے جنم سے بدتر کہا، گنگوہی نے تصریح کی کہ میلادِ مبارک جس طرح بھی ہو ہر طرح ناجائز و بدعت ہے۔ جس نے صاف منہ بھر کہا کہ وقوعِ کذب کے معنے درست ہوگئے۔ یعنی مَعَاذَ اللّٰہ خدا کے کذب کا امکان تو امکان وقوع ہولیا۔

یو ہیں اشرف علی تھانوی جس نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی شانِ رفیع میں وہ سخت گندی ناپاک گالی بکی، ضرور ضرور یہ سب کے سب بے شبہ ایسے ہی کفار مرتدین ہیں جن کے کفر میں ذرا شک کرنے والا بھی کافر ہے۔ مجمع الانہر و درمختار وغیرہما معتمدات اسفار میں ہے: مَنْ شَکَّ فِیْ کُفْرِهٖ وَعَذَابِهٖ فَقَدْ کَفَرَ. وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہِ تَعَالٰی مسلمانوں پر حسام الحرمین شریف کے احکام ماننا اور ان کے مطابق عمل فرض ہے وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ قَالَهٗ بِفَمِهٖ وَاَمَرَ بِرَقْمِهٖ الْفَقِیْرُ.

مصطفےٰ رضا القادری النوری عُفِیَ عَنْہُ

مصطفےٰ رضا خان قادری
آل رحمٰن محمد عرف
ابو البرکات محی الدین جیلانی

[illegible]

هٰذَا هُوَ الْحَقُّ وَالْحَقُّ بِالْاِتِّبَاعِ اَحَقُّ
حَرَّرَهُ الْفَقِیْرُ اِلٰی رَحْمَةِ رَبِّهٖ
وَنِعْمَةِ حُبِّهٖ مُحَمَّدٌ نِ الْمَدْعُوُّ

(۴)

قادری برکاتی غفرلہ ما تقدم من ذنبہ و ما سیاتی مدرس دار العلوم منظر اسلام بریلی۔

(۲۰) اَلْجَوَابُ صَحِیْحٌ

ابو الانوار سید محمد شرف الدین اشرفی جیلانی جائسی غفرلہ

(۲۱) ھذا الجواب صحیح۔ فقیر حسین الدین قادری رضوی فرید پوری

(۲۲) اَلْجَوَابُ صَحِیْحٌ. محمد شاہد الحق عُفِیَ عَنْہُ قادری

(۲۳) اَلْجَوَابُ صَحِیْحٌ. والمجیب نجیح فقیر عبد العزیز القادری الرضوی المصطفوی المظفر پوری ثم الگور کھپوری غفرلہ ذنبہ المعنوی والصوری

(۲۴) صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم فقیر ابو المعانی محمد ابرار حسن صدیقی تلہری عفا اللہ تعالیٰ عن ذنبہ الجلی والخفی (مفتی دار الافتاء جامعہ رضویہ دار العلوم منظر اسلام بریلی

(۲۵) حسام الحرمین وھو احق بالاتباع واللہ ولی الانعام وھو اعلم نمقہ عبد العاصی سلطان احمد البریلوی عُفِیَ عَنْہُ

(۲۶) حسام الحرمین شمشیر بُرّاں ہے جس کی دھار مخالفین بیدین کے گرانے سے گز نہیں سکتی فقیر ہیچمداں وزیر احمد خاں محمدی سنی حنفی قادری ابو الحسینی رضوی غفرلہ

(۲۷) صاب المجیب نمقہ الفقیر ابو الفرح عبید الحامد محمد علی السنی القادری الحامدی الآنوی غفرلہ ذنبہ الجلی والخفی مولاہ العلی القوی۔ آمین۔

(۲۸) الجواب صواب والمجیب مثاب وعلی من خالفہ اشد العذاب وسوء العقاب فقیر ابو المظفر محب الرضا محمد محبوب علی قادری رضوی لکھنوی غفرلہ ربہ القوی۔

(۲۹) بیشک حسام الحرمین حق ہے اور اس میں جن اشخاص کی بابت فتویٰ کفر ہے وہ صحیح ہے مسلمانوں پر فرض ہے کہ اسے مانیں اور اس پر عمل کریں واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

کتبہ الفقیر حشمت علی السنی الحنفی القادری البریلوی غفرلہ الولی

فتوائے بانکی پور پٹنہ

(۹۱) فتاویٰ حرمین طیبین ضرور حق ہیں جن کی حقیت میں اصلا شبہ نہیں۔ اس کی حقیت پر آفتاب سے بھی روشن تر دلیل یہ ہے کہ ان اقوال کے قائلوں نے اس کے مقابل نہ صرف سکوت ہی کیا۔ بلکہ حکم میں اتفاق کیا۔ جس کا مجموعہ ایک مستقل رسالہ میں بنام ''الختم علی لسان الخصم'' دیوبند میں چھپ چکا ہے۔ جس میں ان لوگوں نے تصریح کی کہ بیشک ایسے اعتقاد و خیال و اقوال والے کافر ہیں۔ رہی یہ بات کہ ایسے اقوال کن لوگوں کے ہیں جن پر باتفاق علمائے بریلی، اہالی دیوبند کفر کا فتویٰ ہے ان مطبوعہ کتابوں کے دیکھنے سے معلوم ہوسکتا ہے جن کا حوالہ حسام الحرمین میں ہے جسے چھپے ہوئے بیس سال ہوگئے۔ کیا قادیانوں کے ارتداد اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرنے والوں کے کفر جیسے اتفاقی مسئلہ میں بھی استفسار و سوال کی ضرورت ہے۔ وَاللّٰہُ اَعْلَم۔ محمد ظفر الدین قادری رضوی غفرلہ

فتوائے سیتاپور

(۹۲) صورت مسئولہ میں جن لوگوں کے نام لکھے ہیں، وہ ہر ایک شخص اپنے اقوال کی بناء پر دائرۂ اسلام سے خارج اور جو شخص ان کے اقوال پر واقفیت تامہ رکھتے ہوئے ان کو دائرۂ اسلام سے خارج نہیں جانتا یا کچھ شک رکھتا ہے وہ بھی دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ کتاب مستطاب حسام الحرمین الشریفین قطعی حق ہے۔ اور علمائے حرمین شریفین نے جو فتویٰ دیا ہے وہ قطعاً یقیناً حق ہے۔ اس حسام الحرمین کو غلط نہ جانے گا مگر وہ شخص جو اپنے پیارے جان سے زیادہ عزیز ایمان سے ہاتھ دھوئے گا۔ اس فتاویٰ مبارکہ کے حق ہونے میں اور اس کے مسائل کے حق ہونے میں شک کرنا سراسر ایمان سے ہاتھ دھونا ہے اللہ عزوجل اپنے پیارے حبیب و محبوب طالب و مطلوب دانائے کل غیوب کے صدقہ اور طفیل میں ہر ایک مسلمان کو اس مبارک فتویٰ پر عمل کرنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے اور عامۂ مسلمین کو ان عقائد باطلہ سے اپنے حفظ و امان میں رکھے اور ان دشمنانِ دین کی ظاہری تقویٰ و طہارت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

علمائے دیوبند کی کفریہ اور متضاد عبارات سے متعلق

دیوبندیوں سے لاجواب سوالات

WWW.NAFSEISLAM.COM
"THE NATURAL PHILOSOPHY
OF AHLESUNNAT WAL JAMAAT"

مرتبہ: محمد نعیم اللہ خاں قادری
بی ایس سی بی ایڈ
ایم اے اردو، پنجابی، تاریخ

ناشر: فیضان مدینہ پبلیکیشنز جامع مسجد عمر روڈ کامونکی

یہ کام کرنا تھا تو اس کا طریقہ بھی پھر مرحلہ وار ہی رکھا جاتا۔ اتنے قتل و قتال کے بعد اگر آپ اُس طریقہ پر آگئے ہیں جو بغیر جنگ و جدل بھی ہو سکتا تھا تو فائدہ ____ ؟ گویا اب یوں محسوس ہوتا ہے کہ آپ لوگ بھی یہ سوچنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ کھلم کھلا کافر کافر کا نعرہ لگا کر ہم نے فائدے کی نسبت نقصان زیادہ اُٹھایا ہے۔

اختلاف :۔ آپ کا اور ہمارا اختلاف اصُولی ہے۔ توہین شانِ رسالت اصول میں آئے گا فروع میں نہیں ____ ہمارا اصل اور بنیادی اختلاف تحذیر الناس، براہین قاطعہ اور حفظ الایمان کی چند کفریہ عبارات پر ہے ____ فاتحہ، عرس، گیارھویں اور صلوٰۃ والسلام پر ہرگز نہیں ان کی حیثیت دوسرے درجہ پر ہے۔ ان کفریہ عبارات پر کوئی سوال کیا جاتے تو دیوبندی علماء کے پاس جان چھڑانے کے لیے صرف دو جواب ہیں ____ ایک یہ کہ ہماری مصروفیات بہت زیادہ ہیں یا ضعیف العمری ہے یا علالت کی وجہ سے جواب دینے سے قاصر ہیں ____ حالانکہ ان دیوبندی علماء کی کتابیں دھڑا دھڑ آرہی ہیں جو کہ اہل سُنت کے خلاف لکھی جاتی ہیں۔

____ دوسرا جواب یہ دیتے ہیں کہ ان سوالات کے جوابات کے لیے فلاں فلاں کتابوں سے رجوع کیا جائے کیونکہ اُن کتابوں میں ہمارے علماء کافی و شافی جواب دے چکے ہیں۔

"سپاہِ صحابہ" والے اگر شیعوں سے کوئی سوال پُوچھیں اور شیعہ عالم یہ جواب دے کہ آپ کے یہ گھسے پٹے سوالات ہیں اور ہماری کتب میں علماء ان کے کافی و شافی جواب دے چکے ہیں تو کیا "سپاہِ صحابہ" والے اس جواب کو واقعی جواب سمجھ کر مطمئن ہو جائیں گے ____ ؟ ہرگز نہیں ____ بلکہ کہیں گے کہ وہ جوابات تو سرے سے غلط ہیں ____ ہم بھی کہتے ہیں کہ مولوی حسین احمد مدنی، مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی، مولوی محمد منظور نعمانی،

نزاع کے خاتمے کی کوئی صورت دکھائی نہیں دیتی۔

۱۳۲۴ھ میں امام احمد رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے المعتمد المستند کا وُہ حصہ جو فتوٰی پر مشتمل تھا حرمین طیبین کے علماء کی خدمت میں پیش کیا جس پر وہاں کے ۳۳ جلیل القدر علماء نے زبردست تقریظیں لکھیں اور واشگاف الفاظ میں تحریر کیا کہ مرزائے قادیانی کے ساتھ ساتھ افراد مذکورہ بلاشک و شبہ دائرۂ اسلام سے خارج ہیں اور امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ کو حمایتِ دین کے سلسلے میں بھرپور خراجِ تحسین پیش کیا، علمائے حرمین کریمین کے یہ فتوے "حسام الحرمین علیٰ منحر الکفر والمین" (۱۳۲۴ھ) کے نام سے شائع کر دیئے گئے۔

بجائے اس کے کہ گستاخانہ عبارات سے رجوع کیا جاتا علمائے دیوبند کی ایک جماعت نے مل کر ایک رسالہ "المہند المفند" ترتیب دیا جس میں کمال چابکدستی سے یہ ظاہر کیا کہ ہمارے عقاید وہی ہیں جو اہلِ سنت وجماعت کے ہیں، حالانکہ باعثِ نزاع عبارات متعلقہ کتابوں میں بدستور موجود تھیں، صدر الافاضل حضرت مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی قدس سرہٗ نے "التحقیقات لدفع التلبیسات" لکھ کر اس تلبیس کا پردہ چاک کر دیا۔

حسام الحرمین کا اثر زائل کرنے کے لیے علماءِ دیوبند نے یہ شوشہ چھوڑا کہ یہ فتوے علماءِ حرمین کو مغالطہ دے کر حاصل کیے گئے ہیں کیونکہ اصل عبارات اُردو میں تھیں، ہندوستان (متحدہ پاک و ہند) کے علماء میں سے کوئی بھی حسام الحرمین کا مؤید نہیں ہے، اس پروپیگنڈے کے دفاع کے لیے شیر بیشۂ اہلِ سنت مولانا حشمت علی خان رضوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے متحدہ پاک و ہند کے اڑھائی سو سے زیادہ نامور علماء کی حسام الحرمین کی تصدیقات "الصوارم الہندیہ" کے نام سے شائع کر دیں۔

دیوبندی مکتبِ فکر سے تعلق رکھنے والے علماء اب بھی عام طور پر عوام کو یہ تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی نے بلا وجہ اکابر دیوبند کی تکفیر کی تھی حالانکہ وہ صحیح معنوں میں مسلمان اور اسلام کے خادم تھے اور "المہند" ایسی کتابوں کی بڑھ چڑھ کر اشاعت کرتے ہیں ان حالات میں حسام الحرمین کے شائع کرنے کی ضرورت شدت سے محسوس کی جا رہی تھی تاکہ اختلاف کا صحیح پس منظر سامنے آجائے اور کسی کے لیے مغالطہ آمیزی کی گنجائش نہ رہے، مکتبۂ نبویہ نے اپنی روایات کے مطابق حسام الحرمین کو شائع کر کے اس ضرورت کو پورا کر دیا ہے۔

۲۲ رمضان المبارک ۱۳۹۵ھ
۳۰ ستمبر ۱۹۷۵ء

محمد عبد الحکیم شرف قادری
لاہور

علمائے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی طرف سے
اعلیٰحضرت فاضل بریلوی کی علمی اور اعتقادی خدمات کا اعتراف

حسام الحرمین
علیٰ منحر الکفر والمین

تالیف: اعلیٰحضرت مجدد مأتہ حاضرہ مولانا احمد رضا خاں بریلوی

— ترجمہ —

مبینِ احکام وتصدیقاتِ اعلام

حضرت مولانا حسنین رضا بریلوی

مکتبہ نبویہ، گنج بخش روڈ لاہور

علمائے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی طرف سے
اعلیٰحضرت فاضل بریلوی کی علمی اور اعتقادی خدمات کا اعتراف

حسام الحرمین

علیٰ منحر الکفر والمین

تالیف: اعلیٰحضرت مجدد مأتہ حاضرہ مولانا احمد رضا خاں بریلوی

—— ترجمہ ——

مبین احکام وتصدیقات اعلام

حضرت مولانا حسنین رضا بریلوی

مکتبہ نبویہ، گنج بخش روڈ لاہور

سے مطالبہ کرتے رہے کہ یا تو ان عبارات کا صحیح محمل بیان کیجیے یا پھر توبہ کرکے ان عبارات کو قلمزد کر دیجیے۔ اس سلسلے میں رسائل لکھے گئے، خطوط بھیجے گئے، آخر جب علماء دیوبند کسی طرح ٹس سے مس نہ ہوئے تو اعلیٰحضرت امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ العزیز نے تحذیر الناس کی تصنیف کے تیس سال بعد، براہین قاطعہ کی اشاعت کے قریباً سولہ سال بعد اور حفظ الایمان کی اشاعت کے قریباً ایک سال بعد ۱۳۲۰ھ میں المعتقد المنتقد کے حاشیہ المعتمد المستند میں مرزائے قادیانی اور مذکورہ بالا قائلین (مولوی محمد قاسم نانوتوی، مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی خلیل احمد انبیٹھوی اور مولوی اشرف علی تھانوی) کے بارے میں ان کی عبارات کی بناء پر فتوائے کفر صادر کیا۔

یہ فتویٰ علمائے دیوبند سے کسی ذاتی مخاصمت کی بناء پر نہیں تھا بلکہ ناموسِ مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی حفاظت کی خاطر ایک فریضہ ادا کیا گیا تھا، مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی، ناظم تعلیمات شعبۂ تبلیغ دارالعلوم دیوبند، اس فتوے کے بارے میں رقمطراز ہیں:

"اگر (مولانا احمد رضا) خاں صاحب کے نزدیک، بعض علماء دیوبند، واقعی ایسے ہی تھے، جیسا کہ انہوں نے انھیں سمجھا تو خان صاحب پر ان علماء دیوبند کی تکفیر فرض تھی اگر وہ ان کو کافر نہ کہتے تو خود کافر ہو جاتے۔"[1]

اس تفصیل سے یہ ظاہر ہو گیا کہ امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ناموسِ رسالت کی پاسداری کا کما حقہ فریضہ ادا کیا اور علماء دیوبند کا اصرار ہے کہ ان کے اکابر کی عزت پر حرف نہیں آنا چاہیے، خواہ وہ کچھ کہتے اور لکھتے رہیں، اس مقام پر پہنچ کر یہ کہنے کی ضرورت نہیں رہتی کہ حق پر کون ہے۔ یہ بھی معلوم ہو گیا کہ بریلوی اور دیوبندی نزاع کی اصل بنیاد یہ عبارات ہیں نہ کہ فروعی مسائل، مولانا مودودی اس امر کو تسلیم کرتے ہوئے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

"جن بزرگوں کی تحریروں کے باعث بحث ومناظرہ کی ابتدا ہوئی وہ تو اب مرحوم ہو چکے اور اپنے رب کے حضور حاضر ہو چکے مگر افسوس ہے کہ جو تلخی اور گرمی آغاز میں پیدا ہوئی دونوں طرف سے اس میں اضافہ ہو رہا ہے۔"[2]

مودودی صاحب یہ تلقین فرما رہے ہیں کہ اب نزاع کو جانے بھی دو، نزاع کھڑا کرنے والے تو اگلے جہان میں پہنچ چکے ہیں، حالانکہ نزاع ان "بزرگوں" کی ذات سے نہیں تھا، وجہ مخاصمت تو یہ عبارات تھیں جو اب بھی من وعن موجود ہیں، جب تک ان کے بارے میں متفقہ فیصلہ نہیں ہو جاتا اس

---

[1] مرتضیٰ حسن دربھنگی، اشد العذاب، ص ۱۳
[2] مقالات یوم رضا، حصہ دوم، ص ۷۰

marfat.com

بھی پیدا ہو کر کمیں کی جگہ بیالیس استعمال نہ کیں گے اور ماں میں بہت سے مفرسے عبا ہوں گے کہ غیب کے علم ظنی کا ادعاء کفر نہیں۔ بحرالرائق و ردالمحتار میں ہے:

علم من مسائلهم هنا ان من استحل ما حرمه الله تعالیٰ علی وجه الظن لا یکفر وانما یکفر اذا اعتقد الحرام حلالا ونظیره ما ذکره القرطبی فی شرح مسلم ان ظن الغیب جائز کظن المنجم والرمال بوقوع شیٔ فی المستقبل بتجربة امر عادی فهو ظن صادق والممنوع ادعاء علم الغیب والظاهر ان ادعاء ظن الغیب حرام لا کفر بخلاف ادعاء العلم اه زاد فی البحر الاتری انهم قالوا فی نکاح المحرم لو ظن الحل لا یحد بالاجماع ویعزر کما فی الظهیریة وغیرها ولم یقل احد انه یکفر وکذا فی نظائره اه

تو کیونکر ممکن کہ علماء باوصف ان تصریحات کے کہ ایک احتمال اسلام بھی نافی کفر ہے جہاں بکثرت احتمالات اسلام موجود ہیں، حکم کفر لگائیں لاجرم اس سے مراد وہی خاص احتمال کفر ہے مثل ادعائے علم ذاتی وغیرہ ورنہ یہ اقوال آپ ہی باطل اور ائمہ کرام کی اپنی ہی تحقیقاتِ عالیہ کے مخالف ہو کر خود ذاہب و زائل ہوں گے، اس کی تحقیق جامع الفصولین و ردالمحتار و حاشیہ علامہ نوح و ملتقط فتاویٰ حجہ و تاتارخانیہ و مجمع الانہر و حدیقہ ندیہ و سل الحسام وغیرہا کتب میں ہے نصوص عبارات رسائل علم غیب مثل اللؤلؤ المکنون وغیرہا میں ملاحظہ ہوں، و باللہ التوفیق۔ یہاں صرف حدیقہ ندیہ شریف کے یہ کلمات شریفہ بس ہیں:

جمیع ما وقع فی کتب الفتاویٰ من کلمات صرح المصنفون فیها بالجزم بالکفر یکون الکفر فیها محمولا علیٰ ارادة قائلها معنی علله به الکفر واذا لم تکن ارادة قائلها ذلک فلا کفر اه مختصرا۔

«یعنی کتبِ فتاویٰ میں جتنے الفاظ پر حکم کفر کا جزم کیا ہے ان سے مراد وہ صورت ہے

کہ قائل نے ان سے پہلو ئے کفر مراد رکھا ہو ورنہ ہرگز کفر نہیں۔»

ضروری تنبیہ

احتمال وہ معتبر ہے جس کی گنجائش ہو، صریح بات میں تاویل نہیں سنی جاتی ورنہ کوئی بات بھی کفر نہ رہے۔ مثلاً زید نے کہا خدا دو ہیں، اس میں یہ تاویل ہو جائے کہ لفظ خدا سے بحذفِ مضاف حکمِ خدا مراد ہے یعنی قضا دو ہیں، مبرم و معلق۔ جیسے قرآن عظیم میں فرمایا اِلَّآ اَنْ یَّاْتِیَ اللّٰهُ اى امر الله۔ عمرو کہے میں رسول اللہ ہوں، اس میں یہ تاویل گڑھ لی جائے کہ لغوی معنی مراد ہیں یعنی خدا ہی نے اس کی روح بدن میں بھیجی، ایسی تاویلیں زنہار مسموع نہیں۔ شفا شریف میں ہے «ادعاؤه التاويل فی لفظ صراح لا یقبل» صریح لفظ میں تاویل کا دعویٰ نہیں سنا جاتا۔ شرح شفا قاری میں ہے «هو مردود عند القواعد الشرعية» ایسا دعویٰ شریعت میں مردود ہے۔ نسیم الریاض میں ہے «لا یلتفت لمثله ویعد هذیانا» ایسی تاویل کی طرف التفات نہ ہوگا اور وہ ہذیان سمجھی جائے گی۔ فتاویٰ خلاصہ و فصول عمادیہ و جامع الفصولین و فتاویٰ ہندیہ وغیرہا میں ہے «واللفظ للعمادی قال انا رسول الله او قال بالفارسية من پیغمبرم یرید به من پیغام می برم یکفر» یعنی اگر کوئی شخص اپنے آپ کو اللہ کا رسول یا پیغمبر کہے اور معنی یہ لے کہ میں پیغام لے جاتا ہوں قاصد ہوں تو وہ کافر ہو جائے گا۔ یہ تاویل نہ سنی جائے گی۔ ملتقطاً۔

مگر بیمار انکار، یعنی جس نے ان بدگویوں کی کتابیں نہ دیکھیں اس کے سامنے صاف مکر جاتے ہیں کہ ان لوگوں نے یہ کلمات کہیں نہ لکھے اور جو ان کی چھپی ہوئی کتابیں تحریریں دکھا دیتا ہے۔ اگر ذی علم ہوا تو ناک چڑھا کر منہ بنا کر چل دے یا آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بکمال بے حیائی صاف کہہ دیا کتاب معقول بھی کر دیجئے تو میں وہی کہے جاؤں گا اور بیچارہ بے علم ہوا تو اس سے کہہ دیا ان عبارتوں کا یہ مطلب نہیں اور آخر ہے کیا یہ وہ بطن قائل۔ اس کے جواب کو وہی آیتِ کریمہ کافی ہے کہ یَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ «خدا کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے نہ کہا حالانکہ بیشک ضرور، وہ یہ کفر کے بول بولے اور مسلمان ہو کر پیچھے کافر ہو گئے» ع

مِنَح الرَّوض الأزهر في شرح الفقه الأكبر

لِلعلامة المحدث الفقيه علي بن سلطان محمد القاري
(المتوفى سنة [illegible])

ومعه

التعليق الميسّر على شرح الفقه الأكبر

تأليف
الشيخ وهبي سليمان غاوجي

دار البشائر الإسلامية

جميع الأنام، ويشير إليه قوله تعالى: ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ قَالُواْ رَبُّنَا ٱللَّهُ ثُمَّ ٱسْتَقَـٰمُواْ﴾ الآية [فصلت: ٣٠]، وقد قالوا: الاستقامة خير من ألف كرامة.

ومن اللطائف أنه قيل لواحد من جيران أبي يزيد[1]: أما تُسلم؟ فقال: إن كان الإسلام كإسلام أبي يزيد فما أقدر على أن أخرج من عهدته، وإن كان الإسلام كإسلامكم فما تعجبني أحوالكم في أحكامكم.

فإذا تبين ذلك لك فاعلم أني أذكر ما وصل إليّ من نقول العلماء في هذا الباب واختلاف بعضهم في الجواب، وأبيّن ما يظهر لي فيه من الصواب، وقد سبق ذكر بعض هذه المسائل في هذا الكتاب، فلنذكر ما عداها وما يترتب عليها برفع.

ففي البزازية: ولو قال لسلطان زماننا عادل يكفر لأنه جائر بيقين، ومن سمى الجَور عدلاً يكفر، وقيل: لا، لأن له تأويلاً وهو أن يقول: أردت به أنه عادل عن غيرنا، أو هو عادل عن طريق الحق، قال الله سبحانه: ﴿ثُمَّ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُونَ﴾ [الأنعام: ١]. انتهى.

وحاصله أن لفظ عادل يحتمل كونه اسم فاعل من عدل عدلاً، ضد ظلم وجار، أو من عدل عدولاً، أي إعراضاً، فإذا كان اللفظ محتملاً فلا يحكم بكونه كفراً إلا إذا صرّح بأنه نوى المعنى الأول فتأمل.

ونظيره في المعاملات ما ذكروا في الطلاق والعتاق من الكنايات، فإنها يتوقف حكمها على النيات، ولا سيما وقد ذكروا أن المسألة المتعلقة بالكفر إذا كان لها تسع وتسعون احتمالاً للكفر واحتمالٌ واحد في نفيه،

(١) أبو يزيد البسطامي من كبار الصوفية.

كان الأولى للمفتي والقاضي أن يعمل بالاحتمال النافي، لأن الخطأ في إبقاء ألف كافر أهون من الخطأ في إفناء مسلم واحد. وفي المسألة المذكورة تصريح بأنه يقبل من صاحبها التأويل خلافاً لما ذكره بعضهم على خلاف هذا القيل، هذا كله إذا صدر عنه تعمداً، لحديث: «رفع عن أمتي الخطأ والنسيان وما استكرهوا عليها»[1].

وقد صرّح قاضيخان في فتاواه بأن الخاطىء إذا جرى على لسانه كلمةُ الكفر خطأ لم يكن ذلك كفراً عند الكل، بخلاف الهازل لأنه يقول قصداً. لا يقال في المسألة الأولى أن سلطان الزمان كما لا يخلو عن العدوان لا يخلو عن العدل في مقام الإحسان. لأنا نقول: لما غلب الظلمُ والجورُ في سلاطين زماننا حكموا بذلك، ألا ترى أن من يصلي غالباً يصح أن يقال له المصلي، بخلاف ما إذا صلى أحياناً، وكذا المتقي وأمثاله.

وفي عمدة النسفي: واستحلال المعصية كفر.

قال شارحه القونوي: كأنه أراد ـ والله أعلم ـ بالمعصية المعصيةَ الثابتة بالنص القطعي، لما في ذلك من جحود مقتضى الكتاب. أما المعصية الثابتة بالدليل الظني كخبر الواحد، فإنه لا يكفر مستحلها، ولكن يفسق إذا استخفّ بأخبار الآحاد؛ فأما متأولاً فلا؛ لِما عرفتَ.

وقال القاضي عضد الدين في المواقف: ولا يكفر أحد من أهل القبلة إلا فيما فيه نفي الصانع القادر العليم، أو شرك أو إنكار للنبوّة، أو ما علم مجيئه بالضرورة، أو المجمع عليه كاستحلال المحرمات؛ وأما ما عداه فالقائل به مبتدع لا كافر. انتهى.

(١) رواه أبو داود.

منح الروض الأزهر في شرح الفقه الأكبر

للعلامة المحدث الفقيه علي بن سلطان محمد القاري
(المتوفى سنة ١٠١٤هـ)

ومعه

التعليق الميسر على شرح الفقه الأكبر

تأليف
الشيخ وهبي سليمان غاوجي

دار البشائر الإسلامية

كان الأولى للمفتي والقاضي أن يعمل بالاحتمال النافي، لأن الخطأ في إبقاء ألف كافر أهون من الخطأ في إفناء مسلم واحد. وفي المسألة المذكورة تصريح بأنه يقبل من صاحبها التأويل خلافاً لما ذكره بعضهم على خلاف هذا القيل، هذا كله إذا صدر عنه تعمداً، لحديث: «رفع عن أمتي الخطأ والنسيان وما استكرهوا عليها»(١).

وقد صرّح قاضيخان في فتاواه بأن الخاطىء إذا جرى على لسانه كلمةُ الكفر خطأ لم يكن ذلك كفراً عند الكل، بخلاف الهازل لأنه يقول قصداً. لا يقال في المسألة الأولى أن سلطان الزمان كما لا يخلو عن العدوان لا يخلو عن العدل في مقام الإحسان. لأنا نقول: لما غلب الظلمُ والجورُ في سلاطين زماننا حكموا بذلك، ألا ترى أن من يصلي غالباً يصح أن يقال له المصلي، بخلاف ما إذا صلى أحياناً، وكذا المتقي وأمثاله.

وفي عمدة النسفي: واستحلال المعصية كفر.

قال شارحه القونوي: كأنه أراد ـ والله أعلم ـ بالمعصية المعصيةَ الثابتة بالنص القطعي، لما في ذلك من جحود مقتضى الكتاب. أما المعصية الثابتة بالدليل الظني كخبر الواحد، فإنه لا يكفر مستحلها، ولكن يفسق إذا استخفّ بأخبار الآحاد؛ فأما متأولاً فلا؛ لِما عرفتَ.

وقال القاضي عضد الدين في المواقف: ولا يكفر أحد من أهل القبلة إلا فيما فيه نفي الصانع القادر العليم، أو شرك أو إنكار للنبوّة، أو ما علم مجيئه بالضرورة، أو المجمع عليه كاستحلال المحرمات؛ وأما ما عداه فالقائل به مبتدع لا كافر. انتهى.

---

(١) رواه أبو داود.

عذاب ہلکا ہو، نہ ان کو مدد پہنچے "

کلامِ الٰہی میں فرض کیجئے اگر ہزار باتیں ہوں نو سو ننانوے ان میں سے ہر ایک بات کا ماننا ایک اسلامی عقیدہ ہے۔ اب اگر کوئی شخص ۹۹۹ مانے اور صرف ایک نہ مانے تو قرآنِ عظیم فرما رہا ہے کہ وہ ان ۹۹۹ کے ماننے سے مسلمان نہیں بلکہ صرف اس ایک کے نہ ماننے سے کافر ہے، دنیا میں اس کی رسوائی ہو گی اور آخرت میں اس پر سخت تر عذاب جو ابدالآباد تک کبھی موقوف ہونا کیا معنیٰ؛ ایک آن کو ہلکا بھی نہ کیا جائے گا نہ کہ ۹۹ کا انکار کرے اور ایک کو مان لے تو مسلمان ٹھہرے، یہ مسلمانوں کا عقیدہ نہیں بلکہ بشہادت قرآنِ عظیم خود صریح کفر ہے۔

خامساً اصل بات یہ ہے کہ فقہائے کرام پر ان لوگوں نے جیتا افترا اٹھایا، انہوں نے ہرگز کہیں ایسا نہیں فرمایا بلکہ انہوں نے یہ خصلت یہود "یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِہٖ" یہودی بات کو اس کے ٹھکانوں سے بدلتے ہیں" تحریف تبدیل کر کے کچھ کا کچھ بنا لیا، فقہا نے یہ نہیں فرمایا کہ جس شخص میں ننانوے باتیں کفر کی اور ایک اسلام کی ہو وہ مسلمان ہے۔ حاشا للہ! بلکہ تمام امت کا اجماع ہے کہ جس میں ننانوے ہزار باتیں اسلام کی اور ایک کفر کی ہو وہ یقیناً قطعاً کافر ہے۔ ۹۹ قطرے گلاب میں ایک بوند پیشاب کا پڑ جائے، سب پیشاب ہو جائے گا مگر یہ جاہل کہتے ہیں کہ ننانوے قطرے پیشاب میں ایک بوند گلاب کا ڈال دو، سب طیب طاہر ہو جائے گا۔ حاشا کہ فقہا، تو فقہا کوئی ادنیٰ تمیز والا بھی ایسی جہالت بکے: بلکہ فقہائے کرام نے یہ فرمایا ہے کہ جس مسلمان سے کوئی لفظ ایسا صادر ہو جس میں سو پہلو نکل سکیں ان میں ۹۹ پہلو کفر کی طرف جاتے ہوں اور ایک اسلام کی طرف تو جب تک ثابت نہ ہو جائے کہ اس نے خاص کوئی پہلو کفر کا مراد رکھا ہے ہم اسے کافر نہ کہیں گے کہ آخر ایک پہلو اسلام کا بھی تو ہے کیا معلوم شاید اس نے یہی پہلو مراد رکھا ہو اور ساتھ ہی فرماتے ہیں کہ اگر واقع میں اس کی مراد کوئی پہلوئے کفر ہے تو ہماری تاویل سے اسے فائدہ نہ ہوگا وہ عند اللہ کافر ہی ہوگا۔ اس کی مثال یہ ہے کہ مثلاً زید کہے عمرو کو علم قطعی یقینی غیب کا ہے اس کلام میں اتنے پہلو ہیں:

ٔ عمرو اپنی ذات سے غیب دان ہے۔ یہ صریح کفر و شرک ہے قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی

فتاوی خلاصہ وجامع الفصولین ومحیط وفتاوی عالمگیریہ وغیرہا میں ہے :

اذا کانت فی المسالۃ وجوہ توجب التکفیر و وجہ واحد یمنع التکفیر فعلی المفتی و القاضی ان یمیل الی ذلک الوجہ و لایفتی بکفرہ تحسینا للظن بالمسلم ثم ان کانت نیۃ القائل الوجہ الذی یمنع التکفیر فہو مسلم وان لم یکن لاینفعہ حمل المفتی کلامہ علی وجہ لایوجب التکفیر۔

اسی طرح فتاوی بزازیہ وبحرالرائق ومجمع الانہر وحدیقہ ندیہ وغیرہا میں ہے۔ تاتارخانیہ وبحر وسل الحسام وتنبیہ الولاۃ وغیرہا میں ہے :

لایکفر بالمحتمل لان الکفر نہایۃ فی العقوبۃ فیستدعی نہایۃ فی الجنایۃ و مع الاحتمال لانہایۃ۔

بحرالرائق وتنویر الابصار وحدیقہ ندیہ وتنبیہ الولاۃ وسل الحسام وغیرہا میں ہے :

والذی تحرر انہ لایفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامہ علی محمل حسن الخ

دیکھو ایک لفظ کے چند احتمال میں کلام ہے نہ کہ ایک شخص کے چند اقوال میں، مگر یہ وہی بات کو تحریف کر دیتے ہیں۔

فائدہ جلیلہ

اس تحقیق سے یہ بھی منکشف ہو گیا کہ بعض فتاوے مثل فتاوے قاضی خان وغیرہ میں جو اس شخص پر کہ اللہ و رسول کی گواہی سے نکاح کرے یا کہے ارواح مشائخ حاضر و واقف ہیں یا کہے ملائکہ غیب جانتے ہیں بلکہ کہے مجھے غیب معلوم ہے، بحکم کفر دیا۔ اس سے مراد وہی صورت کفریہ مثل ادعائے علم ذاتی وغیرہ ہے ورنہ ان اقوال میں تو ایک چھوڑ متعدد احتمال اسلام کے ہیں کہ یہاں علم غیب قطعی یقینی کی تصریح نہیں اور علم کا اطلاق ظن پر شائع و ذائع ہے تو علم ظنی کی شق

کرتا ہے۔ حضرت حسین نے فرمایا افسوس ہے تجھ پر میری قدر کم کردی میں تو خدائی کا دعویٰ کرتا ہوں" صفحہ ۹۸ "سیف شیطانی"۔

یہ عبارت بھی نامکمل و نا تمام نقل کر کے دھوکہ دیا ہے اور پھر اس کے حوالہ کے طور پر "فوائد فریدیہ" کا نام لکھا ہے جو حضرت خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ کی تصنیف ہے جن کو ملّاں جوزف برگزیدہ انسان (ولی کامل) مانتا اور "رحمۃ اللہ علیہ" لکھتا ہے ملاحظہ ہو صفحہ ۶ و صفحہ ۷۹۔ اس کے علاوہ مذکورہ بالا الفاظ بھی ذو معنیٰ ہیں قائل کو کفر سے بچایا جائے گا اور الفاظ کو غیر کفر یہ معنیٰ پر محمول کیا جائے گا حضرت حسین بن منصور نے فرمایا افسوس ہے تجھ پر میری قدر کم کردی میں تو خدائی کا دعویٰ کرتا ہوں۔ یعنی افسوس تو اس لئے کہ نبی کہنے سے آپ کی قدر اس لئے کم ہوئی کہ پیغمبری و نبوت کا دعویٰ کرنے والا مرتد ہو جاتا ہے۔ ایک ولی پر جب یہ الزام لگایا جائے کہ آپ پیغمبری کا دعویٰ کرتے ہیں تو وہ یہی فرمائے گا میری قدر کم کردی یعنی معاذ اللہ میں ایسا کہوں تو ولایت ختم اور مرتد ہو جاؤں۔ باقی رہا میں خدائی کا دعویٰ کرتا ہوں تو مطلب یہ کہ میں خدائی (مخلوق) سے ہوں جیسے کہا جاتا ہے خدا کی خدائی میں کوئی بھی شخص حضور علیہ السلام سے افضل و اعلیٰ و برتر و بالا نہیں خدائی بمعنیٰ مخلوق محمول کیا جائے گا۔ اور اس میں کوئی خرابی نہیں ہے۔ فالینی و بے معنیٰ اعتراض سے کیا حاصل۔؟

اپنے مُنہ کافر

اسی طرح صفحہ ۹۸ پر ملّاں جوزف نے لکھا ہے حضرت حسین نے فرمایا "میں حق (خدا) ہوں۔ یہاں ملّاں نے حق سے مراد خدا لیا ہے اور لفظ خدا بطور وضاحت بریکٹ میں اپنی طرف سے بند کیا ہے لیکن اس احمق نے خود صفحہ ۶۷ "سیف شیطانی" پر لکھا ہے علماء حق (علماء دیوبند)۔ یہاں ملّاں جوزف علماء دیوبند کو علماء حق (خدا) کہہ کر اپنے مُنہ کافر ہوا ۔

کافر ہوئے جو آپ تو میرا قصور کیا
جو کچھ کیا وہ تُو نے کیا بے خطا ہوں میں

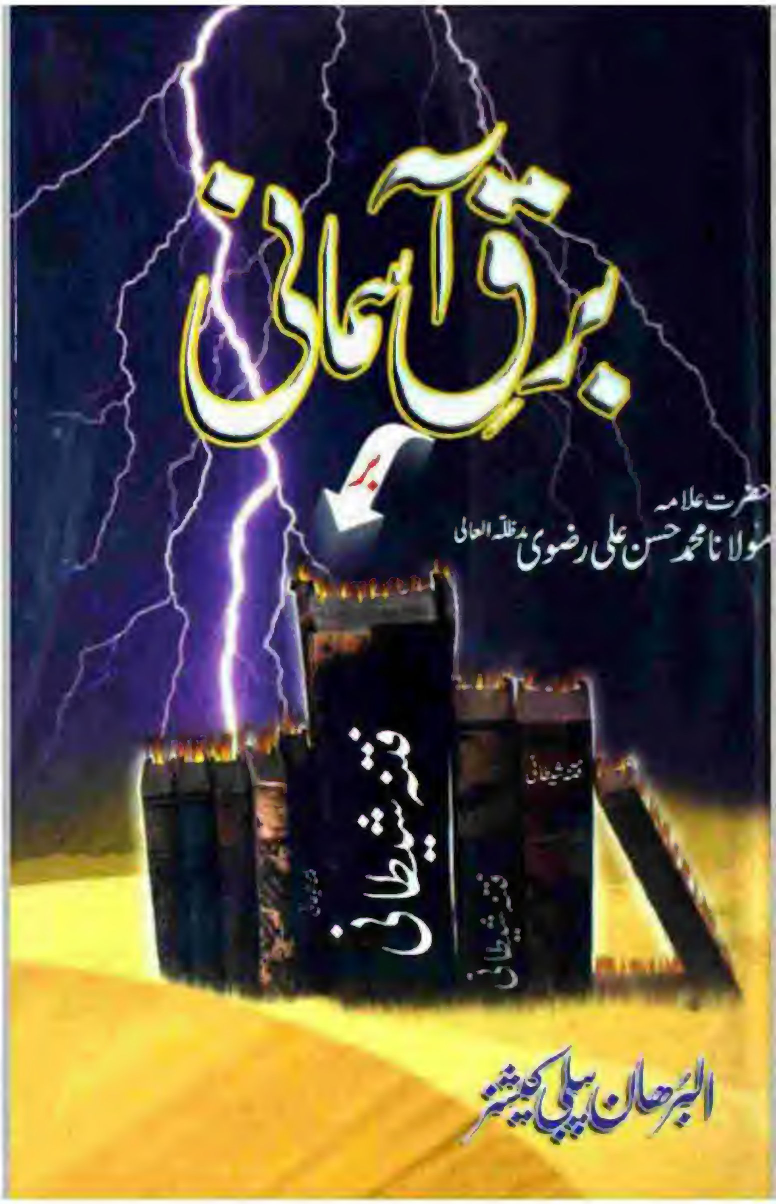

(۳) بریلوی مناظر قرآن سے دکھلائے گا: ان محمدا علیٰ کل شیء قدیر یا ان رسول اللہ علیٰ کل شیء قدیر جب کہ دیوبندی مناظر قرآن سے دکھلادے گا: ان اللہ علیٰ کل شیء قدیر۔

میں نے کہا: اپنے اپنے عقیدہ کی تشریح کا حق متعلقہ فریق کو ہوتا ہے۔ دوسرا فریق ان کے متعلق قطعاً یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ تمہارا عقیدہ ہے اور یہ امر تم نے ثابت کرنا ہے لہٰذا تینوں موضوعات میں اپنا نظریہ وعقیدہ اور اس کی تشریح کرنے کا حق صرف ہمیں کو ہے۔

موضوع اول میں ہمارا نظریہ یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حقیقت میں نور تھے اور بظاہر بشر جب کہ دیوبندی مناظر یہ ثابت کرے کہ آپ قطعاً نور نہیں تھے۔

یہ عبارت لکھ کر میں نے رحمانی صاحب کی طرف بھجوائی اور اسی ملک صاحب کو کاغذ دیا کر جاؤ اس پر دستخط کروا کر لاؤ۔ مگر رحمانی صاحب نے دستخط کرنے سے انکار کر دیا جلسہ کے منتظمین اور مسجد انتظامیہ کے ذمہ دار افراد نے مجھے کہا: آپ اپنے موضوع پر تقریر کریں اور اس کے دلائل بیان کریں یہ مولوی صاحبان خواہ مخواہ الجھاؤ پیدا کرتے رہیں گے چنانچہ بندہ نے اپنے دعوے کے اثبات میں تقریر کی جس کا مفصل ذکر روئیداد میں موجود ہے۔ اور یوسف رحمانی صاحب نے جوابی تقریر کی مگر اس موضوع کے متعلق اپنا دعویٰ اور اپنے اکابر کا مسلک متعین ہی نہ کیا اور بالآخر بدحواسی میں ایک ایسا کلمہ زبان سے نکلا جس میں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی سخت توہین وتحقیر تھی اور غایت درجہ بدزبانی۔ جس سے مجمع مشتعل ہو گیا اور کسی طرح اس پر قابو نہ پایا جا سکا۔ مناظرہ کے منتظمین نے مناظرہ کو جاری رکھنے سے معذرت کی اور بندہ کے سامنے ہاتھ جوڑے کہ آپ مناظرہ کو یہیں پر ختم کر دیں۔ میں نے کہا: جو سوال یوسف صاحب نے اٹھائے تھے ان کا جواب از حد ضروری ہے لہٰذا میں بہر حال جواب دونگا۔ انھوں نے کہا: مناظرہ سے مقصود یہ مسئلہ سمجھنا تھا وہ ہمیں سمجھ آگیا ہے۔ اور اگر مناظرہ جاری رہے آپ تقریر کرو گے تو

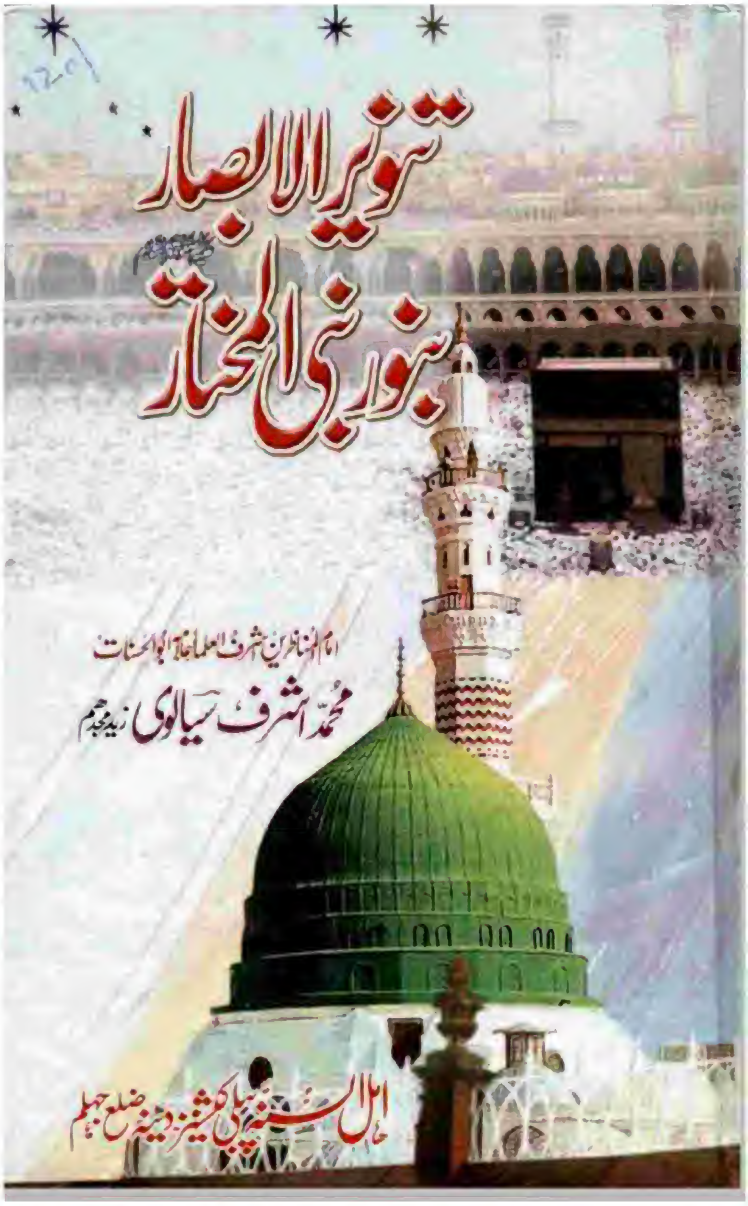

مُبلّغ اپنی جہالت و سفالت کی بنیاد پر اس رباعی کے آخری دو مصرعوں کا یہ ترجمہ کرتے ہیں کہ "شیخ عبدالقادر کے بعد پھر سے رسالت کا آغاز ہوگا اور وہ نیا رسول بھی شیخ عبدالقادر کا تابع ہوگا"۔ اس اعتراض کے جواب میں (عربی کا) مشہور مقولہ دُہراؤں گا کہ "جسے فقہ نہیں آتی وہ فقہ کی کتاب کا مصنف بن بیٹھا۔" یہ دیوبندی وہابی ازم کے مبلغین کی بدقسمتی اور شامتِ اعمال ہے کہ وہ اہلِ سنت کے امام' اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمہ کا کلام سمجھنے کی لیاقت و صلاحیت ہی نہیں رکھتے اور اپنی جہالت کے باوجود' اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی پر اعتراض کرتے اور بہتان لگاتے ہیں اور اس طرح خود اپنی رسوائی کا اہتمام کرتے ہیں۔ دراصل اس رباعی کے پہلے شعر (دو مصرعوں) کا مطلب ان دیوبندی وہابی نام نہاد علماء کو سمجھ نہیں آتا' اس لیے وہ دوسرے شعر کا اپنی طرف سے غلط مطلب و مفہوم گڑھ کے' عقیدۂ ختمِ نبوت کے سچے محافظ' اعلیٰ حضرت بریلوی رضی اللہ عنہ پر زبانِ طعن دراز کرتے ہیں اور عذاب کماتے ہیں۔

جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف نے اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھا ہے کہ "اعلیٰ حضرت بریلوی چوں کہ "قادِری" کہلاتے ہیں۔ اس لیے وہ شیخ عبدالقادر کے تابع ہیں' اس طرح اعلیٰ حضرت خود کو "نبی" کہہ رہے ہیں۔" یہ بلاشبہ اعلیٰ حضرت بریلوی پر بہتان ہے' جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف اور اس کے حامی' اس بہتان طرازی کی سزا' انشاء اللہ ضرور پائیں گے۔

اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رضی اللہ عنہ پر شدید بہتان لگانے والے دیوبندی وہابی تبلیغی' ذرا کھلی آنکھوں سے اعلیٰ حضرت بریلوی کا ختمِ نبوت کے بارے میں عقیدہ و فتویٰ ملاحظہ فرمائیں' جو اعلیٰ حضرت بریلوی نے اپنی کتاب "جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم النبوۃ" میں تحریر فرمایا۔

وہ فرماتے ہیں "اللہ عزوجل سچا اور اس کا کلام سچا۔ مسلمان پر جس طرح لا الٰہ الا اللہ ماننا' اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو اَحد' صمد' لا شریک لہٗ' جاننا فرض اول و مناطِ ایمان ہے' یوں ہی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین ماننا' ان کے زمانے میں خواہ ان کے بعد کسی نبی جدید کی بعثت کو یقیناً قطعاً محال و باطل جاننا فرض اجل و جزءِ ایقان ہے' وَلٰکِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ نص قطعی قرآن ہے۔ اس کا منکر نہ منکر بلکہ شبہ کرنے والا نہ شک کہ ادنیٰ ضعیف احتمال خفیف سے توہم خلاف رکھنے والا' قطعاً اجماعاً ملعون' مخلد فی النیران ہے' نہ ایسا کہ وہی کافر ہو بلکہ جو اس کے عقیدۂ ملعونہ پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ جانے' وہ بھی کافر' جو اس کے کافر ہونے میں شک و تردد کو راہ دے' وہ بھی کافر۔۔۔۔"۔ (ص ۶' مطبوعہ مکتبہ نبویہ' لاہور)

اعلیٰ حضرت بریلوی رضی اللہ عنہ کے خود اپنے قلم سے "ختمِ نبوت" کے موضوع پر پوری کتاب اور واضح فتویٰ کے باوجود' جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف کا اعلیٰ حضرت بریلوی رضی اللہ عنہ پر بہتان لگانا' بلاشبہ دیوبندیوں وہابیوں کے بدباطن اور کذاب ہونے کی کھلی دلیل ہے۔ یہاں اپنے قارئین کی معلومات کے لیے یہ ضرور عرض کروں گا کہ نبوت کا دروازہ کھلا ہوا دیکھنا ہو تو "تحذیرُ النّاس" کا مطالعہ کیجیے۔ چناں چہ دیوبندی وہابی تبلیغی گروہ کے بڑے عالم' محمد قاسم نانوتوی صاحب' اللہ کے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی نہیں مانتے۔ نانوتوی صاحب کی کتاب "تحذیر النّاس" میں لکھا ہوا ہے کہ "خاتم النبیین" کا معنیٰ "آخری نبی" سمجھنا عوام کا خیال ہے' اہلِ فہم کے نزدیک یہ معنیٰ درست نہیں۔" (☆)

نانوتوی صاحب لکھتے ہیں کہ "اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت میں کوئی فرق نہیں آئے گا"۔ نانوتوی صاحب کی تحریر سے یہ واضح طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ نانوتوی صاحب کے نزدیک' حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی نبوت کا دروازہ کھلا ہوا ہے اور کسی نبی کا پیدا ہونا'

(☆) دیوبندی وہابی تبلیغی اپنے ہی تھانوی صاحب سے یہ گواہی ملاحظہ فرمائیں' وہ فرماتے ہیں "جس وقت مولانا (نانوتوی) نے تحذیر النّاس لکھی ہے' کسی نے ہندوستان بھر میں مولانا (نانوتوی) کے ساتھ موافقت نہیں کی بجز مولانا عبدالحی صاحب' مولانا کو ہمارے بزرگوں سے بے حد عقیدت اور محبت تھی"۔
صفحہ ۵ ' الافاضات الیومیہ' ج ۴)

(۳)

از بریلی

۱۰ ربیع الاول ۱۳۲۹ھ

وسیع المناقب جناب مولوی اشرف علی صاحب تھانوی

السلام علیکم علیٰ من اتبع الہدیٰ

حضرت سید مقبول عیسیٰ میاں دامت برکاتہم سے معلوم ہوا کہ آپ کے بعض حواریان دہلی نے آٹھ روز کے اندر بغرض مناظرہ "متعلقہ حسام الحرمین" آپ کو بلا دینے کا وعدہ کیا۔ فقیر نے یہ عریضہ جس کی نقل مرسل ہے، حضرت ممدوح کو لکھا اور آٹھ کی جگہ سولہ دن کی مہلت دی۔ سنا گیا ہے کہ آپ کے حواری پھر گئے۔ اب بعض نے ہمت کی ہے۔ اس عریضہ اور "اعلانات اخیرہ" کی نقل اب ان کے ذریعہ سے آپ کو مرسل ہے۔ ہاں، نہ جو گزشتہ ہوا اپنی مہر و دستخط سے مقرر کر بھیجئے۔

جناباً! یہ کیا انصاف ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کو گالیاں چھپنے کے لئے آپ، حق بھی، آپ مصنف و مناظر۔ "حفظ الایمان" کی تقریریں ملاحظہ ہوں۔ یہ رد و کد نہیں تو کیا ہے؟ اور جب اہل اسلام اپنے نبی ﷺ کے حقوق کا آپ سے مطالبہ کریں تو آپ یوں بے زبان و بے گوش بن جائیں، بغیر ہو کر دین و دنیا سے فارغ و بے ہوش بن جائیں۔

گفتہ خدا را کسے با تو چہ وقتیں چو حق چنیں بیاد

یاد ہوا جب تک مولوی گنگوہی صاحب بقید حیات رہے۔ آپ کو کسی نے نہ پوچھا، جو تھا ان سے تھا، وہ بقیہ ممات ہوئے اور آپ ان کی جگہ رکھے گئے۔ اب آپ سے مواخذہ ہے اور معاملہ خود آپ کے مفصل کا۔ دوسرا کیوں شارح بنے۔ تحقیق المصنف یکوکند بیاں۔ مصطفیٰ ﷺ کو گالیاں دینے کے لئے آپ تھے اور تاویل کو دوسرا آئے۔ جناباً! یہ کوئی دنیوی لڑائی نہیں، تیغ و تیر کا میدان نہیں، آپ ڈرتے کیوں ہیں؟ یا یہ سکوت اس لئے ہے کہ آپ سمجھ لیتے اور جانتے ہیں کہ جواب ناممکن ہے۔ اللہ اللہ اس سے کیا بہتر، مگر ایسا ہے تو سکوت کوئی نہیں۔ اذا عملت سیئة فاحدث عنده بالتوبة السر بالسر والعلانیة بالعلانیة۔

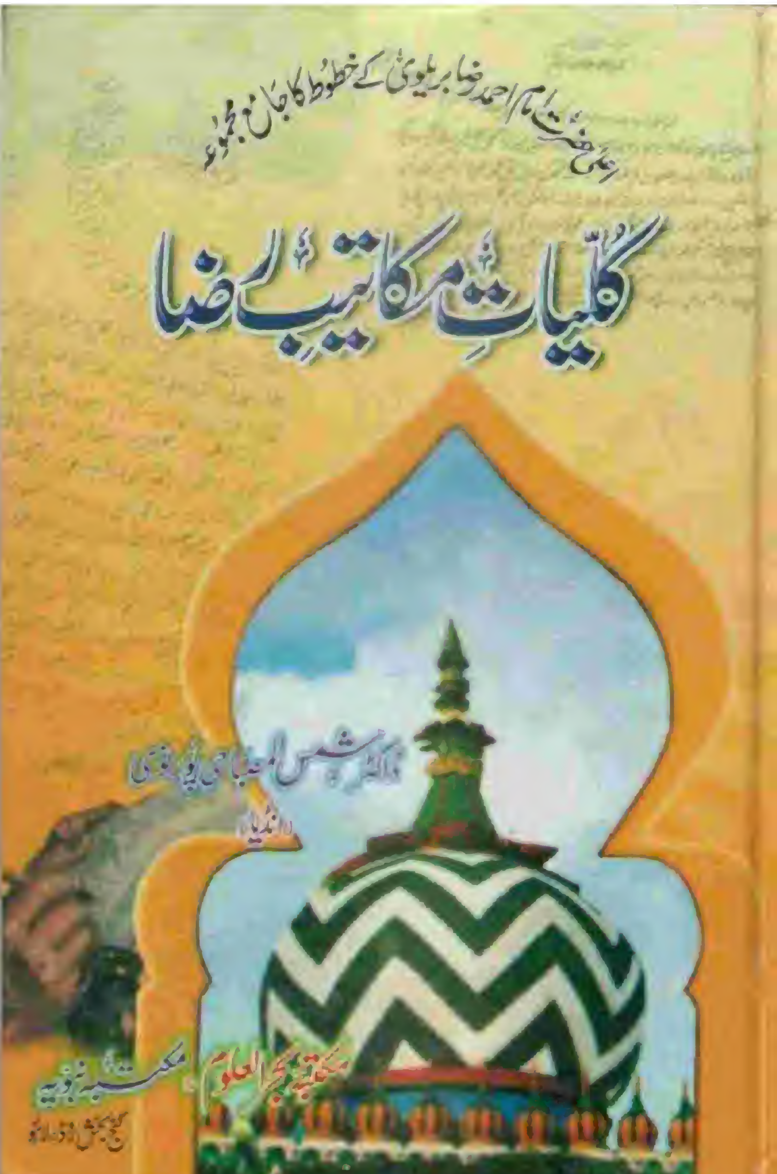

نہیں سوچتے کہ اگر کوئی عالمِ دین کسی کے کفریہ قول و فعل پر شرعی حکم جاری نہ بھی کرے (تو کیا کسی عالمِ دین کے شرعی حکم جاری نہ کرنے سے) کفر کیا عین اسلام ہو جائے گا؟ کفر تو ہر حال میں کفر ہے اور اللہ سبحانہ سے بڑھ کر تو کیا اُس کے برابر یا مثل بھی کوئی جاننے والا نہیں۔ افسوس کہ یہ لوگ اپنے چند علماء کی کفریہ عبارتوں کی وضاحتوں اور ان عبارات کو عین اسلام ثابت کرنے کی کوششوں میں اپنا ایمان بھی ضائع کرتے ہیں اور ان کفریہ عبارات کے لکھنے والے چند علماء کو حکیم الامت، قطبِ حق، مُطاعُ العالَم اور مجددِ ملت وغیرہ کہتے نہیں تھکتے۔ حالاں کہ یہ اصول یہ بھی جانتے ہیں کہ کفر کی حمایت بھی کفر ہے اور کافر کی مدح کرنے کا مطلب اللہ سبحانہ کے قہر کو دعوت دینا ہے۔

؎ بلرزد عرش از مدحِ شقی

یہ بھی قدرت کا کرشمہ ہے کہ انہی دیوبندی وہابی تبلیغیوں کی کتابوں سے ہم اہلِ سنت و جماعت کے عقائد و اعمال کا صحیح اور جائز ہونا ثابت ہے اور جن باتوں پر یہ ہمیں مشرک و بدعتی کہتے ہیں، وہی سب کام یہ خود بھی کرتے ہیں مگر شرک و بدعت کا فتویٰ انہوں نے صرف ہمارے لیے مخصوص کر دیا ہے۔ حالاں کہ اس طرح یہ دُہرے مجرم بنتے ہیں۔ ایک تو صحیح کام کو غلط کہنے کے مجرم اور دوسرا اس کام کو غلط کہہ کر خود اس کام کو کرنے کے مجرم۔ یہ ان کی بدقسمتی نہیں تو اور کیا ہے؟

اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنے حبیبِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ہمیں ایسے لوگوں اور ان کے شر سے محفوظ رکھے۔

اس خادمِ اہلِ سنت کی تمام سُنّیوں سے گزارش ہے کہ ایمان کے ان تمام لٹیروں سے خبردار رہیں اور اپنے ایمان کی حفاظت کے لیے حقائق سے پوری طرح آگہی حاصل کریں۔ مسلکِ حق اہلِ سنت و جماعت پر مستحکم اور مُستقیم رہیں۔ اللہ سبحانہ اپنے حبیبِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس نَعلَین شریف کے صدقے ہمارے ایمان کی حفاظت فرمائے اور ہمارا خاتمہ بالخیر فرمائے۔ آمین

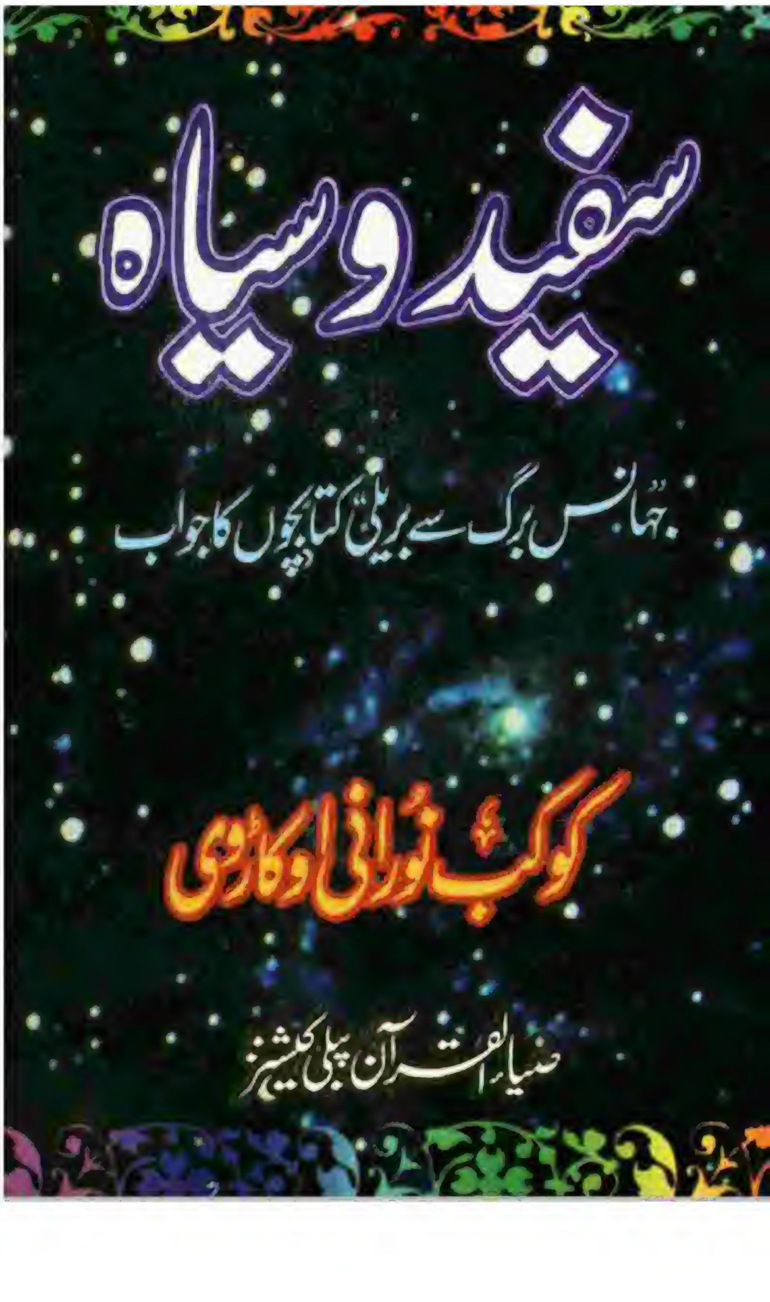

دہلوی کے بھتیجے تھے اور شاگرد تھے ان کے شیخِ طریقت اور قائد تحریک جہاد حضرت سید احمد حضرت شاہ صاحب کے خلیفہ مجاز تھے اس علمی و روحانی وابستگی سے مولانا اسماعیل شہید کو کافر قرار دینا کوئی آسان بات تھی ؎۔"

جواباً عرض ہے کہ یہ سب اس کی ذہنی فکری الجھنیں ہیں اور لزوم کفر والتزام کفر کے معنی سے قطعاً بے خبری و لاعلمی کی دلیل ہیں۔ سیدنا اعلیٰحضرت امام اہلسنت اور دیگر اکابر اہلسنت نے کبھی بھی اور کہیں بھی تقویۃ الایمان اور صراط مستقیم کی گستاخانہ عبارات کو ایمان و اسلام قرار نہیں دیا۔ اور نہ ان کتب کے مصنف کو مسلمان قرار دیا۔ تکفیر سے سکوت اور کف لسان کا یہ مطلب نہیں کہ کسی کو مسلمان مان لیا اور اسکی گستاخانہ عبارات عین ایمان و عین اسلام بن گئیں۔ بلکہ مصنف تقویۃ الایمان کی تکفیر سے سکوت (یعنی خاموشی) محض اس لیے تھی کہ مولوی اسماعیل دہلوی کی تقویۃ الایمان کی عبارات سے توبہ مشہور ہے سیدنا مجدد اعظم سرکار اعلیٰحضرت امام اہلسنت قدس سرہٗ اور دیگر اکابر اہلسنت نے اس لیے کف لسان فرمایا (یعنی کافر کہنے سے زبان کو روکا) اور یہ توبہ کی شہرت بھی اہلسنت کے ہاں سے بڑھکر خود دہلوی دیوبندیوں میں تھی۔

فتاویٰ رشیدیہ کی شہادت

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی سے کسی نے پوچھا کہ :—

سوال : ایک بات یہ مشہور ہے کہ مولوی اسماعیل صاحب شہید نے اپنے انتقال کے وقت بہت سے گواہوں کے روبرو بعض مسائل تقویۃ الایمان سے توبہ کی ہے آپ نے بھی کہیں یہ بات سنی ہے یا محض افتراء ہے ؟

ؔ؎ مطالعہ بریلویت صفحہ ۹۴ ؛

دیوبندیت پر ایک تاریخی ناقابلِ تردید دستاویز

محاسبۂ دیوبندیت

بجواب (اول)

مطالعہ بریلویت

از

حضرت مولانا محمد حسن علی رضوی مدظلہٗ

ادارہ غوثیہ رضویہ ◎ کرم پارک، مصری شاہ لاہور، پاکستان

،اور بعض وہ حضرات ہیں جن کے زمانے میں اگرچہ وہ عبارات شائع ہو چکی تھیں، مگر ان کی نظر سے نہیں گزریں، اس لئے انہوں نے تکفیر نہیں فرمائی، ہمارے مخالفین میں سے آج تک کوئی شخص اس امر کا ثبوت پیش نہیں کر سکا کہ فلاں مسلّم بین الفریقین بزرگ کے سامنے علماء دیوبند کی عبارات متنازعہ فیہا پیش کی گئیں اور انہوں نے ان کو صحیح قرار دیا، یا تکفیر سے سکوت فرمایا، علاوازیں یہ کہ جن اکابر امت مسلّم بین الفریقین کی عدم تکفیر کو اپنی برأت کی دلیل قرار دیا جاسکتا ہے، ممکن ہے کہ انہوں نے تکفیر فرمائی ہو اور منقول نہ ہوئی ہو، کیونکہ یہ ضروری نہیں کہ کسی کی کہی ہوئی ہر بات منقول ہو جائے، لہذا تکفیر کے باوجود عدم نقل کے احتمال نے اس آخری سہارے کو بھی ختم کر دیا۔ وللہ الحمد۔

ایک تازہ شبہ کا جواب

www.alahazratnetwork.org

ایک مہربان نے تازہ شبہ یہ پیش کیا ہے کہ کسی کو کافر کہنے سے ہمیں کے رکعت کا ثواب ملے گا، ہم خواہ مخواہ کسی کو کافر کیوں کہیں، توہین آمیز عبارات لکھنے والے مر گئے، اس دنیا سے رخصت ہو گئے، حدیث شریف میں وارد ہے اذکروا موتاکم بالخیر تم اپنے مردوں کو خیر کے ساتھ یاد کرو، پھر یہ بھی ممکن ہے کہ مرتے وقت انہوں نے توبہ کر لی ہو، حدیث شریف میں ہے انما الاعمال بالخواتیم اعمال کا مدار خاتمہ پر ہے، ہمیں کیا معلوم کہ ان کا خاتمہ کیسا ہوا، شاید ایمان پر ان کی موت واقع ہوئی ہو۔

اسکا جواب یہ ہے کہ کفر و اسلام میں امتیاز کرنا ضروریاتِ دین میں سے ہے، آپ کسی کافر کو عمر بھر کافر نہ کہیں، مگر جب ان کا کفر سامنے آجائے تو بر بنائے کفر اسے کافر نہ ماننا خود کفر میں مبتلا ہونا ہے، بے شک اپنے مردوں کو خیر سے یاد کرنا چاہیئے، مگر توہین کرنے والوں کو مومن اپنا

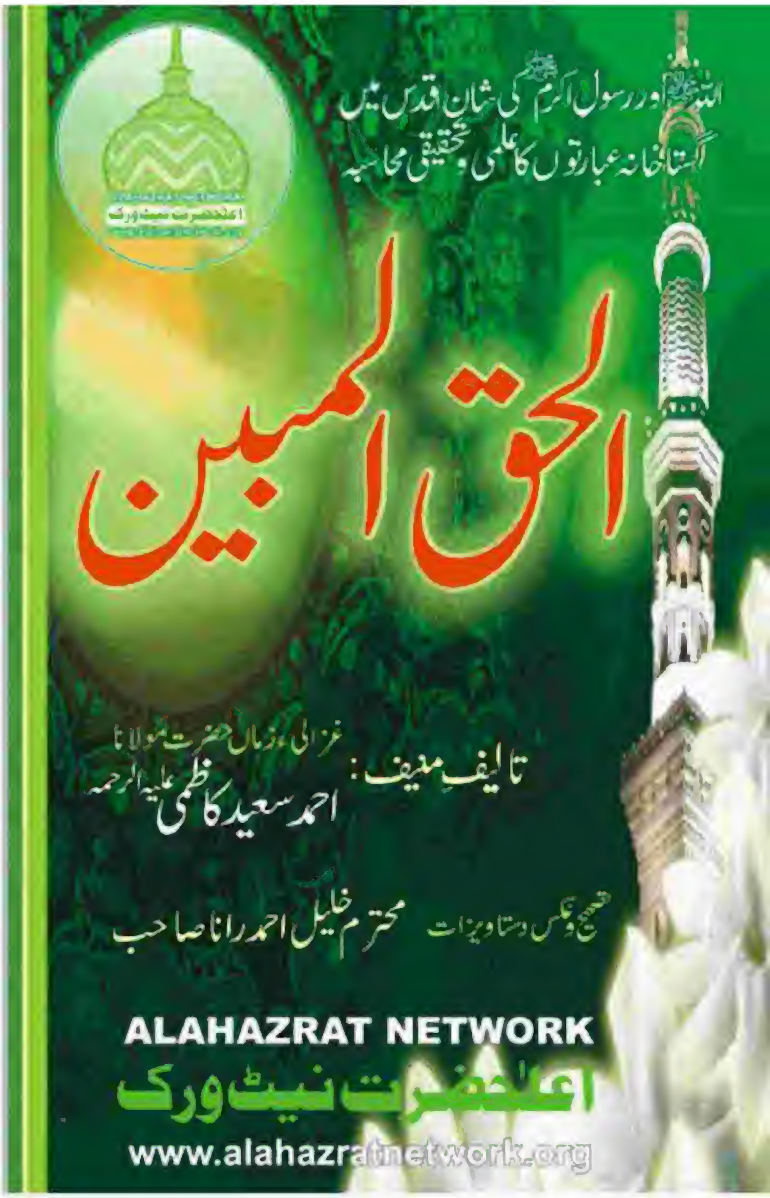

کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ ان عبارتوں کے غلط اور کفریہ ہونے کے باوجود ان کے لکھنے اور ماننے والوں کو کافر کہنے میں ہمیں کتنی رکعت کا ثواب ملے گا؟ ہم مرجانے والوں کی برائی کیوں کریں اور پھر کیا پتا کہ ان مرنے والوں نے توبہ کرلی ہو؟

اس کے جواب میں عرض ہے کہ کفر اور اسلام میں امتیاز کرنا، ضروریاتِ دین میں سے ہے۔ کسی کافر کو آپ عمر بھر کافر نہ کہیں، مگر جب اس کا کفر سامنے آجائے تو اس کے کفر کی بنیاد پر اسے کافر ماننا اور کافر کہنا ضروری ہوگا۔ اور یہ اصول ہے کہ کفر کو کفر نہ ماننا خود کفر میں مبتلا ہونا ہے۔

(واضح رہے کہ علمائے دیوبند کے نام ظاہر کیے بغیر یہ کفریہ عبارات نقل کرکے جس کسی دیوبندی وہابی عالم سے فتویٰ چاہا گیا اس عالم نے ان عبارات کو کفریہ اور عبارات کے قائل و قابل کو کافر قرار دیا)۔

رہی یہ بات کہ وہ لوگ مرگئے تو اب ان کی برائی کیوں کی جائے؟ اس کے جواب میں عرض ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا ابولہب نے گستاخی و بے ادبی کی، ولید بن مغیرہ اور دوسرے گستاخوں کو قیامت تک ملامت کی جاتی رہے گی کیونکہ جو گستاخِ رسول ہے اس کی تعریف اور مدح نہیں کی جائے گی بلکہ اس کی مذمت ہی کی جائے گی اور یہ کہنا کہ کیا پتا انہوں نے توبہ کرلی ہو؟ تو پہلی بات تو یہ ہے کہ توبہ کا خیال اس کو آئے گا جو ان عبارات کو کفریہ تسلیم کرے گا، جب دیوبندی وہابی علماء اپنی ان کفریہ عبارات کو کفریہ ہی نہیں مانتے اور صریح قول کو بھی قابل تاویل سمجھتے ہیں تو ان کی توبہ کیسی؟ اس کے باوجود عرض ہے کہ اگر ان علمائے دیوبند کے کسی معتقد کو پتا ہو کہ ان کے پیشواؤں نے اپنی غلط اور کفریہ عبارات سے توبہ کی تھی تو اس توبہ کو شائع اور مشہور کیا جائے اور تمام معتقدین خود بھی ان غلط اور کفریہ عبارتوں کو نہ ماننے اور قبول نہ کرنے کا اعلان کریں اور ان عبارات کو غلط اور کفریہ تسلیم کریں تو جھگڑا خود بخود ختم ہوجائے گا۔ [1]

---

[1] لاہور میں مجلس صیانۃ المسلمین کے نام سے قائم ہونے والے ایک ادارے نے اب خیانت کیلئے اچانک یہ چال چلی ہے کہ علمائے دیوبند کی ان کفریہ عبارات کو از خود بدلنا شروع کردیا ہے۔ اس کا واضح مطلب یہی ہے کہ اس ادارے سے وابستہ دیوبندی وہابی علماء کے نزدیک پرانی اصل عبارتیں یقیناً کفریہ ہیں، ورنہ بدلنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ اگر واقعی موجودہ دیوبندی وہابی علماء اپنے بڑوں کی ان عبارات کو کفریہ اور غلط یا معترضہ مانتے ہیں تو صاف اقرار کیوں نہیں کرلیتے؟ کیا کسی کا کفر جانتے بوجھتے ہوئے چھپانا خود کفر میں مبتلا ہونا نہیں ہے؟ موجودہ دیوبندی وہابی علماء اپنے ہی شیخ محمد زکریا کاندھلوی کا یہ ارشاد بھی ملاحظہ کرلیں، وہ فرماتے ہیں "دوسرے کی کتاب میں بغیر اس کی اجازت کے تصرف کرنا کہاں جائز ہے؟" (ص ۵۳، کتب فضائل پر اشکالات اور ان کے جوابات)

http://www.alahazrat.net

کچھ لوگوں نے کہا کہ ان عبارات کے لکھنے والوں کی باقی تحریریں تو درست ہیں صرف چند باتوں یا کسی ایک بات کی وجہ سے انہیں کافر قرار دینا درست نہیں ہے۔ اس کا جواب خود اشرف علی تھانوی صاحب کی زبانی ملاحظہ ہو، وہ فرماتے ہیں کہ "اگر کسی میں

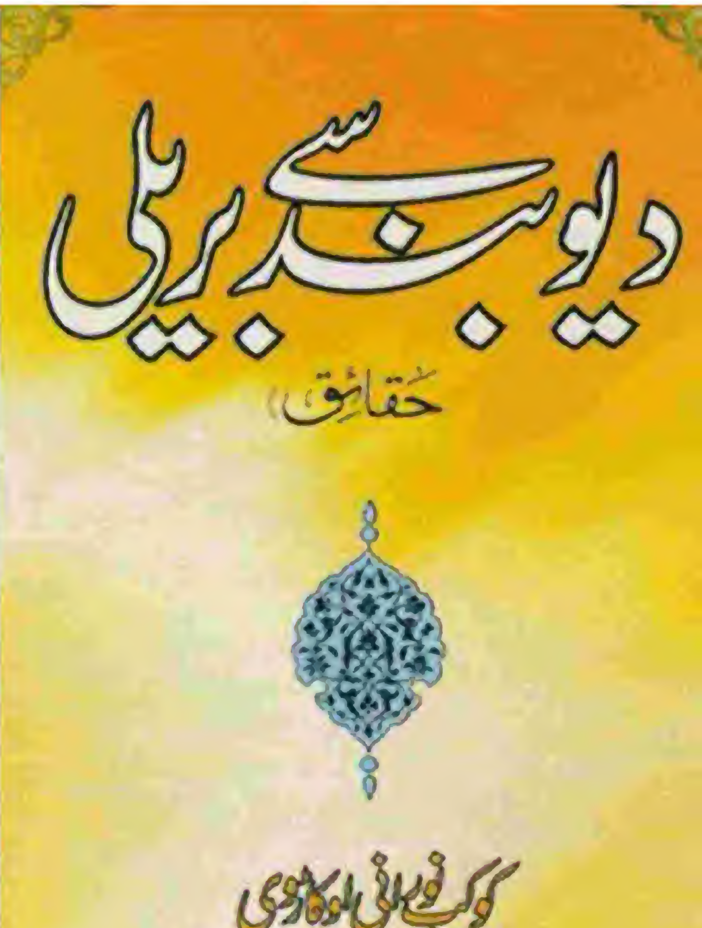

دیں تو جو جواب آپ قادیانیوں کو دیں گے۔ وہی جواب ہماری طرف سے بھی سمجھ لیا جائے۔

مولوی سرفراز صاحب نے ایک اور کتاب ارشاد الشیعہ میں اپنے ایک دیوبندی عالم غلام اکبر بلوچ کے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ کیا وجہ ہے کہ بہت سارے دیوبندی علماء نے شیعہ کی تکفیر نہیں کی؟ اس کے جواب میں سرفراز صاحب نے ارشاد فرمایا کہ "چونکہ شیعوں کی کتب کا مطالعہ کرنے کی عام سنی علماء کو نہ ضرورت تھی نہ اتنی فرصت تھی نہ کوئی ان کا کوئی مسئلہ ان کتب پر موقوف تھا لہذا ان لوگوں کو نہ ان کی کتابیں دیکھنے کی ضرورت، لہذا انہوں نے اگر تکفیر نہیں کی تو وہ معذور ہیں"۔

یہی جواب ہم سرفراز صاحب کی خدمت میں پیش کرتے ہیں کہ بعض سنی علماء سے اگر تحریری تکفیر منقول نہیں ہوئی اس کی وجہ بھی یہی ہو سکتی ہے کہ ان لوگوں کو نہ دیوبندیوں کے اردو رسائل دیکھنے کی ضرورت تھی نہ فرصت تھی نہ ان کا کوئی مسئلہ ان رسائل پر موقوف تھا۔ لہذا اگر انہوں نے تکفیر نہیں کی تو وہ معذور ہیں۔ مولوی سرفراز صاحب کو چاہیے کہ جو بات اپنی کتاب میں لکھا کریں۔ کم از کم اس کو یاد بھی رکھا کریں۔ تاکہ خدام کو یاد دلانے کی ضرورت نہ پیش آئے۔

اسی ضمن میں ایک اور حوالہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔ ایک دیوبندی مولوی عبدالرشید ارشد نے کتاب لکھی ہے "بیس بڑے مسلمان" اس میں انور شاہ کشمیری کے حالات بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ کہ جب بہاولپور کی عدالت میں قادیانی وکیل اور انور شاہ کشمیری کا مباحثہ ہوا تو قادیانی نے کہا فلاں بزرگ مرزا قادیانی کو کافر نہیں کہتے تو انور شاہ کشمیری نے کہا "نہ کہتے ہوں گے۔ اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ لیکن جب قادیانی وکیل نے اس بات پر زور دیا تو انور شاہ کشمیری نے کہا کہ اللہ کی جہنم بڑی وسیع ہے تو جہاں اللہ تعالیٰ مرزا قادیانی کو داخل

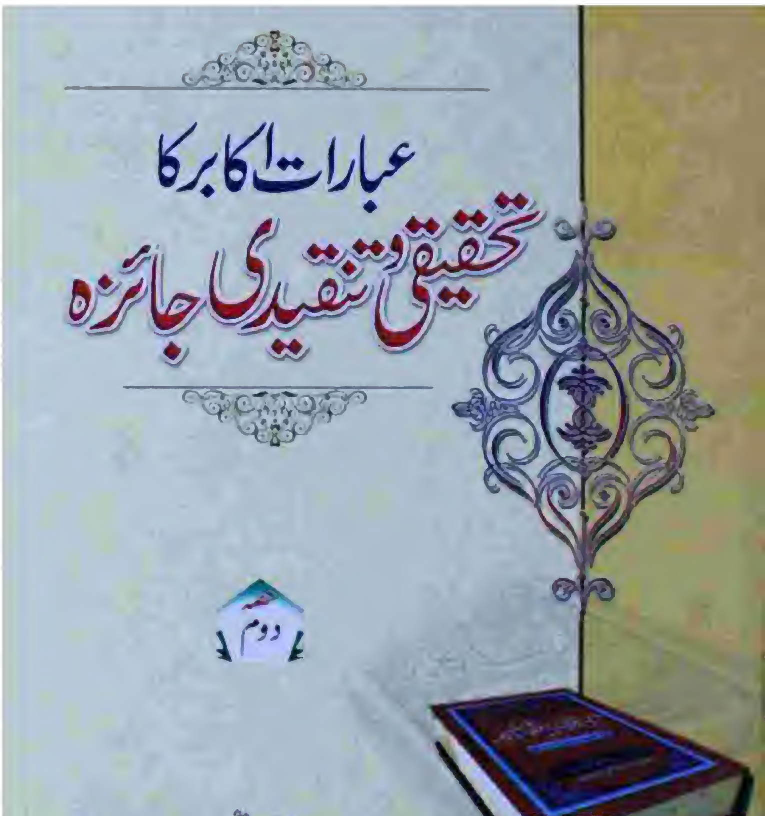

جو گستاخی کا وہم بھی پیدا کرے اس سے بھی بولنے والا کافر ہو جاتا ہے۔

مقام غور ہے کہ جب نبی پاک علیہ السلام کی شان میں لفظ راعنا بولنا جائز نہیں تو پھر آپ علیہ السلام کو چمار سے ذلیل کہنا اور معاذ اللہ چوہڑا چمار کہنا اور ذرہ ناچیز سے کمتر کہنا کیونکر درست ہو سکتا ہے۔ اور ایسے کلمات بولنے والے اور ان کلمات کو درست سمجھنے والے کیونکر مومن ہونے کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔ اسی طرح ارشاد باری ہے۔

ان الذین یحادون اللہ و رسولہ اولئک فی الا ذلین.

اس سے ثابت ہوا کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گستاخ جو ہیں سب سے بڑے ذلیل ہیں۔ اگر وہ مومن ہوتے تو اللہ تعالیٰ ان کو سب سے بڑا ذلیل نہ فرماتا۔ تو ان آیات کریمہ سے ثابت ہو گیا کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے اپنی طرف سے کوئی فتویٰ نہیں لگایا بلکہ قرآن مجید کی ان آیات کی ترجمانی کی ہے۔ بلکہ مخالفین کے پیشوا ابن تیمیہ نے اپنی ضخیم کتاب ''الصارم المسلول علی شاتم الرسول'' میں اپنی آیات بینات سے گستاخ رسول ﷺ کو واجب القتل اور کافر قرار دیا ہے۔

مولوی سرفراز صاحب صفدر فاضل دیوبند ارشاد فرماتے ہیں کہ دیوبندی اکابر جن پر بریلوی کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں، ان کے کفر میں توقف کرنے والے بے شمار ہیں۔ اس کے بارے میں گزارش یہ ہے کہ اس طرح تو مرزائیوں کے بارے میں کافی علماء و مشائخ کے تحریری فتوے نہیں ہیں۔ تو پھر کیا اس کا مطلب یہ لیا جائے گا کہ ان علماء و مشائخ کے نزدیک نبوت کا دعویٰ کرنے والا کافر نہیں ہے۔ لہذا تحریری تکفیر ضروری نہیں ہوتی۔ زبانی شرعی حکم لگا دینا بھی کافی ہے۔ ورنہ مولوی سرفراز صاحب بتائیں کہ مرزا قادیانی کے بارے میں کہ تمام علماء و مشائخ کے تکفیری فتوے آپ کے پاس موجود ہیں۔ پھر اگر یہی استدلال مرزائی پیش کر.

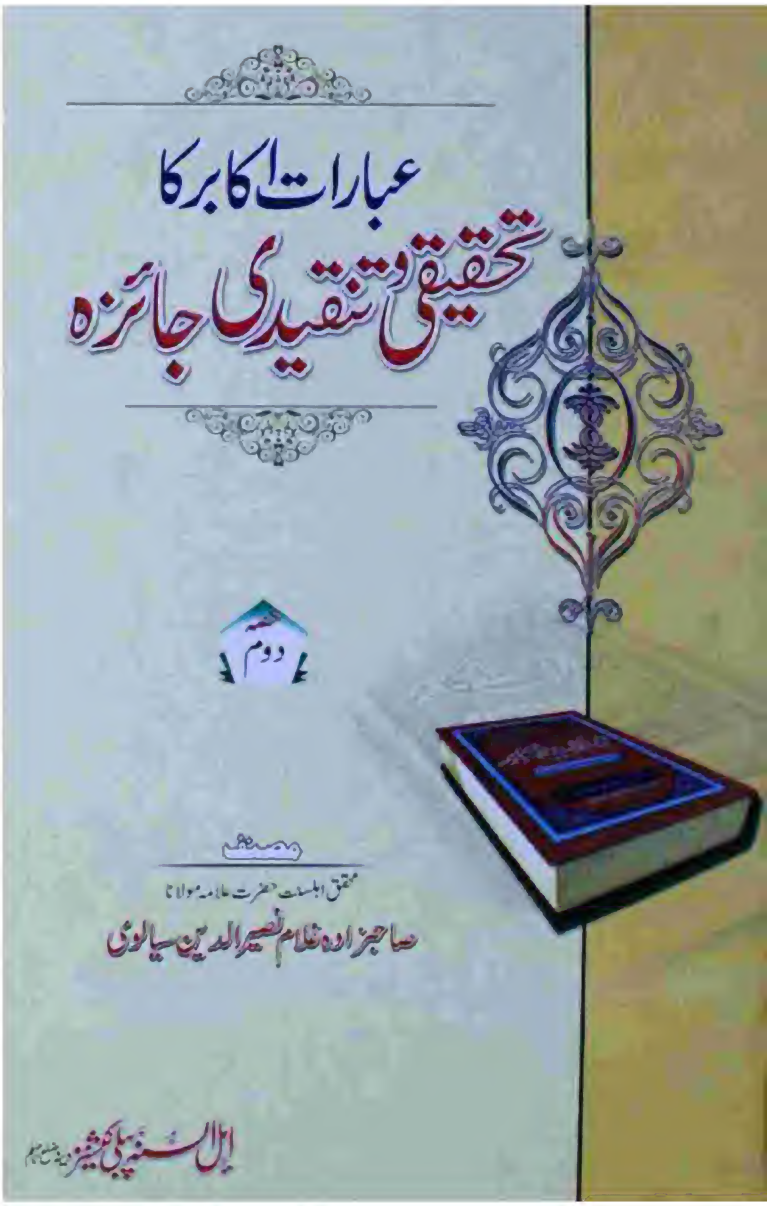

باسمہ تعالیٰ

جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَهُوْقًا

فرقہ رضا خانی کے امام اعلیٰ حضرت بریلوی خان صاحب نے عداوت اسلام و ایمان میں اکابر ملت حامیان سنت۔ علماء دیوبند وغیرہم کے تعین و متبعین بلکہ اصاغر تک ان کے کفر میں شک و تردد کرنے والے کی بھی تکفیر کی اور اطاعت شیطان و عصیان رحمان میں مبتلا ہو کر اپنی دنیا و آخرت کو برباد کیا تھا۔ الحمد للہ کہ دار الافتاء اسلامی ریاست ٹونک و بہاولپور و بھوپال اور ہندوستان کے تمام علماء کرام و مشائخ عظام و مفتیان اعلام کے ایک سو چالیس فتاوی اور چھ سو سولہ فقہاء شریعت غراء کے دستخطوں سے ثابت ہو گیا کہ حضرات علماء دیوبند سچے اور پکے سنی حنفی مسلمان اور شریعت و طریقت کی رو سے صحیح معنوں میں اہل علم و عرفان ہیں۔

اس ضروری امر کے اثبات کیلئے کتاب مجموعہ فتاوی مسمی بہ

براءۃ الابرار عن مکائد الاشرار

ملقب بہ

قہر آسمانی بر فرقہ رضا خانی

مرتبہ

حامی سنت ماحی بدعت جناب مولانا مولوی حافظ قاری محمد عبد الرؤف خاں صاحب جگن پوری متع اللہ المسلمین بطول بقائہ شائع کی جاتی ہے جس کے مطالعہ سے ظاہر ہوگا کہ مجدد البدعات کی تمام سعی لاحاصل ہے وہ خود ہی فوارہ لعنت و کفر ہو گئے اور علماء دیوبند کا کچھ بھی نہ بگڑا۔ اب ان شاء اللہ رضا خانیوں کے مکائد کے تمام دروازے بند ہو گئے اور انکو قیامت تک کسی مسلمان کے گمراہ کرنیکا موقع نہ ملیگا اور مسلمانوں کے لئے یہ کتاب آفتاب ہدایت ثابت ہوگی۔

اللّٰھم اھد قومی فانھم لا یعلمون۔ آمین ثم آمین

مدینہ برقی پریس بجنور میں باہتمام مولوی محمد مجید حسن صاحب پرنٹر طبع ہوئی

بار اول — تعداد ۱۰۰۰ — [illegible]

کھرے کھوٹے کی آخری پہچان

(۱) رضا خانی مذہب و ملت کی کتابیں سوائے حسنی پریس بریلی کے اور کہیں نہیں ملتی ہیں۔ اور جب کسی کو انکی کتابوں کی عبارتوں میں کوئی شک و شبہ واقع ہوتا ہے تو رضا خانی لوگ اسکے نیست و نابود کرنے کی فکر میں لگ جاتے ہیں۔ اور حسنی پریس بریلی سے جب کوئی کتاب طلب کی جاتی ہے تو اسکو یہ کہکر ٹال دیا جاتا ہے کہ کتاب ختم ہو چکی اور نایاب ہے۔ حالانکہ بعض ذرائع سے معلوم ہوا کہ کتابیں موجود ہیں۔ اگر کچھ دال میں کالا نہیں ہے تو حیلہ و حوالہ سے کیوں ٹالا جاتا ہے؟

بخلاف علماء دیوبند کے کہ انکی تصنیف کردہ کتابیں دہلی۔ لاہور۔ کانپور۔ لکھنؤ۔ کلکتہ۔ بمبئی۔ رنگون بلکہ ہر جگہ کے کتب فروشوں کے یہاں سے مل سکتی ہیں جہاں سے چاہو طلب کرو۔ علماء دیوبند کا عین مقصود ہے کہ ہماری کتابیں دیکھی جائیں اور لوگوں کی ہدایت ہو۔

(۲) رضا خانیوں کی کوئی مجالس و محافل ایسی نہیں ہے کہ جس میں علماء دیوبند و اکابر علماء امت پر سب و شتم تبرا بازی لعن طعن اور تکفیر کے نعرے بلند نہ ہوتے ہوں انکے مذہب و ملت میں سب و شتم تبرا بازی لعن طعن اور تکفیر کے نعرے ہی اللہ تعالیٰ شانہ کی تسبیح و تہلیل سے زیادہ فضیلت رکھتے ہیں

بخلاف علماء دیوبند کے کہ اپنے مخالفین کو برا بھلا کہنا تو درکنار بلکہ انکے لعن طعن پر صبر کرتے ہیں اور اپنے مخالفین کے شبہات کو نہایت وضاحت کیساتھ دلائل عقلیہ و نقلیہ سے رفع کرتے ہیں اور اپنے مجالس و محافل کو اپنی بدزبانی سے درہم برہم نہیں کرتے اپنے وعظوں میں مضامین توحید و رسالت کی فضیلت۔ شرک و بدعت کی مذمت عبادات و معاملات کے مسائل مع فوائد و نکات۔ اسلام کی خوبیاں اسطرح بیان کرتے ہیں کہ مخالفین اسلام کی گردنیں جھک جاتی ہیں۔ اور سننے والا اس بات کے کہنے پر مجبور ہوتا ہے کہ علماء دیوبند کا علم کسبی نہیں ہے بلکہ محض عطائے الٰہی اور تائید ربانی ہے

این سعادت بزور بازو نیست	تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں قصیدہ نعتیہ بزبان عربی پڑھتے ہیں تو ہے عاشقان رسول کرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظروں میں جمال مبارک کا ایک نقشہ بندھ جاتا ہے۔

ضمیمہ خنجر اسلامی بر حلقوم رضاخانی

برادران اسلام! جماعت رضاخانی بریلوی کا علماء دیوبند اور اکابر علماء امت پر سب و شتم اور تکفیر اور ان کی عبارتوں کو کتر بیونت کرکے اُنکے معنی غلط سلط بیان کرکے عام مسلمانوں کو انکی طرف سے بدگمان کرنا اور مسلمانوں میں آپس میں پھوٹ ڈالنا اور بھائی بھائی کا اور باپ بیٹے کا بیٹے کو باپ کا دشمن بنانا ظاہر ہے۔

رضاخانی مذہب و ملت میں عیب جوئی اور تبرا بازی افضل ترین عبادت ہے یہ گروہ فرقہ دوسروں کی عیب جوئی میں اسقدر منہمک ہے کہ اسکو اپنے عیبوں کی خبر نہیں۔ ؎

غیر کی آنکھوں کا تنکا تجھکو آتا ہے نظر || دیکھ اپنی آنکھ کا غافل ذرا شہتیر بھی

رضاخانی بھائی کود کود کر اچھل اچھل کر علماء دیوبند اور اکابر علماء امت پر تکفیر کرکے مسلمانوں کی دل آزاری کرتے تھے کیا خوب کسی نے کہا ہے

اے یار جو کسی کو کلپاوے گا || یہ یاد رہے وہ بھی کل نہ پاوے گا

یہ زمانہ آزادی کا ہے ایک ہاتھ سے دے دوسرے ہاتھ سے لے رضاخانی بجائیو اب ذرا خواب غفلت سے ہوش میں آؤ اور ٹھنڈے دل سے اپنے متعلق عدالت شرع شریف صدر ریاست اسلام ٹونک کا فتویٰ سنو۔ ع ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

نقل استفتا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ رضاخانیوں کی ایک کتاب جسکا نام نغمۃ الروح ہے اُس کے چند اشعار یہ ہیں!

صفحہ ۹ ملاحظہ ہو۔

شعر شرکیہ و کفریہ

تیری عبدیت میں چہرہ لگ گیا || منہ اُجلا ہو گیا احمد رضا
تیری حالت آپ پر ہے سب عیاں || آپ سے کیا ہے چھپا احمد رضا

صفحہ ۲۵ ملاحظہ ہو

شعر شرکیہ و کفریہ

نکیرین آ کے مرقد میں جو پوچھیں گے تو کس کا ہے || ادب سے سر جھکا کر لونگا نام احمد رضا خاں کا

صفحہ ۴۳ ملاحظہ ہو

شعر شرکیہ و کفریہ

یہ دعا ہے یہ دعا ہے یہ دعا || تیرا اور سب کا خدا احمد رضا

صفحہ ۴۸ ملاحظہ ہو

اشعار شرکیہ و کفریہ

حشر میں جب ہو قیامت کی تپش || اپنے دامن میں چھپا احمد رضا
جب زبانیں سوکھ جائیں پیاس سے || جامِ کوثر پلا احمد رضا

وصایا شریف صفحہ ۲۴ پر مولوی حسنین رضا خاں لکھتے ہیں

زہد و تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ میں نے بعض مشائخ کرام کو یہ کہتے سنا کہ ان (یعنی احمد رضا خاں) کو دیکھ کر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی زیارت کا شوق کم ہوگیا۔

اور مولوی حشمت علی رضاخانی اپنے مریدوں کو شجرہ دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کو قبر کے اندر ایک طاق بنا کر اسپر رکھدینا جب منکر و نکیر آویں گے تو اُسکو دیکھ کر چلے جاویں گے اور سوال نہ کرینگے۔ اُس شجرہ کے آخری الفاظ یہ ہیں ملاحظہ ہو۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَى الْمَوْلَى الْهُمَامِ اِمَامِ اَهْلِ السُّنَّةِ مُجَدِّدِ الْمِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَارِثِ عُلُوْمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ سَيِّدِنَا اَعْلٰى حَضْرَةِ الشَّيْخِ عَبْدِ الْمُصْطَفٰى اَحْمَدَ رَضَا خَانَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَى الْمَوْلَى الْاِمَامِ الْهُمَامِ الْمِقْدَامِ حُجَّةِ الْاِسْلَامِ سَيِّدِ الْاَنَامِ حَضْرَةِ الشَّيْخِ مَوْلٰنَا حَامِدِ رَضَا خَانَ مَتَّعَ اللّٰهُ الْمُسْلِمِيْنَ بِطُوْلِ بَقَائِهٖ۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلٰى عَبْدِكَ الْفَقِيْرِ اَبِي الْفَتْحِ عُبَيْدِ الرِّضَا مُحَمَّدٍ حَشْمَتْ عَلِيِّ الْقَادِرِيِّ الرَّضَوِيِّ اللَّكْنَوِيِّ عَفَا اللّٰهُ تَعَالٰى لَهٗ۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ

(۱) نفحۃ الروح کے مصنف اور اسکے مضامین کے عقیدہ رکھنے والوں اور اسکی اشاعت کرنے والوں کے حق میں شریعت محمدیہ کا کیا حکم ہے؟

(۲) وصایا شریف کے صفحہ ۲۴ پر جو مولوی حسنین رضا خاں نے لکھا ہے کہ ان (یعنی احمد رضا خاں) کو دیکھ کر صحابہؓ کی زیارت کا شوق کم ہوگیا۔ انکے حق میں شریعت محمدیہ کا کیا حکم ہے؟

(۳) انبیاءؑ کو چھوڑ کر غیر انبیا پر درود شریف پڑھنے کیلئے شریعت محمدیہ میں کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

السائل حاجی معصوم علیخاں چرہ محمد پوری از پوسٹ بکس نمبر ۳۰۱ رنگون ۸۔ ذی الحجہ ۱۳۵۴ھ یوم جمعہ

جواب استفتا

از عدالت شرع شریف صدر ریاست اسلام ٹونک

الجواب واللہ الموفق للسداد والصواب

از عدالت شرع شریف صدر ریاست اسلام ٹونک

(۱) اشعار کتاب نفحۃ الروح مندرجہ استفتا ہذا معائنہ کئے گئے۔ اکثر اشعار موہم معنی غیر مشروع وموہم کفر ہیں گو تاویل بہ تعذر ممکن ہے لیکن ایسے الفاظ نہیں لکھنا چاہیئے۔ بالخصوص علماء سے اور زیادہ مکروہ ہے۔ البتہ صفحہ ۴۳ کی دعا جو درج استفتاء ہے اسمیں صراحۃً کفر ہے اس میں تاویل صحیح نہیں ہوسکتی لہذا اسکا قائل کافر ہے توبہ وتجدید ایمان وتجدید نکاح اس پر لازم ہے اور تمام اعمال صالحہ اسکے نابود ہوگئے۔ اسیطرح وصایائے مولوی احمد رضا خاں کے صفحہ ۲۴ پر جو مولوی حسنین رضا خاں کا قول درج ہے وہ بھی مکروہ ناجائز ہے اسلئے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی بڑی شان ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو مثل ستاروں کے فرمایا ہے اور ایسے الفاظ سے انکی تحقیر ظاہر ہوتی ہے۔ اسی طرح مولوی حشمت علی خاں کا قول درباره رکھنے شجرہ کے قبر میں اور قول کرنے اس امر کے کہ اسکی وجہ سے فرشتے چلے جاوینگے غلط ہے اور درود شریف غیر انبیاء پر تبعاً درست ہے۔ مستقلاً درست نہیں۔ پس شجرہ کے آخر میں جو درودیں لکھی ہیں وہ عندالاحناف غیر صحیح ہیں۔

(۱) الحاصل کتاب نفحۃ الروح کے مصنف و اسکے ہم عقیدہ اشخاص بوجہ عقیدہ رکھنے مضمون شعر وغیرہ

مندرجہ صفحہ ۴۳ کافر ہوگئے ہیں اور دیگر اشعار جو موہم معنی غیر مشروع ہیں انکو بھی نہ کہنا چاہیئے۔

(۲) اور وصایا کے صفحہ ۲۴ پر جو صحابہؓ کی نسبت قول کیا ہے یہ مکروہ اور خلاف ادب ہے!

(۳) اور غیر انبیا پر درود شریف پڑھنا مستقلاً ناجائز ہے روایات کتب فقہ میں موجود ہیں!

۱۰۔ محرم الحرام ۱۳۵۵ھ

مواہیر ودستخط مفتیان کرام عدالت شرع شریف صدر ریاست اسلام ٹونک

(۱) محمد حسین عفی عنہ (۲) خادم شرع خلیل الرحمن عفی عنہ (۳) انوار الحسن عفی عنہ

مہر (طالب غفران محمد حسین) مہر (خلیل الرحمن) مہر (انوار الحسن)

(۴) خادم شرع سید احمد مجتبیٰ عفی عنہ

مہر (باعث تکوین سید احمد مجتبیٰ)

(۵) عبدالرحیم عفی عنہ۔ مگر بعض اشعار جن میں ظاہراً کفر ہے انہیں کفر سے بچانے کے لئے تاویل ممکن ہے۔ البتہ خلاف شرع ضرور ہیں فقط

(نوٹ) اس فتویٰ پر تین سو سے زائد دستخط دیگر علماء کرام ومفتیان، علماء ومشائخ عظام کے ثبت ہیں جو رسالہ خنجر ایمانی بر حلقوم رضاخانی میں شائع ہوچکے ہیں۔

شہر رنگون سے فرقہ رضاخانی کا خاتمہ

برادران اسلام واضح ہو کہ جماعت رضاخانی بریلوی نے علماء دیوبند اور اکابر علماء امت پر سب وشتم اور تکفیر کی اشاعت پر کمر باندھی ہے اور انکے نمائندے ہر شہر وقصبہ میں گشت لگاتے رہتے ہیں۔ جب کسی شہر یا قصبہ یا گاؤں میں انکا گذر ہوتا ہے تو ہر مجلس ومحفل میں علماء دیوبند اور اکابر علماء امت پر سب وشتم تبرا بازی اور تکفیر کے نعرے بلند کرتے ہیں۔ انہیں نمائندوں میں سے ایک کفر المسلمین حشمت علی رضاخانی اذاقہ اللہ عذاب یوم الدین بھی ہے۔ وہ شہر رنگون میں بتاریخ ۲۶۔ شعبان المعظم سنہ ۱۳۵۵ھ کو پھر دوبارہ آیا اور پہلے ہی کی طرح تکفیر کے فتنہ کو بھڑکایا تو حامی بدعت ماحی سنت

شان جب کبریا تعالیٰ اور اس کے رسول النبی ﷺ کا ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

یارسول اللہ کا وظیفہ

(سوال) درود وظیفہ ان اشعار ذیل کا اگر کوئی کرے تو کیا حکم ہوگا جائز یا منع اور صغیرہ یا کبیرہ اور شرک کیا ہوگا۔ جیسے ورد یا رسول اللہ انظر حالنا ۔ یارسول اللہ اسمع قالنا اننی فی بحر ھم مغرق ۔ خلیدی سھل لنا اشکالنا. یا یہ شعر قصیدہ بردہ کا ورد کرنا۔ یا اکرم الخلق مالی من الوذبہ ۔ سواک عند حلول الحادث العمم یا اور کوئی شعر یا نثر میں ورد اسماء مخلوق بطور وظیفہ کرنا۔

(جواب) ایسے کلمات کو نظم ہو یا نثر ورد کرنا مکروہ تنزیہی ہے کفر و فسق نہیں کیونکہ وجہ کفر کی غیر کو حاضر و متصرف جاننا ہے اور وجہ فسق کی احتمال فساد عقیدہ ہے اور اپنے لوگ بہت شرک رکھنا ہے اور کراہت تنزیہی یہ کہ وفی الجملہ مشابہت استعانت غیر ۔ ہونے کی تھی کونیت نہیں جیسا قسم غیر اللہ تعالیٰ کی کو شرک حدیث میں فرمایا اور خود آپ نے ہی بعض اوقات غیر کی قسم کھائی تو اس کو عمداً صغیرہ پر حمل کیا ہے علماء نے اور سہواً معاف و مباح پس اس کو بھی ایسا ہی سمجھنا چاہیے یہ وہ جواب ہے جو بندہ نے شیئاً اللہ کے جواب میں لکھا تھا۔ اور آپ کو شبہ ہوا تھا۔ فقط والسلام۔ ان صاحب کو فرمادو کہ ہر دو اسم کو پڑھے جاویں بندہ بھی دعا کرتا ہے اور سورۂ فاتحہ کو درمیان سنت و فرض فجر کے اکتالیس بار پڑھ لیا کریں حق تعالیٰ رحم فرماوے آمین فقط والسلام۔

علم غیب کا قائل ہونا

(سوال) حضور فرماتے ہیں کہ جو شخص علم غیب کا قائل ہو وہ کافر ہے حضرت جی آج کل تو بہت آدمی ہیں کہ نماز پڑھتے ہیں مگر رسول اللہ ﷺ کا میلاد میں حاضر رہنا حضرت علی کا ہر جگہ موجود ہونا دور کی آواز کا سننا مثل مولوی احمد رضا خان بریلوی کہ جنہوں نے رسالہ علم غیب لکھا ہے کہ نمازی اور عالم بھی ہیں کیا ایسے شخص کافر ہیں ایسوں کے پیچھے نماز پڑھنی اور محبت دوستی رکھنی کیسی ہے۔

(جواب) جو شخص اللہ جل شانہ کے سوا علم غیب کسی دوسرے کو ثابت کرے اور اللہ تعالیٰ کے برابر کسی دوسرے کا علم جانے وہ بے شک کافر ہے اس کی امامت اور اس سے میل جول محبت سب حرام ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

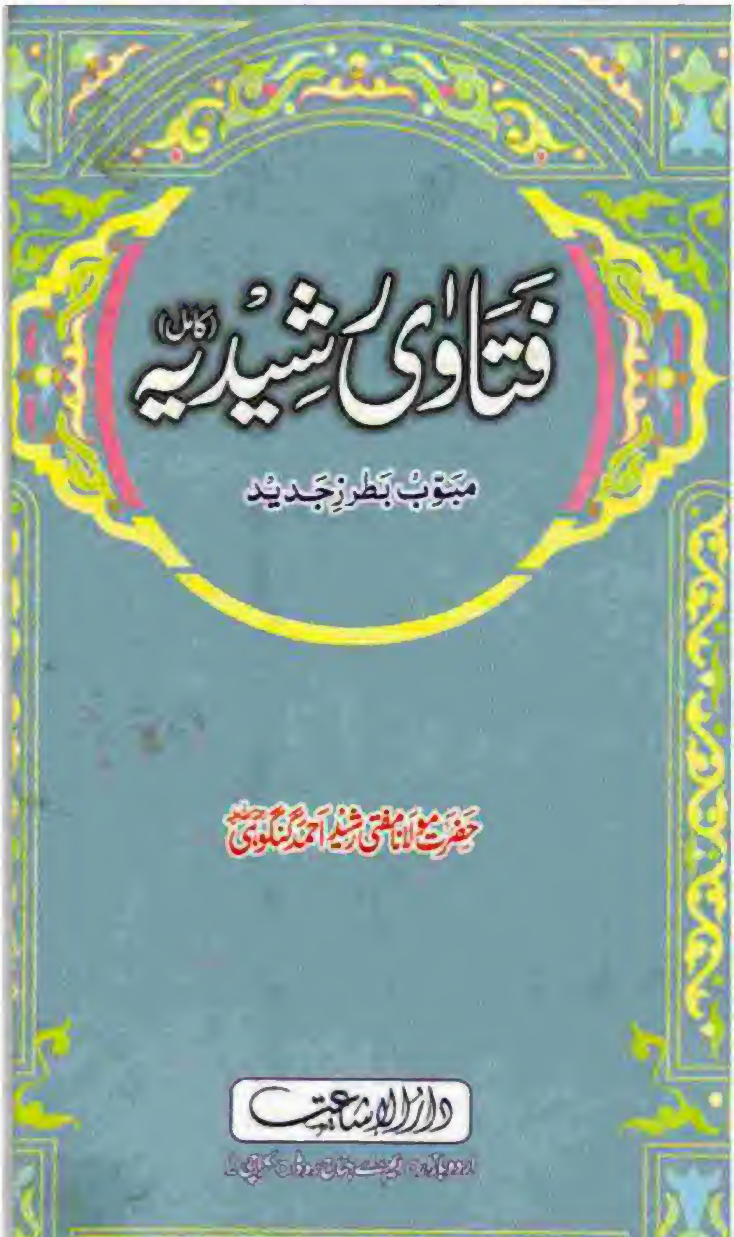

دیوبندیت پر ایک تاریخی ناقابلِ تردید دستاویز

محاسبۂ دیوبندیت

بجواب

مطالعۂ بریلویت

از

حضرت مولانا محمد حسن علی رضوی مدظلہ

ادارہ غوثیہ رضویہ ○ کرم پارک، مصری شاہ، لاہور، پاکستان

ضرور تصدیق فرماتے جیسا کہ مکہ معظمہ اور ہندوستان میں موجود حاجی صاحب کے بعض خلفاء نے حسام الحرمین پر تائید و تصدیق فرمائی۔ علاوہ ازیں ایک حقیقت یہ بھی ہے کہ یہ کہاں ثابت ہے کہ علماء دیوبند نے اپنی گستاخانہ کتب حاجی صاحب مہاجر مکی کو دکھائیں اور وہ ان کے کفریات پر مطلع ہوئے ——؟

یہی بات حضرت پیر صاحب گولڑوی کے حوالہ سے بھی مغالطہ دینے کے لیے کہی جاتی ہے کہ انہوں نے بھی تکفیر نہیں فرمائی۔ اس پر ہم یہ عرض کریں گے کہ سابقہ معروضات میں حضرت سرکار گولڑوی سے کافی کچھ ثابت کر چکے ہیں پھر بھی ان کے اس مطالبہ پر اتنا ضرور عرض کریں گے کہ مختلف فرقوں کی کتابوں میں موجود و مرقوم گستاخانہ عبارات اور کفریہ عقائد حفظ نہیں تھے اور حضرت ممدوح کی یہ ڈیوٹی نہیں تھی کہ جن جن مولویوں اور فرقوں کے گستاخانہ عقائد ہیں وہ ان کا دروازہ کھٹکھٹا کر ایک ایک گھر پر یہ کہتے چلے جائیں کہ بھئی تمہاری فلاں کتاب کی فلاں عبارت گستاخانہ ہے اور تم اس وجہ سے کافر و مرتد ہو۔ یہ سوال خود دیوبندیوں پر پڑتا ہے کیا انہوں نے تحذیر الناس۔ براہین قاطعہ۔ حفظ الایمان وغیرہ گستاخانہ کتب کی کفریہ عبارات حضرت سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحب کی خدمت میں پیش کیں ——؟ اگر معاذ اللہ یہ عبارات اور گستاخانہ کتب ایسی ہی "وحی آسمانی" تھیں تو پھر پیر صاحب گولڑوی سے علماء دیوبند نے ان عبارات کے عین ایمان و عین اسلام ہونے پر تصدیق کیوں نہ حاصل کر لی؟

یہ سوال تو ہم پوچھتے ہیں کہ حضرت قبلہ عالم گولڑوی قدس سرہٗ نے کہاں لکھا ہے کہ اعلیٰحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ کا فتویٰ حسام الحرمین اور حکم تکفیر غلط ہے ——؟ یہ ثبوت تو خود دیوبندی حضرات

کو پیش کرنا چاہیے عین ممکن ہے اور ہو سکتا ہے کہ حضرت ممدوح تک گستاخانہ کتب کی کفریہ عبارات نہ پہنچی ہوں۔ اس کو حسام الحرمین اور حکم تکفیر کے غلط ہونے کی دلیل بنانا محض خوش فہمی ہے۔

دیوبندی واں بھچروی سے مناظرہ

دنیا جانتی ہے اور مہر منیر ص ۲۳۷ گواہ ہے مشہور دیوبندی مولوی حسین علی ساکن واں بھچراں مولوی رشید احمد گنگوہی کا شاگرد و خلیفہ تھا۔ دورہ حدیث بھی گنگوہی صاحب سے پڑھا تھا اور مشہور رشمہ زدر و شمہ بحث اور ردلائل سے عاری مولوی غلام خاں پنڈدی دیوبندی کا اُستاد تھا۔ گو یہ مولوی حسین علی واں بھچروی اوپر نیچے اور آگے پیچھے سے دیوبندی تھا۔ اس مردود نے قبلہ عالم گولڑوی قدس سرہٗ کو بار بار مناظرہ کا چیلنج دیا حضرت اپنے سالانہ روحانی دورہ پر واں بھچراں پہنچے۔ اس دیوبندی ملاں کا خیال تھا کہ پیر فقیر جاہل ہوتے ہیں پھر پیر صاحب کو چیلنج دیا غنڈہ گردی کے لیے حضرت کی قیامگاہ پر بدمعاش بھیجے اور خود پیر صاحب سے مناظرہ کے لیے اصرار کرنے لگا۔ موضوع مناظرہ علم غیب۔ ندائے یا رسول اللہ۔ یا شیخ عبدالقادر جیلانی اور سماع موتیٰ تھا —— الغرض مختصر یہ کہ مسئلہ علم غیب پر آیہ کریمہ قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ پر حضرت نے چند سوالات کیے مولوی رشید احمد گنگوہی کا چہیتا تلمیذ حواس باختہ ہو گیا زبان گنگ ہو گئی۔ پیر صاحب سے آنکھ ملانے کی جرأت نہ ہوئی۔ تفصیل مہر منیر ص ۲۳۲ تا ص ۲۴۰ میں موجود ہے۔ حوالہ جات تو اس موضوع پر اور بھی بہت کافی ہیں مگر اختصار مانع ہے امید ہے مصنف آئندہ مہر منیر اور قبلہ عالم گولڑوی علیہ الرحمۃ کا نام لے کر مغالطہ دینے کی جرأت نہ کریگا۔

مصنف ص ۷۰ پر لکھتا ہے مولانا محمد علی جوہر۔ مولانا میر حسن سیالکوٹی۔ مولانا غلام رسول عرف رسل بابا۔ ڈاکٹر علامہ اقبال۔ حکیم اجمل خاں۔ مولانا شوکت

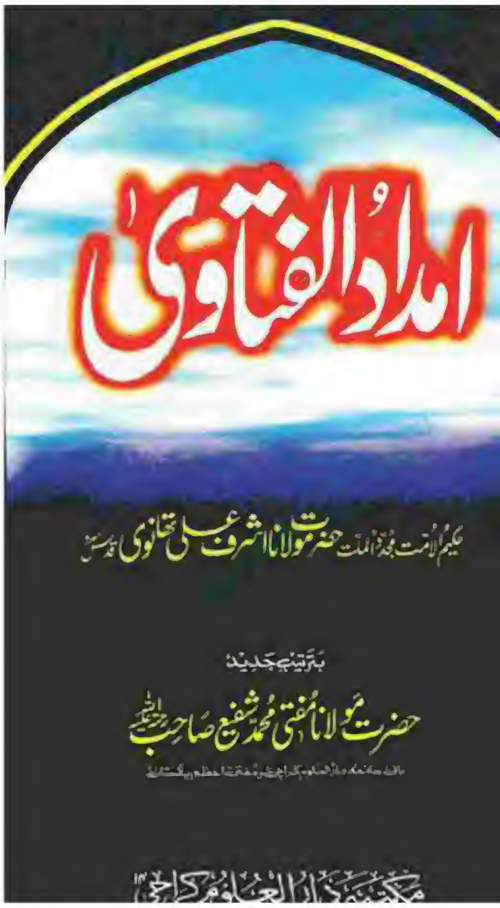

ہے۔ کیونکہ خداوند قادر مطلق کی ذات و صفات خود احاطہ قدرت الٰہیہ سے باہر ہیں ورنہ اپنے مثل کی ایجاد پر قادر ماننا پڑے گا اور وہ باطل ہے۔ لہٰذا یہ کہنا کہ خدا نے نعوذ باللہ حضرت شیخ کو کسی صفت میں مثل اپنے یا اپنے سے بڑھ کر بنادیا۔ قواعد علم عقائد کی رو سے بالکل غلط اور قابل استرداد ہے۔ کیا خدا کی شان ہے کہ مبتدعین جو حضور ﷺ کی مثل کو تحت قدرت باری تعالیٰ و ممتنع بالغیر لکھنے والوں سے دست و گریباں ہوتے تھے اور اظہار قدرت قادر مطلق کو اعتقاد امکان کذب کے نام سے شہرت دے کر جاہلوں کو علمائے دین سے بدظن کرتے پھرتے تھے حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کی شان میں عقیدہ اختراع کرتے ہیں کہ معاذ اللہ خدا نے ان کو مثل اپنے بلکہ اپنے سے بھی بڑھ کر بنادیا جو یقیناً کفر صریح ہے۔ یہ سزا ان لوگوں کو ان بدزبانیوں کی وجہ سے ملی ہے جو انہوں نے بلاوجہ حضرات علمائے دین کی جناب میں کر کے تمنائے سواد الوجہ فی الدارین حاصل کیا تھا سچ ہے ۔

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد میلش اندر طعنۂ پاکاں برد

بہرحال مؤلف زین المجالس کی وہ ہفوات بیہودہ جن کو سائل نے پرچہ اول کے نمبر (۱) میں درج کیا ہے، صریحاً غلط اور افترا و پردازی ہے اور اس کے مطابق عقیدہ رکھنے والا شخص یقیناً مشرک و کافر ہے اور اسی طرح کے مندرجہ ذیل اشعار بھی جن کا حضرت شیخ قدس اللہ سرہ الشریف کی منقبت میں لکھا جانا مشہور ہے۔ غلط اور رد کئے جانے کے قابل ہیں۔

بنالیتا ہے سلطاں آپ سا جس پر عنایت ہو	خدا سے کم نہیں عز و جلال اس دیں کے سلطان کا
مرے تو مالک ہو کیونکہ کہ ہو مالک کے حصے	کیونکہ محبوب و محبت میں نہیں میرا تیرا

شعر اول میں حضرت کا عز و جلال خدا سے کم نہ ہونا اس دلیل سے ظاہر کیا گیا ہے کہ بادشاہ کی عنایت جس پر ہوتی ہے اس کو بادشاہ مثل اپنے بنالیتا ہے۔ لیکن اول تو دنیاوی بادشاہوں کے متعلق یہ بھی کلمہ صحیح نہیں ہے۔ بادشاہوں کی عنایتیں اپنے مقربوں پر ضرور ہوتی ہیں مگر اپنی برابر وہ کسی کو بادشاہ نہیں بنالیتے۔ اور علم عقائد و کلام کی رو سے تو یہ امر قطعۂ محقق ہو چکا ہے کہ ذات و صفات باری تعالیٰ اس قادر مطلق کے احاطۂ قدرت سے باہر ہیں اور اسی لئے خدا تعالیٰ کو اپنے مثل کی ایجاد پر قادر نہیں مانا جاتا۔ لہٰذا یہ دلیل لغو قرار دیئے جانے کے بعد یہ مضمون رہ جاتا ہے کہ العیاذ باللہ حضرت شیخ علیہ الرحمۃ خدا تعالیٰ کے ہمسر اور مثل ہیں اور یہ صریحاً شرک ہے۔ اور اس صورت میں اس شعر کا بنانے والا مشرک اور خارج از اسلام سمجھے جانے کے قابل ہے۔ دوسرے شعر میں لفظ مالک خدا کے معنوں میں استعمال ہوا ہے اور اس صورت میں شعر کا مطلب صاف لفظوں میں یہ ہوا کہ حضرت شیخ محبوب الٰہی ہیں اور محبوب و محب

میں کوئی فرق نہیں ہوتا لہٰذا حضرت شیخ بھی معاذ اللہ خدا ہوئے اور میں تو خواہ کچھ ہی ہو خدا ہی کہوں گا۔ اس اصرار علی الشرک کی وجہ سے بھی اسی فتوے کے مستوجب ہیں جو شعر اول کے متعلق دیا جا چکا ہے اور کسی تاویل سے یہ حکم بدل نہیں سکتا۔ اس لئے کہ الفاظ بالکل صاف ہیں کوئی ان کی تاویل کرنا بھی چاہے تو کیا کرسکتا ہے۔ ایسی صورت میں قابل غور یہ امر ہوتا ہے کہ مبتدعین جو اپنے آپ کو علمائے سنی المذہب کے ذیل میں شمار کرتے ہیں۔ ان میں یہ مشرکانہ عقیدہ کس طرح شائع ہوا۔ اس کے متعلق ان لوگوں کے گذشتہ حالات پر نظر ڈالنے کی ضرورت ہے اور ان کی کیفیت یہ ہے کہ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ نے فرقہ امامیہ کے خلاف ایک کتاب تحفہ اثنا عشریہ تالیف فرمائی تھی جس سے اس فرقہ میں سخت ہلچل مچ گئی تھی، چونکہ اس زمانہ میں ملک اودھ میں اسی فرقہ امامیہ کی حکومت تھی اور علاقہ روہیلکھنڈ جس میں واقع ہے اودھ کی سلطنت میں شامل تھا۔ لہٰذا باشندگان ..... لکھنؤ جا کر معاش پیدا کرنے کے لئے مجبور تھے۔

چنانچہ جب تحفۂ اثنا عشریہ کا جواب لکھانے کے لئے سلطنت اودھ کو قابل اشخاص کی ضرورت ہوئی تو انہیں ایک شخص ــــــ نام باشندہ ..... ہاتھ آ گیا جو اس وقت لکھنؤ میں ملازم تھا۔ اس شخص نے فرقۂ امامیہ کے مجتہدین کو تحفۂ اثنا عشریہ کا جواب لکھنے میں مدد دی اور حضرت مولانا موصوف اور ان کے خاندان کے مشہور علماء کے بیان کردہ مسائل پر بھی جھوٹے اعتراضات شائع کئے اور جاہلوں کو اپنا جانب دار بنا کر اپنا ایک جداگانہ فرقہ بنالیا .... پس جبکہ بموائے الناس علی دین ملوکھم .... ان خاندانوں کے تعلقات سلطنت اودھ سے ہونے کے باعث ان کا فرقۂ امامیہ کے طریقہ پر ہونا ایک فطری امر ہے تو ان کے عقائد میں بھی فرقۂ مذکور کے عقائد کی جھلک پیدا ہو جانا لازمی اور لابدی امر ہے۔ لہٰذا تحفۂ اثنا عشریہ کو پیش نظر رکھ کر عقائد زیر بحث کی سراغرسانی کی جائے تو بہت ہی آسانی سے پتہ مل سکتا ہے کہ یہ مشرکانہ عقیدہ حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کو مثل خدا بلکہ خدا سے بھی بڑھ کر جاننے کا ان لوگوں میں باتباع مذہب امامیہ پیدا ہوا ہے گو وہ اپنے آپ کو بظاہر سنی المذہب بتاتے ہیں، چنانچہ ملاحظہ ہوں تحفۂ اثنا عشریہ مؤلفہ مولانا شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ کے اقتباسات ذیل۔

(۱) اما غلاۃ پس بست و چہار فرقہ اند اول آل سبائیہ اصحاب عبداللہ بن سبا۔ قالوا ان علیا هو الا له حقا۔ یعنی فرقۂ غلاۃ کے چوبیس گروہ ہیں جن میں سے پہلا گروہ عبداللہ بن سبا کے ساتھیوں کا ہے جو سبائیہ کہلاتا ہے ان کا قول ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فی الحقیقت خدا تھے۔

(۲) فرقہ چہارم از غلاۃ بزیغیہ اند اصحاب بزیغ بن یونس کہ بالوہیت جعفر صادقؒ قائل اند۔

فتاوی محمودیہ

فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی نور اللہ مرقدہ

تبویب، تخریج اور تعلیق

زیر سرپرستی

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب زید مجدہم

زیر نگرانی

دار الافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی

ذبیحہ درست ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

نشہ بازی گناہ ہے(۱)، تاہم اگر ہوش وحواس درست رہتے ہوئے شریعت کے مطابق ذبح کیا ہو تو وہ جانور حلال ہے، اس کا گوشت لینا اور کھانا درست ہے(۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

املاہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند، ۱۱/۱۱/۱۴۰۰ھ۔

دیوبندیوں کو خارج از اسلام کہنے والے کا ذبیحہ وقربانی

سوال[۱۱۱۰۲]: ایک بریلوی عقائد کا آدمی، جو کہ دیوبندیوں کو خارج از اسلام سمجھتا ہے، اس کے ہاتھ کا ذبیحہ کھانا جائز ہے کہ نا جائز؟ اور اس کو قربانی کے حصوں میں شریک کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

علماء دیوبند کو جو شخص خارج از اسلام سمجھتا ہے، نہ اس کے ہاتھ کا ذبیحہ کھایا جائے، نہ اس کو قربانی کے

(۱) قال الله تعالی: ﴿یا أیها الذین اٰمنوا إنما الخمر والمیسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوه لعلکم تفلحون﴾ (المائدة: ۹۰)

"کل مسکر حرام" (صحیح البخاري، کتاب الأدب: ۲/۹۰۳، قدیمي)

"قال علیه السلام: "کل مسکر خمر، وکل مسکر حرام" (مشکاة المصابیح، باب بیان الخمر ووعید شاربها: ۲/۳۱۲، قدیمي)

"الشراب ما یسکر، والمحرم منها أربعة: الخمر، والطلاء، والسکر، ونقیع الزبیب" (البحر الرائق، کتاب الأشربة: ۸/۳۹۲، رشیدیه)

(۲) "فإن ذبح کل مسلم وکل کتابي حلال، رجلاً کان أو أنثی ... براً کان أو فاجراً" (النتف في الفتاوی، کتاب الذبائح، ص: ۲۳۵، سعید)

"وتحل ذبیحة مسلم وکتابي، ذمي أو حربي ولو امرأة أو صبیاً أو مجنوناً یعقلان" (ملتقی الأبحر مع مجمع الأنهر، کتاب الذبائح: ۴/۱۵۳، مکتبه غفاریه کوئته)

(وکذا في البحر الرائق، کتاب الذبائح: ۸/۳۰۲، رشیدیه)

حصوں میں شریک کیا جائے، ورنہ اس کی قربانی تو خراب ہوگی ہی، دوسروں کی بھی خراب ہو جائے گی(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند، ۲۹/۱۰/۱۴۰۵ھ۔

مجہول الاسلام کا ذبیحہ

سوال[۱۱۱۰۳]: اگر کسی مسلمان شخص کی مرغی کوئی آدمی ذبح کرتا ہے اور وہ مسلمان اس کو دیکھ لے اور یہ معلوم نہ ہو کہ وہ ذبح کرنے والا مسلمان تھا یا نہیں یا کس اور مذہب سے تعلق رکھتا تھا اور وہ ذبح کرتے ہی چلا گیا تو آیا اس آدمی کا ذبیحہ اس کے لئے کھانا جائز ہے یا کہ نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

اگر اس کو یقین ہے کہ وہ مسلمان تھا اور شریعت کے مطابق ذبح کیا ہے تو کھانا درست ہے(۲) (غیر مسلم معلوم ہونے سے ذبح نہیں کرتے ہیں)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند، ۹/۱۰/۱۴۰۵ھ۔

(۱) "و[من] شرائط الذکاة ... (ومنها) أن یکون مسلماً أو کتابیاً، فلا تؤکل ذبیحة أهل الشرک والمرتد" (الفتاوی العالمکیریة، کتاب الذبائح، الباب الأول في رکنه وشرائطه الخ: ۵/۲۸۵، رشیدیه)

(وکذا في الدر المختار، کتاب الذبائح: ۶/۲۹۶، سعید)

(وکذا في البحر الرائق، کتاب الذبائح: ۸/۳۰۲، رشیدیه)

(۲) "الیقین لا یزول بالشک" (القواعد الفقهیة، الرسالة الثالثة، ص: ۱۴۳، رقم القاعدة: ۳۰۰، میر محمد کتب خانه کراچي)

"قوله: الیقین لا یزول بالشک، قال: لا شک مع الیقین فکیف یرفع ما لا وجود له، ومما یتفرع علی الأصل المتقدم ... الأول: مثل أن یجد شاة مذبوحة في بلد فیه مسلمون ومجوس فلا تحل حتی یعلم أنها ذکاة مسلم؛ لأن أصلها حرام وشککنا في الذکاة المبیحة، فلو کان الغالب فیها المسلمین جاز الأکل عملاً بالغالب المفید للطهوریة" (الأشباه والنظائر: ۱/۱۹۰، إدارة القرآن کراچي)

دہرایا ہے **یستحب** کا معنی **یوفی** کسی لغت میں آیا ہو تو دیوبندی صاحبان دکھا دیں اور جہاں بھی اس مسئلہ کو فقہاء نے لکھا اسے استحباب کا درجہ دیا۔ نامعلوم دیوبندی حضرات نبی کریم ﷺ کے معاملہ میں کیوں تنگ نظر بن جاتے ہیں۔ یہ حقیقت قابل تحقیق ہے اور کوئی صاحب انصاف یا صلح کن صاحب ان کے پاس نہایت محبت اور نرمی سے پوچھے کہ جناب ایسی تنگ ظرفی اور پھر اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے متعلق کیوں؟ اگر جواب شافی ملے تو **الحمدللہ** ورنہ سمجھ لو کہ دال میں کالا کالا ہے۔

فائدہ جلیلہ: احادیث سے استنباط یا تو عقائد کے لئے ہوگا یا احکام کے لئے یا فضائل و مناقب کے لئے عقائد کے لئے جب تک حدیث مشہور متواتر نہ ہو کام نہیں چلے گا۔ خبر واحد اگرچہ کیسے ہی قوت سند و نہایت صحت پر ہو تب بھی کام نہیں آئے گی۔ علامہ تفتازانی فرماتے ہیں: **إن خبر الواحد على تقدير اشتماله على جميع الشرائط المذكورة في أصول الفقه ، لا يفيد إلا الظن ولا عبرة بالظن في باب الإعتقادات۔**

(شرح العقائد للنسفی، صفحہ ۱۳۸)

خبر واحد اگرچہ تمام شرائط صحت کی جامع ہو ظن ہی کا فائدہ دیتی ہے اور معاملہ اعتقاد میں ظنیات کا کچھ اعتبار نہیں۔

احکام کے لئے حدیث صحیح لذاتہ و صحیح لغیرہ یا حسن لذاتہ و حسن لغیرہ ضروری ہے۔ جمہور علماء کے ہاں ضعیف سے دلیل پکڑنا بے کار ہے۔

فضائل و مناقب میں باتفاق علماء کرام حدیث ضعیف کافی ہے مثلاً کسی حدیث میں ایک عمل کی ترغیب آئی کہ جو ایسا کرے گا اتنا ثواب پائے گا یا کسی نبی یا صحابی کی خوبی بیان ہوئی کہ انہیں اللہ عزوجل نے یہ مرتبہ بخشا یا یہ فضل عطا کیا۔ وہاں حدیث ضعیف کافی ہے: **قال سيدى ابو طالب في قوت القلوب في معاملة المحبوب الا حاديث في فضائل الاعمال وتفضيل الاصحاب متقبلة محتملة علىٰ كل حال مقاطيعها ومراسيلها لا تعارض ولا ترد كذالك كان السلف يفعلون**

(قوت القلوب في معاملة المحبوب، فصل الحادی والعشرون، جلد ۱، صفحہ ۱۷۸، مطبوعہ دار صادر مصر)

یعنی امام اجل، شیخ العلماء والعرفاء، سیدی ابو طالب محمد بن علی مکی قدس سرہ الملکی کتاب جلیل القدر عظیم الفخر قوت القلوب فی معاملۃ المحبوب میں فرماتے ہیں: فضائل و اعمال تفضیل صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی حدیثیں کیسی ہوں ہر حال میں مقبول و ماخوذ ہیں۔ مقطوع ہوں خواہ مرسل نہ ان کی مخالفت کی جائے نہ انہیں رد کریں ائمہ کا یہی طریقہ تھا۔

اسی طرح ملتی جلتی عبارتیں اصول حدیث کی تمام کتب موضوعات اور احادیث کی شروح میں ملیں گی۔

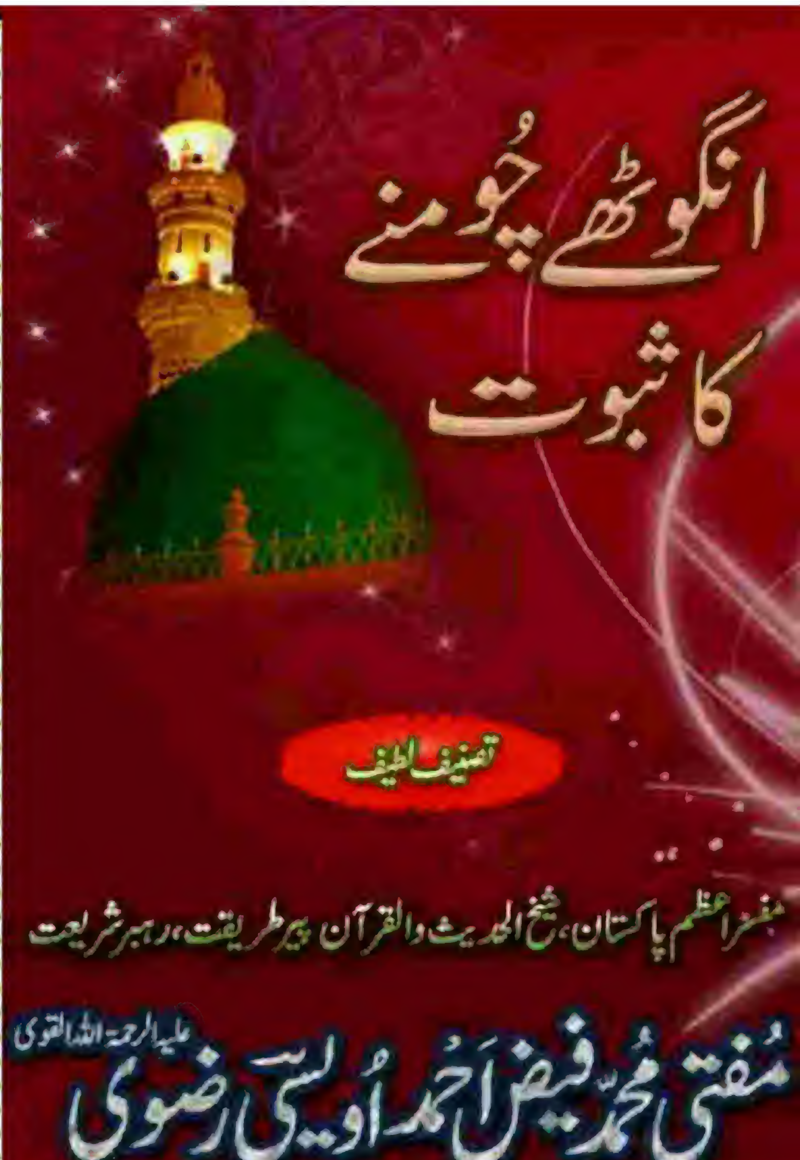

شخص رسول پاک کی وسعتِ علم کا عقیدہ رکھتا ہے وہ مشرک ہے لیکن یہی عقیدہ شیطان کے بارے رکھنا شرک نہیں ہے۔

اسی طرح یہ کہنا بھی رسول پاک کی صریح تنقیص ہے کہ رسول پاک کے علم کی وسعت پر قرآن و حدیث میں کوئی دلیل نہیں ہے۔ لیکن شیطان کے علم کی وسعت پر قرآن میں بھی دلیل ہے اور حدیث میں بھی ـــــــ۔

---

(۳) ــــــــ علمائے دیوبند کے سب سے بڑے مذہبی پیشوا مولانا قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند نے اپنی کتاب "تحذیر الناس" میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی ماننے سے انکار کیا ہے۔ جبکہ حضور کو خاتم النبیین ہونے کی حیثیت سے آخری نبی ماننا قرآن سے بھی ثابت ہے اور حدیث سے بھی۔

بلکہ اپنی کتاب میں انھوں نے یہاں تک لکھ دیا ہے کہ حضور کے زمانے یا حضور کے بعد بھی اگر کسی نئے نبی کا آنا فرض کیا جائے جب بھی حضور کی خاتمیت میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ حالانکہ یہ بات آسانی سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ کسی نئے نبی کے آنے کی صورت میں حضور کے آخری نبی ہونے کا عقیدہ باطل ہو جاتا ہے۔ مولانا نانوتوی کی یہی وہ کتاب ہے جسے قادیانی حضرات مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کے جواز کا پیش خیمہ قرار دیتے ہیں۔

واضح رہے کہ ختم نبوت کے مسئلے میں علمائے دیوبند کے ساتھ ہمارا اختلاف فروعی نہیں بلکہ اصولی اور بنیادی ہے۔ اور یہ اختلاف حرمت و حلت کا نہیں بلکہ کفر و اسلام کا ہے۔

دعوت انصاف

دیوبندی علماء کے ساتھ ہمارے اختلاف کی یہ پہلی بنیاد ہے جو ان کی کتابوں کے حوالوں کے ساتھ آپ کے سامنے ہے۔ واضح رہے کہ اس بنیاد کا تعلق اہانت رسول اور انکار ضروریات دین سے ہے۔ جس کے کفر ہونے میں قطعاً کوئی شبہ نہیں ہے۔ قرآن کی بیشمار

http://www.rehmani.net

ا۔ اس طرح کہ آپ کے دیکھتے دیکھتے گدھے کے سارے اجزا جمع ہو گئے جسم پر کھال بال چڑھے اور زندہ ہو کر ریکنے لگا پھر آپ اس گدھے پر سوار ہو کر اپنے محلہ میں تشریف لے گئے' اندازے سے اپنا مکان معلوم فرما کر دروازے پر آواز دی کہا 'عزیر کا یہی گھر ہے' ایک بوڑھی اندھی لونڈی عورت وہاں تھی آپ کا نام سن کر بہت روئی اور بولی کہ آج سو برس کے بعد کون عزیر کا نام لے رہا ہے وہ تو سو برس سے لاپتہ ہیں' یہ آپ کی لونڈی تھی آپ نے فرمایا کہ میں ہی عزیر ہوں' سو سال مردہ رہ کر زندہ ہوا ہوں اس نے عرض کی کہ میری روشنی نگاہ کے لئے دعا فرمائیں' آپ نے دعا فرمائی آنکھیں کھل گئیں اور آپ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اللہ رب کے حکم سے۔ اس کے ہاتھ پاؤں درست ہو گئے اور اس نے آپ کو دیکھ کر پہچانا۔ پھر وہ عورت اس جگہ پہنچی جہاں لوگوں کا اجتماع تھا۔ اس مجمع میں آپ کا بیٹا بھی موجود تھا۔ جس کی عمر ایک سو اٹھارہ برس تھی اور پوتا بھی۔ بڑھیا نے لوگوں سے کہا کہ عزیر زندہ ہو کر آگئے ہیں' دیکھو میں ان کی دعا سے تندرست ہو گئی ہوں تب لوگوں نے یقین کیا اور آپ کی علامت دیکھ کر پہچان لیا۔ اسی وجہ سے آپ کو یہود خدا کا بیٹا کہتے ہیں ۲۔ یعنی اب خوب جانتا ہوں کیونکہ پہلے یقین تھا اور اب عین الیقین ہو گیا' یعنی پہلے سن کر جانا تھا اب دیکھ کر معلوم کر لیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کا ایمان بھی بالشہادۃ بھی ہوتا ہے لہٰذا وہ امتی سے زیادہ یقین والے ہوتے ہیں' ہمارے حضور نے معراج میں رب اور جنت و دوزخ سب ہی غیبی چیزوں کا مشاہدہ فرما لیا آپ کا ایمان بالشہادۃ ہوا ۳۔ لطیفہ۔ قرآنی معمہ بتاؤ وہ کون بزرگ ہیں جو خود چالیس سال کے اور بیٹا ایک سو چالیس کا اور پوتا نوے برس کا وہ حضرت عزیر ہیں کیونکہ آپ جو سو برس تک وفات یافتہ رہے' جب فوت ہوئے تو چالیس سال کے تھے جب اٹھے تو آپ کی عمر وہی تھی۔ سبحان اللہ ۴۔ ابراہیم علیہ السلام ایک دفعہ سمندر کے کنارے سے گزرے ملاحظہ فرمایا کہ وہاں ایک نعش پڑی ہوئی ہے' جب سمندر کا پانی چڑھتا ہے تو اس کا گوشت مچھلیاں کھاتی ہیں' جب پانی اترتا ہے تو جنگلی جانور اور چیل کوے کھاتے ہیں یہ ملاحظہ فرما کر آپ کو شوق ہوا کہ مردہ زندہ ہونے کا نظارہ دیکھیں' تب آپ نے رب سے عرض کی ۵۔ یعنی علم الیقین سے ترقی کر کے میں عین الیقین حاصل کر لوں یعنی کمال سے اعلیٰ کمال کی طرف منتقل ہو جاؤں ۶۔ تاکہ تمہیں ان کی پہچان ہو جائے اور ان کے زندہ ہونے پر معلوم کر لو یہ وہی ہیں ۷۔ معلوم ہوا کہ بھی بے جان جانوروں کو بھی پکارنا جائز ہے فیض دینے کے لئے' تو گزشتہ نبیوں ولیوں کو پکارنا بھی جائز ہے فیض لینے کے لئے ۸۔ چنانچہ آپ نے مور' مرغ' کبوتر' کوا پالا پھر انہیں ذبح کر کے قیمہ بنایا ان کے اجزا ایک دوسرے سے ملائے اور چار پہاڑوں پر رکھ دیئے ان کے سر اپنے پاس رکھے پھر انہیں آواز دی ان کے اجزاء بحکم الٰہی اڑے اور ایک دوسرے سے ممتاز ہو کر ہوا میں ان کے اجسام تیار ہوئے اور پھر اپنے سروں سے مل کر زندہ ہو گئے ۹۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ اللہ کے بندے جب کسی بات پر ضد کریں تو رب ان کی ضد پوری فرماتا ہے دوسرے یہ کہ ہمارے ایمان کے لئے ایمان بالغیب شرط ہے مگر انبیاء کرام کا ایمان بالشہادۃ بھی ہوتا ہے ۱۰۔ خواہ نفلی صدقہ کرے یا واجب اس میں ایصال ثواب کے لئے جو خرچ کیا جاتا ہے وہ بھی داخل ہے لہٰذا تیجہ چالیسواں سب ہی شامل ہیں (خزائن العرفان) ۱۱۔ اگانے والا رب تعالیٰ ہے مگر یہاں دانہ کی طرف اس کی نسبت کر دی گئی معلوم ہوا کہ سبب کی طرف فعل کی نسبت جائز ہے۔ شان نزول۔ یہ آیت حضرت عثمان غنی کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے غزوہ تبوک کے

اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا

اور اس لئے کہ تجھے ہم لوگوں کے واسطے نشانی کریں اور ان ہڈیوں کو دیکھ کیونکر ہم انہیں اٹھان

ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا ؕ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ ۙ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ

دیتے پھر انہیں گوشت پہناتے ہیں جب یہ معاملہ اس پر ظاہر ہوگیا بولا میں خوب جانتا ہوں کہ

اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۵۹﴾ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ

اللہ سب کچھ کرسکتا ہے اور جب عرض کی ابراہیم نے اے رب

اَرِنِىْ كَيْفَ تُحْىِ الْمَوْتٰى ؕ قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ؕ قَالَ

میرے مجھے دکھا دے تو کیونکر مردے جلائے گا فرمایا کیا تجھے یقین نہیں عرض کی

بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِىْ ؕ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً

یقین کیوں نہیں مگر یہ چاہتا ہوں کہ میرے دل کو قرار آجائے فرمایا تو اچھا چار پرندے

مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ

لے کر اپنے ساتھ ہلالے پھر ان کا ایک ایک ٹکڑا ہر پہاڑ

جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا ؕ

پر رکھ دے پھر انہیں بلا وہ تیرے پاس چلے آئیں گے پاؤں سے دوڑتے

وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۶۰﴾ مَثَلُ الَّذِيْنَ

اور جان رکھ کہ اللہ غالب حکمت والا ہے ان کی کہاوت جو

يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ

اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس دانہ کی طرح

اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِىْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ

جس نے اوگائیں سات بالیں ہر بال میں سو دانے

وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۶۱﴾

اور اللہ اس سے بھی زیادہ بڑھائے جس کے لئے چاہے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے

http://www.rehmani.net

۱۔ یعنی جیسے گونگا بہرا جب اندھیرے میں پھنس جائے تو ہدایت نہیں پا سکتا کہ اندھیرے کی وجہ سے آنکھیں بیکار ہو گئیں۔ اور کسی کی آواز سے اور اپنی پکار سے بھی ہدایت نہیں پاتا۔ کیونکہ وہ نہ خود بول سکتا ہے۔ نہ کسی کی سن سکتا ہے۔ ۲۔ صراط مستقیم اولیاء انبیاء کا راستہ ہے۔ جس فرقہ میں اولیاء نہ ہوں وہ صراط مستقیم نہیں۔ رب فرماتا ہے۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں کفار کی بعض دعائیں قبول ہو جاتی ہیں۔ ۴۔ کفار مصیبت میں اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے ہیں نہ کہ بتوں کو۔ اب بھی مشرکین ہند بیماریوں میں نمازیوں سے دم کراتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ جو مصیبت میں بھی خدا کو یاد نہ کرے وہ مشرکین سے زیادہ سخت دل ہے۔ ۵۔ معلوم ہوا کہ دنیا میں تکالیف اور مصیبتیں رب کی رحمتیں ہیں کہ بندوں کو رب کی طرف متوجہ کرتی ہیں اور صابرین عاقلین کے درجات بلند کرتی ہیں۔ ۶۔ تاکہ عذاب دفع ہو جائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ علامات عذاب دیکھ کر ایمان لے آنا۔ توبہ کرنا دفع عذاب کا ذریعہ ہے۔ جیسا کہ یونس علیہ السلام کی قوم نے یا تھا۔ البتہ عذاب آجانے پر توبہ اور ایمان مفید نہیں ہوتا۔ جیسا کہ فرعون کا حال ہوا حَتّٰۤى اِذَاۤ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ الخ ۷۔ معلوم ہوا کہ تمام عذابوں میں سخت تر عذاب دل کی سختی ہے۔ جس سے تعلیم نبی اثر نہ کرے ۸۔ اس سے معلوم ہوا کہ گناہ و معاصی کے باوجود دنیاوی راحتیں ملنا اللہ کا غضب اور عذاب ہے کہ اس سے انسان اور زیادہ غافل ہو کر گناہ پر دلیر ہو جاتا ہے۔ بلکہ یہ خیال کرتا ہے کہ گناہ اچھی چیز ہے ورنہ مجھے یہ نعمتیں نہ ملتیں۔ یہ کفر ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ نیک کار پر تکالیف آنا رحمت الٰہی کا ذریعہ ہے کہ اس سے اس صالح کے درجات بلند ہوتے ہیں۔ ۹۔ رب کی نعمت پر خوش ہونا اگر فخر تکبر اور شیخی کے طور پر ہو تو برا ہے اور طریقہ کفار ہے اور اگر شکر کے لئے ہو تو بہتر ہے۔ طریقہ صالحین ہے۔ رب فرماتا ہے۔ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ اور فرماتا ہے قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا یہاں پہلی صورت مراد ہے ۱۰۔ مومن کی موت کے تین نام ہیں۔ (۱) وفات یعنی اپنا کام پورا کر دینے کا وقت۔ آگے آرام و انعام کا وقت۔ (۲) وصال یعنی یار سے ملنے کا ذریعہ (۳) شہادت یعنی رب کی بارگاہ میں حاضری کا ذریعہ۔ کافر کی موت کے بھی تین نام ہیں۔ تدمیر (تباہی) دَمَّرْنٰهُمْ تَدْمِيْرًا ہلاکت اَهْلَكْنٰهُمْ اور اخذ اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً یونہی مومن کی زندگی کا نام حیات طیبہ ہے، کافر کی زندگی کا نام مَعِيْشَةً ضَنْكًا ۱۱۔ اس سے بعض لوگ کہتے ہیں کہ اچانک موت بری ہے کہ اس میں توبہ کا وقت نہیں ملتا۔ مگر غافل کے لئے یہ عذاب ہے۔ مومن متقی کے لئے رحمت کہ بیماری کی تکلیف سے بچ جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت سلیمان و موسیٰ و عزیر علیہم السلام کی وفات اچانک ہوئی۔ غافل بیمار ہو کر مرے تب بھی اچانک مرے "مومن اچانک مرے تب بھی تیاری کر کے مرتا ہے ۱۲۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس قوم پر عذاب آتا ہے اس کی نسل نہیں چلتی۔ جو لوگ مسخ ہوئے وہ ہلاک کر دیئے گئے لہٰذا موجودہ بندر ریچھ ان کی نسل نہیں۔ ۱۳۔ اس سے معلوم ہوا کہ کفار کی ہلاکت اللہ کی نعمت ہے جس پر خدا کا شکر کرنا چاہیے۔ ابو جہل کے قتل پر حضور نے سجدہ شکر ادا کیا اور عاشورہ کے دن روزے کا حکم دیا کہ اس دن فرعون ہلاک ہوا۔ لہٰذا مومن کے مرنے پر انا للہ پڑھے اور موذی کافر کی موت پر الحمد للہ پڑھے۔

وَمَنْ يَّشَاْ يَجْعَلْهُ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝۳۹ قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ
اور جسے چاہے سیدھے راستہ ڈال دے تم فرماؤ بھلا بتاؤ تو
اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ
اگر تم پر اللہ کا عذاب آئے یا قیامت قائم ہو کیا اللہ کے سوا کسی اور
تَدْعُوْنَ ۚ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۴۰ بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ
کو پکارو گے اگر سچے ہو بلکہ اسی کو پکارو گے
فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ مَا
تو وہ اگر چاہے جس پر اسے پکارتے ہو اسے اٹھالے اور شریکوں کو
تُشْرِكُوْنَ ۝۴۱ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَاۤ اِلٰۤى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ
بھول جاؤ گے اور بیشک ہم نے تم سے پہلی امتوں کی طرف رسول بھیجے تو انہیں سختی
بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ ۝۴۲ فَلَوْلَاۤ اِذْ
اور تکلیف سے پکڑا کہ وہ کسی طرح گڑگڑائیں تو کیوں نہ ہوا کہ جب ان پر
جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ
ہمارا عذاب آیا تو گڑگڑائے ہوتے لیکن ان کے تو دل سخت ہو گئے اور شیطان نے
لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۴۳ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا
ان کے کام ان کی نگاہ میں بھلے کر دکھائے پھر جب انہوں نے بھلا دیا جو نصیحتیں
بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ۗ حَتّٰۤى اِذَا فَرِحُوْا
ان کو کی گئی تھیں ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے یہاں تک کہ جب خوش
بِمَاۤ اُوْتُوْۤا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ۝۴۴ فَقُطِعَ
ہوئے اس پر جو انہیں ملا تو ہم نے اچانک انہیں پکڑ لیا اب وہ آس ٹوٹے رہ گئے تو
دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۗ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۴۵
جڑ کاٹ دی گئی ظالموں کی اور سب خوبیاں سراہا اللہ رب سارے جہان کا

http://www.rehmani.net

(بقیہ صفحہ ۶۰۱) کی بلکہ یہ آپ کا دوسرا معجزہ ہے۔ ۱۹۔ کہ موسیٰ علیہ السلام کو نو معجزے عطا ہوئے۔ عصا، ید بیضا، دریا چیرنا، من و سلویٰ اترنا۔ فرعونیوں پر جوئیں، مینڈک، خون، طوفان وغیرہ کے عذابات آنا وغیرہ۔ ہمارے حضور کے چھ ہزار معجزے تو روایت میں آئے۔ باقی کی خبر نہیں۔ ۲۰۔ خصوصیت سے اس لئے کہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے بھی رسول تھے۔

۱۔ پہلے دو معجزے، بعد میں باقی نور ۲۔ یعنی عصا اور ید بیضا کا جادو ہونا ایسا ظاہر ہے کہ اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کر سکتا۔ ۳۔ اس یقین کی وجہ سے وہ فرعونی ہر مصیبت پر موسیٰ علیہ السلام سے فریاد کرتے تھے اور آپ سے مدد مانگتے تھے۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ بغیر زبانی اقرار کئے ہوئے محض دل سے نبی کو سچا جان لینا ایمان نہیں۔ کیونکہ حضور کو سارے کفار تک سچا جانتے تھے، مگر زبان سے انکار کرتے تھے۔ دوسرے یہ کہ جو نبی کی بارگاہ میں تکبر و غرور کرے گا اسے کبھی ہدایت نہ ملے گی وہ جگہ عجز و انکسار کی ہے۔ ۴۔ کہ پہلے ان پر عارضی عذاب آئے خون، جوئیں، قحط وغیرہ کے۔ پھر سمندر میں ڈبو دیئے گئے ۵۔ کہ بغیر کسی استاد سے پڑھے ہوئے داؤد علیہ السلام کو زرہ بنانا، سیاست مدنی، علم قضا، پہاڑوں اور پرندوں کی تسبیح کا علم اور حضرت سلیمان کو چوپاؤں، پرندوں کی بولیاں بتائیں۔ داؤد علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ایک سو ستر برس بعد میں پیدا ہوئے (روح) خیال رہے کہ کسی کو علم بیان ملتا ہے کسی کو علم عیان، انبیاء کرام کو علم عیان ملتا ہے۔ (روح) ۶۔ یہاں عباد مومنین سے مراد حضرات انبیاء کرام ہیں۔ کثیر اس لئے فرمایا کہ بعض رسول ان دونوں بزرگوں سے افضل ہیں۔ جیسے ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہاں عام مومنین مراد نہیں کیونکہ نبی سارے مومنوں سے افضل ہوتے ہیں نہ کہ اکثر سے۔ اس کا ذکر آگے آ رہا ہے۔ علمنا لہذا روافض کی یہ آیت دلیل نہیں بن سکتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کی میراث تقسیم نہیں ہوتی کیونکہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے علاوہ داؤد علیہ السلام کے اور بھی بہت سے بیٹے تھے مگر صرف حضرت سلیمان علیہ السلام کو وراثت علم و نبوت عطا ہوئی۔ یہاں وراثت مال مراد نہیں بلکہ وراثت نبوت و علم مراد ہے یعنی وراثت حال و کمال جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے۔ ۸۔ اس طرح کہ ہم پرندوں کی بولیاں سمجھ لیتے ہیں۔ اور ہماری گفتگو پرندے سمجھ جاتے ہیں۔ اللہ نے ہمارے حضور کو تمام جانور بلکہ درختوں، پتھروں کی بولیوں کا علم دیا۔ حضور سے چڑیوں، اونٹوں، ہرنیوں نے فریادیں کیں اور پتھروں نے سلام عرض کئے۔ ۹۔ یہاں کل، بمعنی اکثر ہے۔ شی

فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ اٰیٰتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ۝۱۳

پھر جب ہماری نشانیاں آنکھیں کھولتی ان کے پاس آئیں بولے یہ تو صریح جادو ہے

وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَیْقَنَتْهَاۤ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا ؕ

اور ان کے منکر ہوئے اور ان کے دلوں میں ان کا یقین تھا ظلم اور تکبر سے

فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِیْنَ ۝۱۴ وَلَقَدْ اٰتَیْنَا

تو دیکھو کیسا انجام ہوا فسادیوں کا اور بے شک ہم نے

دَاوٗدَ وَسُلَیْمٰنَ عِلْمًا ۚ وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ

داؤد اور سلیمان کو بڑا علم عطا فرمایا اور دونوں نے کہا سب خوبیاں اللہ کو

فَضَّلَنَا عَلٰى كَثِیْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝۱۵ وَوَرِثَ

جس نے ہمیں اپنے بہت سے ایمان والے بندوں پر فضیلت بخشی اور سلیمان

سُلَیْمٰنُ دَاوٗدَ وَقَالَ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ

داؤد کا جانشین ہوا اور کہا اے لوگو ہمیں پرندوں کی بولی

الطَّیْرِ وَاُوْتِیْنَا مِنْ كُلِّ شَیْءٍ ؕ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ

سکھائی گئی اور ہر چیز میں سے ہم کو عطا ہوا بے شک یہی ظاہر فضل

الْمُبِیْنُ ۝۱۶ وَحُشِرَ لِسُلَیْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ

ہے اور جمع کئے گئے سلیمان کے لئے اس کے لشکر جنوں اور آدمیوں

وَالطَّیْرِ فَهُمْ یُوْزَعُوْنَ ۝۱۷ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِ ۙ

اور پرندوں سے تو وہ روکے جاتے تھے یہاں تک کہ جب چیونٹیوں کے نالے

قَالَتْ نَمْلَةٌ یّٰۤاَیُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ۚ لَا

پر آئے ایک چیونٹی بولی اے چیونٹیو اپنے گھروں میں چلی جاؤ تمہیں

یَحْطِمَنَّكُمْ سُلَیْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ ۙ وَهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ۝۱۸

کچل نہ ڈالیں سلیمان اور ان کے لشکر بے خبری میں

سے مراد دین و دنیا کی نعمتیں ہیں۔ یعنی ملک، نبوت، کتاب کا علم، ہوا، انس، جنات کی تسخیر، پرندوں کی بولیوں کا علم، بے شمار خزانے عطا ہوئے ہمارے حضور کو خدا نے کوثر بخشا یعنی ماسوی اللہ کا مالک بنا دیا۔ جس کا رب خالق ہے، اس کے حضور بعطاء الٰہی مالک ہیں۔ فرماتا ہے۔ اِنَّاۤ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۱۰۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ کلام فخریہ نہ فرمایا۔ شکریہ کے طور پر فرمایا۔ آپ تمام تمام روئے زمین کے سلطان رہے۔ انس و جن، پرندے، چرندے سب پر آپ کی حکومت تھی عجیب و غریب صنعتیں آپ کے زمانہ میں ایجاد ہوئیں۔ روح البیان نے فرمایا کہ آپ نے سات سو برس حکمرانی کی۔ ۱۱۔ یعنی آپ کا لشکر اتنا زیادہ تھا کہ ان کے انتظام کے لئے اگلوں کو روکا جاتا کہ پچھلے مل جائیں منتشر نہ ہو جائیں ۱۲۔ یہ وادی نمل طائف شریف سے تین میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ اسے اب بھی